دیوانِ دل

مرتبہ: محمد ظفیر الحسن

مکتبہ: مہر نیمروز ۔ کراچی

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

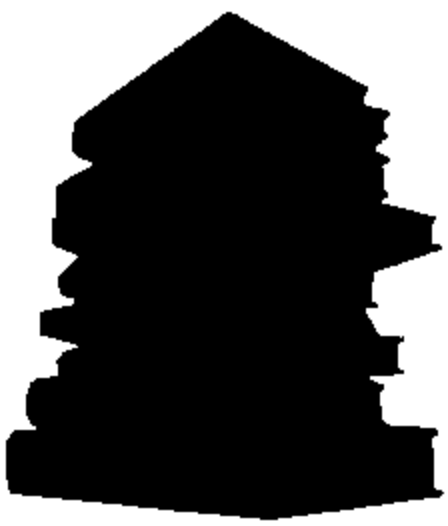

Marfat.com

Marfat.com

جناب محمد اقبال مجددی صاحب
کی خدمت میں ناچیز نذر

محمد ظفر الحسن
۱۷ مارچ ۱۹۷۶ء

حالی ہلدہ کالج

دیوانِ دل

مرتبہ

محمد ظفر الحسن

ایم۔ اے

مکتبہ مہر نیمروز۔ کراچی

Marfat.com

136959

بار اول ۱۹۷۳-۷۴ء

تعداد ..... ایک ہزار

کتابت ..... عالم علیخاں ادارۂ خوشنویساں

طابع ..... انٹرنیشنل پریس و مقدمہ از ایجوکیشنل پریس کراچی

قیمت ..... دس روپے

Marfat.com

فہرست عنوانات

دلِ صد پارہ	سیّد وصی احمد بلگرامی	۵
عرضِ مرتب		۳۳
مقدمہ	(از مرتب)	
۱۔ دلؔ کے خاندانی حالات		۳۹
۲۔ دلؔ تذکروں اور کتابوں میں		۴۹
۳۔ احوالِ دلؔ		۶۱
۴۔ بعض ہمعصر شعراء		۷۶
۵۔ دلؔ کی شاعری		۹۱
۶۔ الفاظ و محاورات		۱۲۷
۷۔ دلؔ اور غالبؔ		۱۴۶

Marfat.com

ترتیب دیوان

غزلیات ۱

قطعات ۱۶۱

رباعیات ۱۶۳

اختلافات اشعار ۱۶۷

ضمیمہ ۱۷۵

اشاریہ ۱۷۷

صحت نامہ ۱۸۴

Marfat.com

دل صد پارہ

(۱) دیوانِ دل

عشقِ عظیم آباد نے محمد ظفیر الحسن عظیم آبادی کو دل و بیدل عظیم آبادی کا دل دادہ کیا۔ لیکن عرصہ دراز تک دل دادہ کو دل دار یعنی دیوانِ دل عظیم آبادی کا سراغ نہیں مل سکا۔

اس عشقِ ناکام کی ہم کو خبر ہوئی اور ہم نے جستجو کی تو رؤسائے عظیم آباد مقیم کراچی نے ہماری مدد کی — جناب سید احمد حسین خاں عرف سید اختر نواب (کشمیری کوٹھی) سے جناب خادم حسین خان (سنگی دالان) سے دیوان دل عظیم آبادی کا قلمی نسخہ حاصل کیا۔ اور خان بہادر سید علی خان (مغل پورہ) کو سپرد کیا۔ اور ہم نے وہ نسخہ خان بہادر سے پایا۔ روز سہ شنبہ ۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۹۰ھ ہجری مطابق ۱۶ فروری سنہ ۱۹۷۱ء۔ نسخہ پانے کی تاریخ:

"لوح دل دیوان محمد عابد دل عظیم آبادی"

۱۳۹۰ ہجری

اس نسخہ کی ہم نے نقل لی۔ اور پانچ ماہ بعد کشمیری کوٹھی (واقع رضویہ کالونی۔ کراچی) جا کر

Marfat.com

یہ نسخہ ہم نے جناب خادم حسین خان کو واپس کر دیا۔ روز یکشنبہ ۲۵ رجولائی ۱۹۷۱ء اُس وقت اُن کے چھوٹے بھائی جناب عالم حسین خان سے بھی ملاقات ہوئی۔ اس صحبت میں ہم نے نواب علی ابراہیم خان خلیل کے خاندانی حالات اور دیگر معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد دریافت طلب امور کا جواب ہم نے جناب خادم حسین خان سے پایا مکتوب مورخہ ۴ اگست ۱۹۷۱ء۔

ہم نے پوچھا تھا کہ یہ نسخہ آپ نے کس سے پایا۔ جناب خادم حسین خان نے ۲۵ رجولائی ۱۹۷۱ء کو تحریری جواب دیا۔

"نسخۂ قلمی دیوان شیخ محمد عابد۔ دل عظیم آبادی کرم خوردہ اپنے والد ابوالحسن خان مرحوم آرزو کے کتب خانے سے ملا ہے۔ ہندوستان سے اپنے شامل۔ آنے کے وقت۔ لیتے آئے تھے۔ یہ نسخہ والد مرحوم کو کس طرح ملا۔ نہیں کہہ سکتے ہیں۔"

اس سوال کا جواب ہم کو بعد میں مل گیا۔

دیوان دل عظیم آبادی (قلمی)	نسب نامہ نواب علی ابراہیم خان
ص (۱۵۹) تحریر برحاشیہ بعد عبارت خاتمۂ دیوان۔ "بندہ مہدی علی کتاب ہذا را بقیمت یکروپیہ نقدی خریدہ کردہ"	(۱) مہدی علی خاں بن جعفر حسن خاں فیض بن محمد علی خاں بن خادم حسین خاں برادر عم زاد نواب علی ابراہیم خاں (۲) خادم حسین خاں بن ابوالحسن خاں آرزو۔ بن رضا علی خاں بن کاظم علی خاں بن مہدی علی خاں ....

Marfat.com

"بندہ مہدی علی" سے مراد مہدی علی خاں جن کی چوتھی پشت میں (مالکِ نسخہ قلمی) خادم حسین خان ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ نسخہ خادم حسین خان کے جدِ اعلیٰ مہدی علی خان کا خریدکردہ تھا۔ اور اس حق سے خاندانی کتب خانے میں پایا گیا۔

خریدار نے یہ نہیں ظاہر کیا کہ کب۔ کہاں۔ اور کس سے یہ نسخہ خرید کیا گیا۔ بہرکیف یہ نسخہ وہ ہے جو خود شیخ محمد عابد۔ دل عظیم آبادی نے تذکرۂ "گلزار ابراہیم" کی تالیف کے زمانے میں نواب علی ابراہیم خان کو بھیجا تھا۔

"تاریخ شعرائے بہار" مولفہ سید عزیز الدین بلخی عظیم آباد۔ مطبوعہ ۱۹۱۴ء، دیباچہ ص (ب) حاشیہ: "تذکرہ "گلزار ابراہیم" مولفہ نواب علی ابراہیم خان خلیل عظیم آبادی (۱۱۹۸-۸۴) ہجری میں مرتب ہوا۔ یہ فارسی زبان میں اردو شعرا کا تذکرہ ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔"

ص (۱۹):- دل تخلص۔ شیخ محمد عابد نام۔ وطن عظیم آباد۔ شیخ محمد روشن۔ جو شش کے بڑے بھائی تھے۔ نواب علی ابراہیم خاں خلیل لکھتے ہیں کہ ۱۱۹۳ھ میں انھوں نے اپنا کلام مرشد آباد میں بھیجا تھا۔ تاکہ تذکرۂ گلزار ابراہیم میں درج کیا جائے ..... "

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ۱۱۹۳ھ ہجری میں نسخہ دیوان دل مرشد آباد بھیجا گیا اور سالِ رواں ۱۳۹۳ھ ہجری ہے۔

Marfat.com

(۲) صورتِ حال

(۱) کاغذ اُردلی - اوراقِ دیوان (۸۰) صفحات (۱۶۰) - اُس کے بعد ایک سادہ ورق
اُردلی (جزوِ نسخہ) جس کی پشت پر کسی اور کی تحریر ہے ۔
پیمائش (بعد جلد بندی) — (۹½ × ۵½) انچ
اُردلی کاغذ منسوب بہ قصبہ اُردل (بروزن بلچل وچنچل) ضلع گیا۔ صوبہ بہار

وصف گیسو نہ ہوا جان کا جنجال ہوا
اُردلی پر بھی جو لکھا تو مہا جال ہوا (اسیر لکھنوی)

---

(۲) دیوان کی کتابت پشت ورق سے پشت ورق تک - اس لئے پہلا صفحہ چھوڑ کر صفحہ (۱۵۹) دیوان کا آخری صفحہ ہے - اس پر بعد ختم دیوان دو تحریریں ہیں۔

(۱) بقلم کاتب دیوان :- "تحیم تمام شد کارمن نظام شد ایں دیوان من تصنیف شیخ محمد عابد متخلص دل بوقت چہار گہری روز برآمدہ انصرام یافت"

اس تحریر کا پہلا لفظ تحیم مشکوک ہے - اور بالائی سطر فقرات "این دیوان" و "انصرام یافت" ہیں ۔

(۲) بقلم خریدار نسخہ :- "بندہ مہدی علی کتاب ہذا را بقیمت یکروپیہ نقدی خریدکردہ"

کاتب دیوان نے اپنا نام نہیں لکھا اور تاریخ نہیں لکھی۔ صرف وقت بتایا ۔

Marfat.com

چہارگہری روز برآمدہ" یعنی چار گھڑی "۔
خریدار نسخہ نے اپنا نام لکھا لیکن تاریخ نہیں لکھی ۔
سال وفات نواب مہدی علی خاں ۱۳۱۵ھ ہجری۔ اور سال رواں ۱۳۲۳ھ ہے،
اس لئے خریداری کو (۸ ۷) سال سے زیادہ ہوئے ۔

---

(۳) صفحہ (۱۶۰) کے بعد جو سادہ ورق ہے اُس کی پشت پر حسبِ ذیل تحریر ہے :۔
پہلی سطر، " العبد "
دوسری سطر، " چون بتاریخ دوازدہم ماہ ربیع الاول روز یکشنبہ ۱۲۵۸ھ ہجری
مطابق سی ام ماہ چیت موافق یکم ماہ مے ۱۲۴۹ فصلی "
تیسری چوتھی سطر، ..... (خارج از بحث)
اس تحریر میں " ماہ مے " سے مراد فارسی ماہ مے ہے
ذخیرۂ بنہ از رنگ و بوئے فصل بہار
کہ می رسند ترہ رہزنانِ بہمن و دے خواجہ حافظ
اور یکشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۵۸ھ ہجری مطابق ۲۴ اپریل ۱۸۴۲ء
یعنی یہ تحریر (۱۳۵) سال قبل کی ہے ۔

---

(۴) بقلم کاتب چند نام (صفحہ کے بالائی حصہ پر) :

۱۔ ہوالغنی	ص (۱ - ۴) - (۴۵ - ۴۴) - (۱۱۴)
۲۔ ہوالعلی الاعلیٰ	ص (۵)

Marfat.com

(۳) ہوالاِلٰہ ص (۱۱۶)

(۴) یا محمدؐ ص (۷)

(۵) یا علیؑ ص (۷)

(۶) یا حسنؑ ص (۸)

(۷) یا حسین ص (۹)

---

(۵) دیوان دل عظیم آبادی - صفحات (۱۵۹)

غزلیات ۳۲۳ ص (۱ - ۱۵۶) - تعداد ابیات (۲۰۱۶)

قطعات ۶ ص (۶۹) (۷۴) (۱۴۱) (۱۵۶) (۱۵۹)

رباعیات ۱۲ ص (۱۵۷ - ۱۵۹)

---

(۶) تعداد غزلیات و ابیات :

اس نسخۂ قلمی میں غزلیں (۳۲۳) اور اشعار (۲۰۱۶) ہیں۔ لیکن یہ انتخابی غزلیں ہیں جو گلزار ابراہیم کے لئے خود دل عظیم آبادی نے بھیجی تھیں۔ دل کا یہ مکمل دیوان نہیں ہے۔ تذکروں میں اکثر غزلیں پائی جاتی ہیں جو اس قلمی دیوان سے خارج ہیں۔ یہی حال اشعار کا ہے۔ مثلاً حسب ذیل اشعار اس دیوان میں نہیں ہیں۔

ماہنامہ مہر نیمروز کراچی - اپریل ۱۹۷۱ء ـــــ تحریر محمد ظفیر الحسن

موسوم بہ "ارمغانِ دل" - ص (۷ - ۳۵) ؛

Marfat.com

۱۔ دیکھا نہ داغ عشق دل غمگسار کا — آخر ہوا چراغ ہمارے مزار کا

میرے نامہ کی صنم کے پاس سے آئی رسید — اتنا ہی دستخط کیا تھا "خط سودائی رسید"

مرتا ہے ابر اس مژۂ اشک بار پر — کھاتی ہے شمع گل جگر داغ دار پر

کس دلیری سے کھڑا ہے تیری مژگاں کے حضور — دیکھنا دیکھنا اے یار جگر داری دل

۱۔ نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کے بھرتے ہیں — ہیں نزع میں ہم تجھ بن جیتے ہیں مرتے ہیں

دست جنوں سے کاہے کو منت کشیدہ ہوں — جب سے ہوا ہوں خلق گریباں دریدہ ہوں

پڑھ سنا دیں گے ہمیں نامۂ اعمال اپنا — ورق چند ہے کچھ دفتر طومار نہیں

آپ آجاوے یہ توفیق کہاں ہے اس کو — گاہ گاہ ہے مرا جانا بھی گراں ہے اس کو

جنوں ہر کوچہ و بازار میں تو نے پھرا مجھ کو — تری تقصیر کیا کی تھی کہ یوں رسوا کیا مجھ کو

۱۔ نظر پڑی کسی مخمور کی شرابی آنکھ — کہ مارتی ہے بٹیرے کو یہ گلابی آنکھ

ہر غنچہ خموش باغ میں ہے — مشہور ہے پر دہن دریدہ

جب نکلتے دیکھے دل سے شرر ہمارے ہے — شعلۂ آتش جسے کہتے ہیں میری آہ ہے

۱۔ ٹھکرا کے تو جگا دے خوابیدۂ عدم کو — یہ دعویٰ خدائی اے خوش خرام کیا ہے

(۷) کتابت اس دیوان کی دو سو سال قبل ہوئی تھی۔ اس مدت دراز میں کیڑوں نے پوری کتاب چھلنی کر دی۔ کوئی ورق ایسا نہیں جو کرم خوردہ نہ ہو۔ کہیں نصف ورق غائب کہیں اشعار غائب۔ کہیں الفاظ غائب۔ (۱۶۰) صفحات میں (۷۰) بہت زیادہ خراب ہیں۔ باقی (۹۰) میں گم شدہ حروف و الفاظ کی خانہ پری ممکن ہے۔ بقول دل عظیم آبادی، دیوان ص (۱۵۵):

"کیڑا اگر ایک بھی ہو ساری کتاب کھا دے!"

Marfat.com

(۸) جلد بندی اس دیوان کی تین بار ہوئی۔ تیسری ہندوستان سے پاکستان آنے سے کچھ قبل ہوئی۔ اور جلد بند نے اپنی طرف سے ایک ایک سادہ کاغذ شروع اور آخر میں لگا کر ظلم کیا۔ بہت ممکن ہے کہ بقلم کاتب وہاں کوئی تحریر ہو۔

(۹) نسخہ میں غلطیاں طرح طرح کی اور بے شمار ہیں۔ مثلاً ۔

صفحہ ۲	"ہماری جان کا پیارے حلاکو تو ہوا پیدا"	ہلاکو
" ۱۳	"پھلے کو رکھتے رکھتے تو ناصور ہوگیا "	ناسور
" ۲۶	"شرمندۂ کرم نہ ہوئے خانِ چرخ سے "	خوان
" ۴۶	"جب تک کہ زنگی ہے اوس یار دلربا سے "	زندگی
" ۶۵	"عیب نہیں مسل مور خاک نشینی مجھے "	مثل
" ۷۷	"شراب ناب کا رکھتا ہے جوش اپنے شیشے میں"	ایک بند
" ۹۵	"چھوٹ تا نہیں کفر میری جان کا لحسن ہوا "	چھوٹتا / لہسن
" ۹۹	"گریباں لعن دامن کو کرے دامن گریباں کو"	طعن
" ۱۰۰	"ہجر میں وصل کا غم وصل میں ڈر فرقت کام"	کا
" ۱۲۲	کی ہے توباہ بے وفا اب ہم"	توبہ
" ۱۴۸	"اکثیر ہیں جہاں میں دل خاکسار ہم سے "	اکسیر
" ۱۵۵	"سینہ کیوں رکھیں ہم صبح اٹھ کر کیا نہیں کھاتے"	شبینہ

کاتب گم نام سے جو کام نہیں ہو سکا تھا اس کو کیڑوں نے تمام کیا۔ اس لئے دیوان دل کا یہ نسخہ دیدنی ہے۔

Marfat.com

(۳) دل عظیم آبادی

جسونت رائے ناگر۔ گجراتی برہمن - عہد نواب ہیبت جنگ علی وردی خاں صوبہ دار بنگالہ و بہار۔ جسونت رائے کے تین بیٹے۔ اول بھگونت رائے۔ دوم و سوم کا پیدائشی نام نہیں معلوم۔ دونوں نے اسلام قبول کیا۔ اور اسلامی نام محمد عابد و محمد روشن ہوا۔ شیخ محمد عابد کا تخلص دل۔ اور شیخ محمد روشن کا تخلص جوشش ہوا۔

دل اور جوشش نے تذکروں میں جگہ پائی۔ اور اچھی جگہ پائی۔ مثلاً تذکرہ میر حسن ۱۱۹۲ھ۔ تذکرہ شورش عظیم آبادی ۱۱۹۳ھ۔ تذکرہ مسرت افزا ۱۱۹۴ھ۔ گلزار ابراہیم خلیل ۱۱۹۸ھ وغیرہ۔

شعرائے ہم عصر

۱۔ بسمل۔ سید جبار علی۔ رئیس چھپرا گڈھ۔ مدت تک عظیم آباد میں رہے۔

تذکرہ نساخ۔ ص (۷۵)

لکھی تھی دل کو غزل اس زمیں میں بسمل نے
جو کلکِ فکر نے اس کو لکھا جواب شتاب (۴۹) (دیوان ص)

۲۔ تحسین۔ سید حبیب اللہ عظیم آبادی۔ تذکرہ سید احمد اللہ ندوی۔ جلد اول ص ۱۹۶)

در بزم سخن سے دوڑ کر تحسین نے یہ پوچھا
ابھی جو شعر پڑھتے تھے یہاں دے کوئی دل میں (۸) (دیوان ص)

تذکرہ نساخ ص (۸۰) میں تحسین تخلص کے تین شاعر مذکور ہیں۔ دلہا و الہ آبادی و شاہجہانپوری

Marfat.com

۳- جوشش - شیخ محمد روشن۔ چھوٹے بھائی شیخ محمد عابد دلؔ کے

اگر مشتاق ہے تو جوشش و نالاں کی تحسیں کا

تو کر مضمون ترے دلؔ مرے دیوان کی خاطر (۵۳) دیوان میں

ممکن ہے کہ مصرع اوّل میں جوشش کے سوا تین شاعروں کی طرف بھی

اشارہ ہو۔ یعنی تحسینؔ و مشتاقؔ و نالاںؔ ۔ تینوں ہم عصر۔

۴- دردؔ - خواجہ میر درد دہلوی ابن خواجہ ناصر عندلیب۔ وفات سنہ ۱۱۹۹ھ

داد چاہے تو دلؔ اپنی یہ غزل وہاں پڑھنا

کہ جہاں دردؔ ہو سوداؔ بھی ہو۔ اور میرؔ بھی ہو (۹۸) دیوان میں

۵- سوداؔ۔ مرزا محمد رفیع ابن مرزا محمد شفیع۔ وطن کابل۔ مولد دہلی

مقرب دربار آصف الدولہ (لکھنؤ) خطاب ملک الشعراء وفات سنہ ۱۱۹۵ھ

داد چاہے تو دلؔ .....

کہ جہاں ..... سودا بھی ہو ..... (۹۸) دیوان ص

۶- فغاںؔ - اشرف علی خاں دہلوی ابن مرزا علی خاں۔ کوکۂ احمد شاہ بادشاہ دہلی،

مقیم عظیم آباد۔ مدفن محلہ دھولپورہ عظیم آباد متصل شیر شاہی مسجد

وفات سنہ ۱۱۸۶ ہجری۔

دلؔ یہ غزل کہی ہے فغاںؔ کی غزل کو سُن

پر اتنا ہے کہ قافیہ ہم اور کر لئے (۱۴۴) دیوان۔ ص

۷- مشتاقؔ - محمد قلی خاں ابن ہاشم قلی خاں۔ وفات سنہ ۱۲۱۷ھ۔ رفیق و ندیم

نواب زین الدین خاں ہیبت جنگ صوبہ دار عظیم آباد ـــــ

Marfat.com

تذکرہ بلخی ص (۵۷)

دیوانِ جوشش مطبوعہ۔ ص (۲۲۱) میں قطعۂ تاریخ وفات محمد قلی خاں۔ مشتاق حسب ذیل ہے:

ہمارا خان عالی شان جوشش گیا اٹھ اس جہاں سے ایک دم میں

... ...

جو تاریخ وفات خان مرحوم یہ چاہا کہئے اس دردو الم میں

گریباں پھاڑ اپنا ہاتفِ غیب

یہ بولا "اب گیا مشتاق ارم میں" ۱۲۱۶ سنہ ہجری

لیکن سخن شعرا میں تاریخ وفات ۱۲۱۵ھ ہے۔

اگر مشتاق ہے تو ... ...

تو کر مضمونِ ترا ے دل مرے دیوان کی خاطر (دیوان ص ۵۳)

۸۔ میر۔ میر محمد تقی اکبر آبادی ابن میر عبداللہ۔ ثم دہلوی۔ ثم لکھنوی۔ دربار آصف الدولہ

وفات ۱۲۲۵ھ

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ

افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

وہ زلف ہوا بیچاں اے میر نظر آئی شاید کہ بہار آئی۔ زنجیر نظر آئی

دیوان دل:۔

۱ دل بقول میر ابھی رو رہا ہے کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ص (۲۹)

۲ ملے گا جو میر سے کبھی دل اپنی بھی غزل سنائیے گا! ص (۳۵)

Marfat.com

۳۔ دادِ چلہے تو دل .... اور میر بھی ہو ص (۹۸)

۹۔ نالاں۔ میر محمد وارث علی خلف میر ارزانی۔ وطن اصلی قصبہ بہار تھا۔ ۱۱۹۵ھ میں عظیم آباد میں شیشہ گروں کے سردار تھے۔ اشرف علی خاں کے تلمیذ اور صاحب دیوان ہیں ؎

بہت رونا ہوں اس دم یاد کر احوال کو اپنے — تذکرۂ بیخبر ص (۶۰)
نظر آجاوے ہے نالاں کوئی شیشہ جہاں ٹوٹا

کیا عجب کہ یہ شعر بھی نالاں کا ہو ؎

دکانِ شیشہ گر پہ میں پھرتا ہوں پوچھتا
ٹوٹے ہوئے بھی دل کہیں بنوائے جاتے ہیں؟

دیوانِ دل ص (۱۵۶)۔ قطعہ ابیات (۱۲) :

ہے یہ امید ترے دستِ کرم سے نالاں
قطعہ کا میرے ملے نقد ملاقات صلا

" ص (۱۵۸ - ۱۵۹) : پانچ رباعیات نالاں کی مدح میں۔

احسان و کرم ہے گھر کا پالا تیرا — حاتم جوتی اٹھانے والا تیرا
ہم کم سخنوں کی بات رکھ لی تو نے — اللہ رکھے گا بول بالا تیرا

شعر و شاعری

(۱) زور آوری فکر تو دل بس ہے اس قدر
جو قافیہ خیال میں آیا بٹھا دیا ص ۱۰

Marfat.com

۳۔ لطف کیا تا کہ سخن میں نہ ہو لطف معنی — جسم مٹی کا برابر ہے اگر جان نہ ہو — صفحہ ۱۰۰

۳۔ جو زمین فیض سخن سے بھی نہ ہوئے سرسبز — اس کے کہنے سے دل انکار کروں یا نہ کروں — ۸۴

۴۔ شعر میں حاصل نہیں دل گفتگو تقطیع کی
بس سخن کے تولنے کو فہم کی میزان ہے — ۱۳۷

یہ مقطع اُس کا ہے جو "عروض الہندی" (۱۱۷۶) کا مؤلف ہے اور ماہر فن ہے
—— تذکرۂ عشقی بحوالہ ارمغان دل مطبوعہ - مہر نیمروز کراچی - اپریل ۱۹۵۱ء ص (۱۱)
دیوان دل میں جا بجا ایسے اشعار ہیں جو پابند تقطیع نہیں - یہ آزادی بالقصد ہے -

۵۔ ملے گا جو میرے کبھی دل — اپنی کبھی غزل سنائیے گا — ۳۵

۶۔ ہوں نخل بند گلشن مضمون تازہ دل
آب سخن سے تر ہے سدا یہ زبان خشک — ۶۸

۷۔ تیرے دیوان کا مشتاق ہو دل کیا کوئی
کون سا شعر ہے تیرا کہ جو مشہور نہیں — ۹۳

۸۔ یہ فکر کے دُرّہ[1] ہی کا اعجاز ہے اے دل
پہنچے نہ سخن کو سر بے عمان کے موتی — ۱۱۴

۹۔ ہوا جب دل نشین تیرا تو پھر اس دل کو محفل میں
بسان قافیہ پائیں بٹھائے جس کا جی چاہے — ۱۳۱

۱۰۔ سخن تیرا دل کیوں نہ سرسبز ہو — جو آمد ہے تیری سو آورد ہے — ۱۳۲

۱۱۔ دل ایک طور پہ نہیں کہتا ہے شعر تو
تیرے سخن کے بیچ ہر ایک کا مذاق ہے — ۱۴۳

---

[1] دُرّہ بمعنی مروارید کلاں مد لغت عرب - غیاث ص (۲۰۷)

Marfat.com

۱۲۔ فکر ہائے مجھے کہتی ہے تکلف برطرف — صفحہ
شعر کہنے کا سلیقہ نہ تجھے ہے نہ مجھے — ۱۵۱

نام ونشان

۱۔ نام ونشان اتنا بھی دل وبال جان ہے
پوچھے ہے بے نشانی سے خلق گھر ہمارا — ۳
۲۔ نشاں کیا پوچھتی پھرتی ہے تو اور دل سے ویرانی
گھر اپنا ہے وہی جو بے نشانِ بام و در ہوئے — ۱۱۵
۳۔ ہم اس دنیا میں فکرِ مسکن وماوا نہیں رکھتے
غرور بے نیازی سے زمیں پر پا نہیں رکھتے — ۱۴۷

سرائے فانی

۱۔ دنیائے بے بقا تو مزرع ہے آخرت کا — یہاں کاٹے گا وہی جو کچھ کہ بوئے گا — ۱۴
۲۔ سعی دنیا کی جتنی کم ہو دل — اتنا ہی دردِ سر نہیں ہوتا — ۲۵
۳۔ زندگی کے نقد کو کھوتا ہے کیا — غافلوں کی نیند تو سوتا ہے کیا — ۲۹

کفر واسلام

۱۔ کھینچ لے جاوے گا دوزخ کو تمھیں بھی روزِ حشر
مت پکڑیو شیخ جی دامان اپنے پیر کا — ۱۱

Marfat.com

۲۔ شیخ کعبہ کو گیا اور برہمن بُت خانے کو ص

دل نے گھر بیٹھے ہوئے سجدہ ترے در پر کیا ۱۱

۳۔ ہمت ساقیٔ کوثر رکھے گی تشنہ لب

روز محشر آسرا ہے دل ادسی کی ذات کا ۲۷

۴۔ یہ سنگ و خشت مسجد زاہد تجھے مبارک

ہم بُت کو پوجتے ہیں اپنا خدا سمجھ کر ۵۵

۵۔ دل ترا یار سامنے ہے ترے قبلہ رُو تجکو نئیں درست نماز ۵۸

۶۔ لو آسمان اپنا اور یہ زمین دونو عاشق تو چھوڑ بیٹھے دنیا دین دونو ۹۹

۷۔ نہ کچھ اسلام سے ہیں مطلع نہ کفر سے واقف

ہم اوس فرقہ میں ہیں جو دین اور دنیا نہیں رکھتے ۱۴۷

Marfat.com

(۱) نسب نامہ خاندان شیخ منجھن شہید (۴)

محمد مکی الرومی

شیخ نظام

مخدوم شیخ شمس الدین - عرف شیخ سمن فریادرس

شیخ فرید الدین قتال

شیخ فرید الدین - عرف یمین الدین

شاہ اللہ دار

شیخ بدھن

شیخ بڈھے

شیخ منجھن شہید ..... پھول بی بی

جو میر شمس الدین

مینا پور کی پوتی تھیں

۱ شیخ مصطفی — ۲ شیخ بنیہ

ملا شیخ احمد — بی بی تولا

۱ شیخ شمس الدین — ۲ بی بی شاہبہ — ۳ شیخ زین الدین محمد — ۴ بی بی عاصمہ — ۵ شیخ محمد

۱ شاہ محمد زاہد — ۲ شیخ محمد اسد اللہ - ملا شیخ محمد نصیر — ۳ شیخ محمد رفیع اللہ

داؤد علی خاں عرف زائر حسین خان

Marfat.com

(۲) نسب نامہ خاندان نواب علی ابراہیم خاں

شیخ محمد اسد اللہ

شیخ محمد رضا — حاجی احمد علی قیامت

نواب علی ابراہیم خان خلیل — نواب علی قاسم خاں — خادم حسین خان خادم

نواب نصیر علی خان — نواب محمد یحییٰ خان — نواب علی جواد خان

(کم سنی میں فوت) — بی بی لطف النساء — نواب غدا علی خان

نواب علی خان

نواب دلدار علی خان

ام النبین — مریم — صغریٰ بیگم — باقر علی خاں — فضیلت النساء بیگم — حیدر علی خاں — کنیز فاطمہ

ابو محسن خان آرزو

ابن رضا علی خان

عالم حسین خان — کاظم حسین خان — خادم حسین خان

Marfat.com

136959

Marfat.com

شمار	نام	تفصیل
۱	شیخ منجھن شہید	صوبہ اودھ میں سفر کر رہے تھے کہ فیض آباد کے اطراف میں دشمنوں نے قتل کر دیا۔ اس قتل کے بعد ان کا لقب شہید ہوا۔ اور ان کی بیوہ بچوں بی بی اپنے دونوں بیٹوں شیخ مصطفیٰ و شیخ حنید کے ساتھ شیخ پورہ پرگنہ مالدہ ضلع مونگیر میں آباد ہوئیں۔
۲	شیخ مصطفیٰ	کی وفات کے بعد یہ خاندان شیخ پورہ سے عظیم آباد گیا۔ اور چار جگہ آباد ہوا ۔ دیوان محلہ ۔ دربی گھاٹ ۔ سنگی دالان۔ اور گلزار باغ ۔
۳	شیخ زین الدین محمد	ابن ملا شیخ احمد کے بیٹے۔ شیخ محمد اسد اللہ جن کے دو بیٹے۔ شیخ محمد رضا پدر نواب علی ابراہیم خلیل۔ اور حاجی احمد علی قیامت۔ پدر خادم حسین خان خادم ـــ لیکن تاریخ شعرائے بہار مولفہ سید عزیز الدین بلخی۔ ص (۳۹) میں شیخ محمد رضا کی جگہ نام خواجہ عبد الحکیم ہے: "علی ابراہیم خان موصوف ابن خواجہ عبد الحکیم نے ۱۲۰۸ھ میں انتقال کیا۔" سال وفات ۱۲۰۸ ہجری صحیح ہے۔ لیکن نواب علی ابراہیم خان کے والد شیخ محمد رضا تھے۔ نہ کہ خواجہ عبد الحکیم۔ واضح ہو کہ تخلص خلیل سے یہ اختلاف ممکن ہوا۔ تذکرہ نساخ۔ سخن شعرا، ص (۱۵۲)،
		* خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ

Marfat.com

شمار	نام	تفصیل
		بادشاہ لکھنؤ ..... خلف خواجہ عبدالحکیم غدر میں مارے گئے۔ دفن ان کا کشمیر مسکن لکھنؤ ....."
		اس سے معلوم ہوا کہ خواجہ عبدالحکیم کے بیٹے محمد ابراہیم خاں خلیل تھے۔ نہ کہ علی ابراہیم خاں خلیل ۔
۴	حاجی احمد علی قیامت	برادر شیخ محمد رضا و عم نواب علی ابراہیم خاں خلیل و رئیس سنگی دالان ۔ عظیم آباد ۔
۵	خادم حسین خاں خادم	تاریخ وفات مندرجہ تذکرہ عشقی بحوالہ ماہنامہ قومی زبان کراچی ۔ اپریل ۱۹۷۳ء ص (۴۰) "کز ز سر جہان گذشت خادم شاہ کربلا" (۱۲۰۴) - (۲) = ۱۲۰۲ھ ہجری
		سر جہان (ج) = ۳ "خادم شاہ کربلا" = ۱۲۰۴ ... ۱۲۰۱ھ نہ کہ ۱۲۰۲ھ
۶	نواب علی ابراہیم خان خلیل	ابن شیخ محمد رضا ۔ ابن شیخ محمد اسد اللہ امین الدولہ عزیز الملک نواب علی ابراہیم خان بہادر نصیر جنگ شش ہزاری ۔ ولادت ۱۱۴۵ھ ۔ وفات ۱۲۰۸ھ ۔ عمر (۶۳) سال ۔ مدفن بنارس مقام فاطمان نزد قبر شیخ علی حزین ۔ (۱) سخن شعرا مولفہ نساخ ۔ ص (۱۵۲)

Marfat.com

شمار	نام	تفصیل
۶	〃	خلیل تخلص علی ابراہیم خاں مرحوم۔ نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگ بہادر نے ان کو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا۔ صاحب دیوان و تذکرۂ شعرائے فارسی و اردو گزرے۔ لہو رونے سے میرے تر ہوا جیب و کنار آخر خلیل آنکھوں کے ہاتھوں ہو گیا گلزار پیہو میں (۲) تاریخ وفات از شیخ قلندر بخش جرأت مقیم لکھنؤ۔ بحوالہ قومی زبان۔ کراچی۔ ص (۴۱)۔ اپریل ۱۹۷۳ء۔ افسوس صد افسوس گیا برج فنا میں خورشید عدالت مہ تابان عدالت صد حیف کہ خاموش پڑا ہے وہ تہ خاک تھا گرم سخن جو کہ بہ عنوان عدالت جرأت نے بس افسوس کنان یہ کہی تاریخ "لو آدمنا مطلع دیوان عدالت" ۱۲۰۸ ہجری (۳) تحریر خادم حسین خاں (۲۵ جولائی ۱۹۷۳ء) "نواب نصیر الدین علی خان ابن نواب علی ابراہیم خان (نے) کم سنی میں انتقال کیا۔ اس طرح بیا بتا بی بی سے کوئی اولاد باقی نہیں رہی

Marfat.com

شمار	نام	تفصیل
″	″	. . . . نواب علی ابراہیم خاں نے بیاہتا بی بی کے انتقال کے بعد عقد کیا تھا۔ اور اُن سے اولادیں شہر بنارس میں موجود ہیں۔ سنہ ۱۹۴۵ء تک راقم الحروف سے ملاقات ہوتی رہی ہے۔ جن کا تذکرہ ہم لوگوں کے نسب ناموں میں نہیں کیا گیا ہے۔″
		اس تحریر میں نام ″نصیر الدین علی خاں″ ہے۔ لیکن خود خادم حسین خاں نے ایک دوسری تحریر میں ″نواب نصیر علی خاں″ لکھا ہے نصیر علی اور نصیر الدین کی بحث دراصل کفو اور غیر کفو کی بحث ہے نصیر علی زوجۂ کفو کے بطن سے۔ اور نصیر الدین زوجۂ غیر کفو کے بطن سے تھے ۔ سخن شعرا۔ ص (۴۷۶) :
مہجور	تخلص اقبال الدولہ نواب عنایت حسین خاں خلف نواب نصیر الدین ۔ نصیر ۔ ابن نواب امین الدولہ علی ابراہیم خاں بنارسی۔ صاحب دیوان گزرے۔″ (۳) شعر مہجور کے دیئے گئے ہیں ۔	
		امین الدولہ علی ابراہیم خاں عدالت بنارس کے حاکم تھے اور بنارس میں انھوں نے وفات پائی اور بنارس میں مدفون ہوئے۔ اس لئے نواب علی ابراہیم خاں کو سخن شعرا میں ″بنارسی″ لکھا گیا۔
		زوجۂ غیر کفو کے بطن سے جو اولاد ہوئی اس کا نام نصیر الدین (نہ کہ نصیر الدین علی) ہوا۔ اور تخلص نصیر

Marfat.com

شمار	نام	کیفیت
۶	〃	(۴) مہرست تالیفات (ادبی وتاریخی) ۔ تاریخ شعرائے بہار ص (۳۹) انھیں کتابوں نے نواب علی ابراہیم خاں کو آج تک زندہ رکھا ہے ۔ (۱) گلزار ابراہیم ۔ تذکرۂ شعرائے ریختہ ۔ مدت تالیف ۱۱۸۴ / ۱۱۹۸ ہجری ۔ (۲) صحف ابراہیم ۔ تذکرۂ شعرائے فارسی ۔ ۱۲۰۵ھ ہجری (۳) خلاصۃ الکلام ۔ تذکرۂ شعرائے فارسی جنھوں نے مثنویاں لکھیں ۔ (۴) وقایع جنگ مرہٹہ ۔ ۱۲۰۱ھ ہجری (۵) بغاوت چیت سنگھ راجہ بنارس (۶) خطوط جو برٹش میوزیم لائبریری میں محفوظ ہیں ۔
۷	داؤد علی خاں	عرف زائر حسین خاں ابن ملا شیخ محمد نصیر (برادر شیخ محمد اسد اللہ) ۱۱۶۱ھ ہجری میں جب یہ حج کو جانے لگے تو اپنے بھتیجے علی ابراہیم خاں کو جن کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی مرشد آباد لے گئے ۔ اور نواب علی وردی خاں مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ وبہار کی سرپرستی میں دے کر حج کو گئے اور ۱۱۶۳ھ ہجری میں حج سے واپسی پر علی ابراہیم خاں کو لانے کے لئے پھر مرشد آباد گئے ۔
۸	محمد یحییٰ خاں	تحریر خادم حسین خاں مورخہ ۲۵ر جولائی ۱۹۷۱ء ابن نواب علی قاسم خاں (برادر نواب علی ابراہیم خاں) ۔

Marfat.com

شمار	نام	کیفیت
		۱۲۰۹ھ ہجری میں پرگنہ امرتھو ضلع مونگیر۔ اور پرگنہ راجگیر ضلع پٹنہ کی متصرری محمد یحییٰ خاں کے نام تعمیل ہوئی۔
		۱۲۵۲ھ ہجری میں محمد یحییٰ خاں نے عظیم آباد چھوڑ دیا اور حسین آباد ضلع مونگیر میں سکونت اختیار کی۔ حسین آباد سے شیخ پورہ (۳) کوس دور ہے۔
۹	جعفر حسن خاں فیض	ابن محمد علی خاں نبیرہ حاجی احمد علی قیامت فیض شاگرد مصحفی۔
۱۰	مہدی علی خاں	ابن جعفر حسن خاں فیض۔

یہی مہدی علی خاں تھے جنھوں نے دیوانِ شیخ محمد عابد دل عظیم آبادی خرید کیا تھا۔

تاریخ شعرائے بہار مؤلفہ بلخی،

ص (۸۱) مہدوی۔ نواب مہدی علی خاں

خلف نواب جعفر حسن خاں فیض

رئیس عظیم آباد۔ شاگرد راسخ عظیم آبادی ؎

جب شگفتہ لالۂ خونین کفن ہو جائے گا
بے ستوں پر تازہ خونِ کوہکن ہو جائے گا

ہے محیط اس مرتبہ تک فیض اُس کے نور کا
ہر شرر ہے سنگ میں ہمسر چراغ طور کا

Marfat.com

شمار	نام	کیفیت
۱۰		تخلص مہدی تھا نہ کہ مہدوی۔ بلخی نے مہدوی تخلص نساخ سے لیا ہے۔ نیز دونوں اشعار سخن شعرا ص (۴۷۶) میں تیسرا شعر یہ ہے:۔ پنجۂ بیتابیٔ عاشق نہ سمجھا تھا یہ بھید پردہ در غفلت کا چاک پیرہن ہو جائے گا ص (۹۶)۔ تقی۔ سید محمد تقی متوطن عظیم آباد۔ شاگرد مہدی علی خاں مہدوی۔ ۱۲۹۵ھ میں حیات تھے۔ اتنا اثر تو نالہ و فریاد میں ہوا پوچھا پتہ جو اُس نے مرے گھر کی راہ کا
۱۱	محمد حسن خاں رشکی	تاریخ شعرائے بہار مولفہ بلخی:۔ ص (۶۳) رشکی۔ محمد حسن خاں ولد خادم حسین خان خادم غالباً۔ دلی اردو اخبار کے ایڈیٹر بھی تھے۔ یہ بیان بے بنیاد ہے۔ کیونکہ سخن شعرا مولفہ نساخ ص (۱۸۳) میں مذکور ہے کہ:۔ رشکی تخلص نواب محمد علی خاں خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفیٰ خاں بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی۔ شاگرد مرزا اسداللہ خاں غالب ..... راقم کے دو متوں میں ہیں۔ یہ شعر اس تذکرہ کے لئے بھیجے تھے۔ اشعار (۴۰)۔ مثلاً ؎

Marfat.com

شمار	نام	کیفیت
		وہ پھرنا کو بہ کو رشکی کہاں ہے ہوئے ہیں آپ بھی اب تو ہمیں سے رشکی کا نام تذکرہ ملبخی میں محمد حسن خاں ہے۔ اور تذکرہ نساخ میں محمد علی خاں ہے۔ یہ اختلاف غور طلب ہے۔
۱۲	احمد علی خاں بحر	ابن ہادی علی خاں ابن مہدی علی خاں۔ تخلص بحر تذکرۂ نساخ ص (۱۶۱) "بحر تخلص نواب علی احمد خاں۔ شاگرد ناسخ، باشندۂ عظیم آباد" کشتی نوح بھی آئے تو نہ ساحل ہو نصیب دیدۂ تر نے کیا میرے وہ طوفاں پیدا تذکرۂ ملبخی ص (۸۸) "بحر۔ نواب احمد علی خاں۔ رئیس عظیم آباد محلہ سنگی دالان۔ ناسخ سے تلمذ تھا۔ "کشتی نوح ..... طوفاں پیدا" صحیح نام احمد علی خاں نہ کہ علی احمد خاں۔ اور مسکن محلہ خواجہ کلاں (نہ کہ سنگی دالان) مطابق تحریر خادم حسین خاں مورخہ ۲۵ر جولائی ۱۹۷۱ء
۱۳	ہادی علی خاں فائز	ابن مہدی علی خاں و پدر احمد علی خاں۔ تخلص فائز۔ تذکرۂ ملبخی ص (۱۴۷) "فائز۔ سید ہادی علی خان رئیس عظیم آباد" پچتائیے کے نام بہت اس کی چاہ کا پہلے خیال دل کو نہ آیا نباہ کا

Marfat.com

شمار	نام	تفصیل
۱۴	رضا علی خاں رضاؔ	ابن کاظم علی خاں ابن مہدی علی خاں ۔ تخلص رضاؔ ۔ شاگرد (۱) فطنتی ۔ نواب سید محمد حسن خاں عرف منجھلے صاحب (۲) مولانا مظہر حسن غازی پوری ۔ رئیس حسن پورہ ضلع سارن نمونہ کلام : تاریخ طبع جلوۂ خضر ۔ جلد اول ۱۳۰۲ ہجری مولفہ سید فرزند احمد ۔ صفیر بلگرامی ۔

قطعہ

اے خوشا تصنیف والا گوہرے — بحر موّاجے بہ تحقیق زباں
شاعرے بے مثل صافی طینتے — پاک دل دریا طبیعت نکتہ داں
آنکہ بہرادِ تخلّص شد صفیر — نام او فرزند احمد در جہاں

حِیْنَ فِی الْاٰفَاقِ عَنْ شَرِّ النِّفَاق
باشدش حامی خدائے انس و جاں

طبع گشت و رہنما شد گویا — جلوۂ خضر است در ہندوستاں
از برائے تشنہ کامان سخن — آب حیوان ۔ بلکہ این بہتر از آں
چشمۂ فیض است جاری صبح و شام — جرعہ نوشید زیں آب رواں
غوطہ زد در بحرِ تاریخش رضاؔ
گفت "چوں آب حیات تشنگاں"

۱۳۰۲ ہجری

Marfat.com

تاریخ وفات

شمار	نام	ہجری	عیسوی
۱	نواب علی قاسم خان ابن شیخ محمد رضا	سنہ ۱۲۰۷	سنہ ۱۷۹۳
۲	نواب علی ابراہیم خان خلیل ابن شیخ محمد رضا	۲۳ محرم سنہ ۱۲۰۸	اگست سنہ ۱۷۹۳
۳	نواب محمد یحییٰ خان ابن نواب علی قاسم خان	۲۹ محرم سنہ ۱۲۷۵	ستمبر سنہ ۱۸۵۸
۴	نواب فدا علی خان ابن نواب علی جواد خان	۱۳ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۵	دسمبر سنہ ۱۸۵۸
۵	نواب جعفر حسن خان فیض ابن نواب محمد علی خان	سنہ ۱۲۸۳	سنہ ۱۸۶۶
۶	نواب رضا علی خان رضا ابن نواب کاظم علی خان	۲۵ شعبان سنہ ۱۳۱۱	فروری سنہ ۱۸۹۴
۷	نواب مہدی علی خان مہدی ابن نواب جعفر حسن خان فیض	۲۸ شوال سنہ ۱۳۱۵	مارچ سنہ ۱۸۹۸
۸	نواب علی خان ابن نواب فدا علی خان	سنہ ۱۳۱۷	سنہ ۱۸۹۹
۹	مولانا مظہر حسن مظہر غازی پوری۔ استاد نواب رضا علی خان	سنہ ۱۳۱۸	سنہ ۱۹۰۰
۱۰	نواب سید دلدار علی خان ابن نواب علی خان	۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۵	اکتوبر سنہ ۱۹۴۶
۱۱	نواب سید جابر علی خان ابن نواب دلدار علی خان	۶ شوال سنہ ۱۳۶۶	اگست سنہ ۱۹۴۷

سید وصی احمد بلگرامی

کراچی۔ شنبہ۔ ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۹۳ھ

۲ جون سنہ ۱۹۷۳ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مرتب

تعارف کے طور پر دیوانِ دلؔ عظیم آبادی کے متعلق کچھ عرض کر دینا ضروری ہے۔ قلمی دیوان کی دستیابی کے بعد مخدومی و مکرمی جناب سید وصی احمد بلگرامی صاحب نے اس پر بڑی جانفشانی کی۔ پورا دیوان اپنے ہاتھ سے نقل کیا اور محمد عابد دلؔ کے متعلق تمام نکتے اور اشارے جو کلام میں موجود تھے یکجا کر کے وہ نقل شدہ نسخہ ماہ ستمبر ۱۹۷۱ء میں میرے سپرد کیا۔ تاکہ میں اس دیوان کو مرتب کروں اور مقدمہ لکھنے میں اس سے استفادہ کروں۔ اس سلسلے میں انھوں نے میری حوصلہ افزائی بھی بہت کی۔ جو میرے لئے باعثِ افتخار ہے کہ میں ایک ایسے ادیب شہیر کی خصوصی توجہ اور کرم گستری سے دلؔ عظیم آبادی کا دیوان پہلی مرتبہ منظرِ عام پہ لا سکا۔ سید صاحب نے از راہ کرم خود بھی ایک تحقیقی مقالہ "دلِ صد پارہ" کے دلکش عنوان سے لکھ کر عنایت کیا۔ جس کی وجہ سے اس کتاب کی اہمیت مختلف حیثیتوں سے اور بڑھ گئی۔ سید صاحب نے دلؔ کے معاصر ابراہیم خلیلؔ خان (صاحب تذکرۂ گلزار ابراہیم) کا نسب نامہ جس عرق ریزی سے مرتب کر کے پیش فرمایا ہے

Marfat.com

یہ انھیں کا حق تھا۔ وہ بڑے محقق ہیں۔

۱۹۷۱ء سے نسخہ برابر میرے پاس رہا لیکن میں اس کی طرف پوری توجہ نہ کر سکا اور یوں اس کی ترتیب میں خاصی تاخیر ہوئی جس کا مجھے اعتراف ہے۔ اس کے اسباب کئی تھے۔ بیک وقت کئی کام ہاتھوں میں تھے۔ میرزا عبدالقادر بیدلؔ کی محبت نے گذشتہ کئی سال سے مجھے کسی اور طرف متوجہ نہ ہونے دیا لیکن بیدلؔ ہی کے سلسلے کی تلاش و جستجو تھی جس نے بالآخر مجھے دلؔ تک پہنچا دیا۔ اب میرے سامنے دلؔ بھی تھے۔ اور بیدلؔ بھی۔ الحمدللہ میرزا عبدالقادر بیدلؔ پر ایک مقالہ مکمل ہوا۔ جسے "مہر نیمروز" کے بیدلؔ نمبر میں شامل ہونا تھا۔ اس کے ساتھ ہی استاذی ڈاکٹر سید مطیع الامام صاحب کے مقالہ "ڈکٹری" مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ کو فارسی سے اردو میں منتقل کرنے کی سعادت بھی اسی دور میں نصیب ہوئی جو بالاقساط مہر نیمروز میں شائع ہونے لگا۔ اس کے علاوہ انتخاب کلام جوشش بھی آخری مراحل سے گذر رہا تھا۔ پھر اپنی ذاتی گوناگوں مصروفیتیں الگ دامن گیر رہیں۔

پھر بھی جو کچھ ہوا وہ محض اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل ہے۔ میرے وہم و گمان میں کبھی یہ بات نہ تھی کہ دلؔ عظیم آبادی کا دیوان جس کی شائقین ادب کو ایک مدت سے تلاش تھی۔ اور جسکی جستجو میں محققین ایک عرصہ سے سرگرداں تھے۔ اس ناچیز کی سعی و محنت سے تاریخ ادب میں اپنا مقام

Marfat.com

حاصل کر سکے گا۔ اور دبستان عظیم آباد کا ایک نیا باب سامنے آئیگا۔

راقم حروف نے اس دیوان پر جو مقدمہ لکھا ہے اس کے کئی ابواب ہیں۔ جن میں دلؔ کے حالات جو تذکروں میں ملتے ہیں وہ "ارمغان دلؔ" مہر نیمروز میں شائع ہو چکا تھا۔ اس میں کچھ اضافہ کرنے کے بعد اسے ایک باب کی صورت دیدی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دلؔ کے خاندانی حالات چونکہ وہی ہیں جو محمد روشن جوششؔ کے ہیں۔ محمد عابد دلؔ اور محمد روشن جوششؔ دونوں حقیقی بھائی ہیں اور جسونت رائے ناگر کے بیٹے ہیں لہٰذا یہ باب جناب قاضی عبدالودود صاحب کے مقدمہ "دیوان جوشش" سے ماخوذ ہے۔ جس کی اہمیت واضح ہے۔

قلمی دیوانِ دلؔ کی عمر کا اندازہ کم از کم دوسو سال ہے۔ اس لئے اس کی خستگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ چند اوراق کا عکس منسلک دیوان ہے۔ پھر یہ خود دلؔ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ کاتب سے جو غلطیاں سرزد ہوتی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ اس قلمی دیوان کے کاتب نے بھی جا بجا غلطیاں کی ہیں۔ بعض اشعار یا تو تقطیع کے لحاظ سے ناقص نظر آتے ہیں یا کوئی حرف گرتا ہے۔ مثلاً ایک مصرعہ ہے، "الٰہی جو کچھ ہونی ہو کبوتر پر سو ہم پر ہو۔" ظاہر ہے کہ یہ مصرعہ دلؔ نے یوں ہرگز نہ کہا ہوگا۔ بلکہ اس طرح کہا ہوگا کہ "الٰہی کچھ جو ہونی ہو کبوتر پر سو ہم پر ہو۔" مصرعہ خود بول رہا ہے۔ اسی طرح کاتب نے "مرے" کو ہر جگہ "میرے" لکھا ہے۔ اس کی وجہ سے بھی شعر

Marfat.com

بے وزن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یائے معروف کو مجہول اور مجہول کو معروف لکھا ہے۔ کہیں "فضا" کو "فزا" اور "ہمصفیر" کو "ہمسفیر" لکھ دیا ہے۔ "ن" بھی جہاں کہیں آیا ہے۔ کاتب نے ہر جگہ اس پر نقطہ لگا یا ہے "کردں"، "جاؤں"، "کہیں"، "نہیں" "دونوں" کوئی بھی نقطہ سے خالی نہیں۔ مگر بعض جگہ جہاں نقطہ ضروری تھا وہاں چھوڑ بھی دیا ہے۔ اسی طرح "یاں" اور "واں" کو بھی ہر جگہ "یہاں اور وہاں" لکھا ہے۔ البتہ دلؔ نے بعض جگہ "نہیں" کی جگہ "نئیں" استعمال کیا ہے۔ ایک پوری غزل میں یہی ردیف ہے۔ اس کو اگر "نہیں" لکھئے یا پڑھئے تو پوری غزل تباہ ہو جاتی ہے۔

دیوان کی ترتیب میں الفاظ و حروف کا قدیم املا اختیار کیا گیا ہے۔ موجودہ صورت میں قارئین کو دلؔ کا کلام پڑھنے میں کچھ توجہ سے کام لینا ہوگا۔ اس لئے مشورہ یہ ہے کہ اس کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے کتاب کے صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۵ پر مروج اور متروک الفاظ پر بھی ایک نظر ڈال لیں۔ اس طرح قدیم املا کی وجہ سے جو دقت پیش آتی ہے وہ رفع ہو جائے گی۔

آخر میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مکرمی جناب سید حسن مثنیٰ ندوی صاحب کا پورا تعاون حاصل رہا۔ انھوں نے کتاب کے بعض حصوں کو بڑھا اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا دلؔ کے صحیح خدوخال کی عکاسی اور ان کے فن کو سمجھنے میں میری

Marfat.com

دستگیری کی وہ اگر اپنا قیمتی وقت مجھے نہ دیتے تو شاید اس اہم فریضہ سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہ ہوتا ۔ لہٰذا ان کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

محمد ظفیر الحسن

۹ر جون ۱۹۷۳ء

Marfat.com

مُقدّمہ

از

محمد ظفیر الحسن

ایم - اے

Marfat.com

دِل کے خاندانی حالات

جسونت رائے[1] ناگر عہد علی وردی خاں کے ممتاز سردارانِ فوج سے تھا۔ اور اپنی جرأت، وفاداری اور عالی خاندانی کی وجہ سے بزرگانِ بہار و بنگالہ کا روشناس تھا۔ ناگر گجراتی برہمنوں کی ایک شاخ ہے۔ جسے سیف[2] و قلم دونوں سے لگاؤ رہا ہے۔ جسونت رائے کا تعلق عظیم آباد سے کس طرح قائم ہوا اس کا حال جاننے کے لیئے اس کے اقربا[3] راجا چھبیلا رام ناگر۔ راجا گردھر بہادر اور راجا دیا بہادر[4]

---

[1] جسونت ناگر، مہتا جسونت ناگر، مہتا جسونت، لالا جسونت رائے اور لالا جسونت رائے ناگر کے نام سے کتابوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔ لالا کائستھوں کے لئے مخصوص نہیں جیسا کہ بعض اصحاب کا خیال ہے۔

[2] اس فرقے کے لوگ بمبئی میں وہی حیثیت رکھتے ہیں جو صوبہ بہار میں کائستھوں کی ہے۔

[3] "از اقربائے راجا دیا بہادر بود"۔ سیر المتاخرین نول کشوری ص ۸۸ - ۵۸۶ -

[4] سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ چھبیلا رام کے اقربا سے تھا۔ لیکن "پیشوا کا دفتر" کے ایک مجملے میں جو مرہٹوں کے حملۂ مالوہ کے لئے مخصوص ہے۔ دیا بہادر کو چھبیلا رام کا بیٹا لکھا ہے۔ یہ کتاب مرہٹی ماخذوں پر مبنی ہے۔

Marfat.com

کے حالات سے واقفیت ضروری ہے۔

ایک انگریز مورخ[1] کا بیان ہے کہ چھبیلا رام اور دیا رام دو بھائی الہ آباد کے رہنے والے عظیم الشان کے زمانۂ نظامت بہار و بنگالہ میں اس کی معیت میں تھے۔ (اس مورخ نے پرنسپل اسٹنڈنٹس لکھا ہے) عظیم الشان کا دارالحکومت پٹنہ تھا۔ اپنے منصب کے لحاظ سے ان دونوں کا قیام بھی وہیں ہونا لازمی ہے۔ اعظم و معظم کی لڑائی میں عظیم الشان کے ہمراہ تھے۔ معظم کی موت (۱۱۲۴ھ) کے بعد اس کی جانشینی کے لیے جو جنگ ہوئی اس میں تقدیر کا پانسہ عظیم الشان کے خلاف پڑا اور بہ روایت سیر المتاخرین چھبیلا رام نے بعد میں جہاں دار شاہ کی ملازمت اختیار کر لی چنانچہ فرخ سیر اور معز الدین کی لڑائی کے وقت وہ کوڑا کا فوجدار تھا۔ اس جنگ میں وہ معز الدین سے علیحدہ ہو کر فرخ سیر کے ساتھ ہو گیا۔ اس کی خدمات کے صلے میں فرخ سیر نے اسے دیوانی خالصہ و تن کا معزز عہدہ عطا کیا۔ اوائل عہد محمد شاہ (۱۱۳۱ھ) میں وہ الہ آباد کا صوبہ دار تھا لیکن دربار دہلی سے اس کے تعلقات درست نہ تھے۔ قبل اس سے کہ اس کے خلاف کوئی کارروائی ہو وہ دنیا سے کوچ کر گیا۔ اور اس کا بھتیجا گردھر بہادر اس کا جانشین ہوا۔ دہلی سے ج

---

[1] یہ اطلاع جناب سید حسن عسکری صاحب ایم اے استاد تاریخ پٹنہ کالج سے ملی ہے۔ بدقسمتی سے انھیں مصنف کا نام یاد نہیں۔ یہ پتا چلانے کے لئے کہ اس کا ماخذ کون سا ہے۔ انہوں نے تذکرہ سلاطین چغتائیہ مصنفہ کامور خان مآثر الامرا اور منتخب اللباب میں چھبیلا رام وغیرہ کے حالات دیکھے ہیں۔ عظیم الشان سے تو صل ثابت ہے۔ لیکن اس کی معیت میں عظیم آباد آنے کا کہیں ذکر نہیں۔

Marfat.com

جھگڑا تھا اس کا فیصلہ اس طرح ہوا کہ خطاب و منصب کے اضافے کے ساتھ وہ اودھ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور ارہ آباد کا صوبہ اسے دوسرے کے حوالے کرنا پڑا۔ اودھ کے بعد مالوہ کا صوبہ اسے ملا۔ ابھی زیادہ دن وہاں رہنے نہ پایا تھا کہ یہ صوبہ نظام الملک کے سپرد ہوا۔ لیکن جلد ہی بعض مصلحتوں سے بادشاہ نے نظام الملک سے یہ صوبہ لے کر پھر اسی کے حوالے کیا۔ اس کا انجام اس کے حق میں اچھا نہ ہوا۔ نظام الملک نے مرہٹوں کو مالوہ پر حملہ کرنے کے لئے ابھارا اور گردھر بہادر کی ساری عمر مرہٹوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش میں کٹی اور بالآخر اسی کی نذر ہوئی۔ گردھر بہادر نے مرہٹوں کے مقابلے میں جو جرأت اور پامردی دکھائی تھی اس کا مدتوں چرچا رہا[1] تھا اور اگر دہلی سے اسے کافی مدد ملتی تو وہ مرہٹوں کو شمالی ہند کی طرف رخ کرنے نہ دیتا ۱۱۷۳ھ میں دیا بہادر نے اس کی جگہ لی اور دہلی سے اعانت کا طالب ہوا۔ لیکن مثل سابق کوئی شنوائی نہ ہوئی اور اسی سنہ میں وہ بھی مرہٹوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا۔

---

[1] راجا رام نرائن اپنے ایک خط میں جو کم و بیش ۴۰ برس بعد لکھا گیا ہے۔ اور جس کا مخاطب اصلی میر جعفر ہے لکھتا ہے: "بہ نواب صاحب باید گفت کہ کشتنِ من آسان است۔ اما بعد من (الفاظ ٹھیک پڑھے نہیں جاتے ....) و تمام سلطنت بعد راجا گردھر بہادر عہدہ برائے مرہٹہ نہ شد۔"

Marfat.com

مرتب کا قیاس ہے کہ جسونت رائے کا تعلق[1] عظیم آباد سے بارہویں صدی کے ربع اول میں قائم ہوا جب چھبیلا رام یہاں مقیم تھا۔ اس کے بعد وہ چھبیلا رام کی معیت میں فوجی تجربے حاصل کرتا رہا ہوگا۔ دیا بہادر کی وفات کے بعد خاندان کا شیرازہ درہم برہم ہو جانے سے اس نے عظیم آباد آکر فوجی ملازمت اختیار کی۔ اس کے بعد سے ۱۱۷۰ھ تک مسلسل اس کا نام کتابوں میں آیا ہے۔

(۱) ۱۱۶۴ھ تا ۱۱۶۹ھ بہ سلسلۂ قتل عبدالکریم خان:

"چوں ... تاچوکی دوم کہ در عہدۂ جسونت ناگر بود خود را رسانید۔ جوانے ناگر از پس پشت او آمدہ می خواست کہ شمشیرے فرود آورد الخ"۔

مظفرنامہ مملوکہ مرتب سال تصنیف ۱۱۸۸ھ۔

(۲) جنگ ہیبت جنگ و مصطفیٰ خان۔ ببر جنگ ۱۱۵۸ھ:

"جسونت رائے ناگر با چند نفر بہلیہ مانند رعد آواز آتشین غرید" مظفرنامہ

---

[1] جسونت رائے کا سال ولادت معلوم نہیں۔ اور نہ یہ پتا ہے کہ جب وہ عظیم آباد آکر فوج میں داخل ہوا ہے تو اس کی کیا عمر تھی۔ یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ عظیم آباد ہی میں پیدا ہوا تھا۔ یا وہاں کم سنی میں آیا تھا۔ عشقی نے محمد عابد کے دہلوی ہونے کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ چنداں قابل اعتنا نہیں۔ مرتب کو اعتراف ہے کہ جسونت رائے کے اس وقت تک کے حالات میں قیاس سے بہت کام لیا گیا ہے۔ لیکن مرتب نے قیاس اور روایت کا فرق ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے۔

Marfat.com

"درین زمان سمو پنگ حملہ دشمن افگن عمدۂ احبائے ہیجا طلب، جسونت رائے ہمین فن... بسان ہزبرژیان .... رسید و آن بدآداب را باتش سزا دادہ منہزم گردانید"

دوسرے موقع پر نواب احمد خان بہادر میر غلام اشرف وغیرہ کے ساتھ

"و سردار بہمن بیکار جان فروش نام خریدار، ہمتن نصیب فتح پیوند جسونت رائے کامل العیار و چپقلش ما سلانہ و محاربۂ پلنگانہ نمودند"

تیسرے موقع پر۔ "عمدۂ ابطال کارآگاہ جسونت رائے"

ایک جگہ اور ذکر ہے۔ تاریخ فتح بنگالہ موسومہ بہ وقائع محمد وفا مملوکہ۔ پٹنہ کالج۔ اس تاریخ میں ۱۱۵۶ھ سے ۱۱۶۱ھ تک کے خاص خاص واقعات درج ہیں اس لڑائی میں جسونت رائے نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ سیر المتاخرین میں بھی اس کی شرکت کا ذکر ہے (ص ۵۴۰)

(۳) رگھوجی بھونسلہ ۱۱۵۱ھ میں لڑائی میں شکست کھانے کے باوجود صلح پر راضی نہ ہوا۔ اور مرشد آباد کا عازم ہوا۔ مہابت جنگ نے بھی اس کا تعاقب

لہ عبارت کی صحت کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ اس کتاب میں اور فرخ سیر کے جنگ کے متعلق بھی مبالغہ آمیز الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ کتاب میں یہ صفت رکھی گئی ہے کہ ہر جملہ سے تاریخ نکلے۔ اجاگر چند الفت کے مکاتیب میں بہ روایت سید حسن عسکری صاحب جسونت رائے کے متعلق الفاظ ذیل پائے جاتے ہیں:

"از زبان صاحب و قبلہ قدردان۔ یگانہ از عرصہ شجاعت و ہم، عالی منش مجمع کرم، فیض مظاہر الہ جسونت رائے نائب بیکے از آشنایان" ایشان در مبارک بادِ اخلاص از قید"

Marfat.com

گیا۔ اس موقع پر جسونت رائے اور میر غلام اشرف" کہ ہر دو جماعہ دار ملازم سرکار ہیبت جنگ صاحبان جرات بودہ اند کسی وجہ سے عظیم آباد میں رہ گئے تھے۔ مرہٹوں نے راہ بند کر رکھی تھی۔ لیکن پاس غیرت سے یہ دونوں جمعیت قلیل کے ساتھ مہابت جنگ سے مل جانے کی نیت سے شہر سے باہر نکلے۔ مرہٹوں نے انہیں لوٹنا چاہا۔ لیکن ان لوگوں نے بغیر مقابلہ کے مال و متاع مرہٹوں کے حوالے کر دینا غیرت کے خلاف سمجھا۔ دونوں سخت زخمی ہوئے۔ جسونت رائے کی ناک پر تلوار اس طرح پڑی کہ جڑ سے کٹ گئی۔" سیر المتاخرین (ص ۵۵۰-)

(۴) رجب یا شعبان ۱۱۶۳ھ۔ صوبہ بہار سراج الدولہ کے نام سے عقد لیکن جانکی رام اس کے نائب کی حیثیت سے یہاں کام کرتا تھا۔ مہدی نثار خان (عم مصنف سیر المتاخرین) کی ترغیب سے سراج الدولہ مرشد آباد سے عظیم آباد پر قابض ہونے کے لئے روانہ ہوا۔ اور کسی نہ کسی طرح مہدی نثار خان وغیرہ کے ساتھ داخل قلعہ ہوا۔" مہتا جسونت (کہ مبارز دلیر و درین کار ہا بارہا از آں آبروئے در امثال و اقران داشت" سے مقابلہ ہوا۔ اس نے مہدی نثار خان کو سمجھایا کہ واپس جانا مناسب ہے۔ لیکن وہ نہ مانے اور دونوں میں آویزش شروع ہوگئی، مہدی نثار خان کی تلوار سے ایک سخت زخم اس کے بھلے پر آیا۔ لیکن بعد میں برادر زادہ محمد اشرف اور جسونت رائے نے ملکر انھیں قتل کر ڈالا۔ اور جسونت رائے نے سخت زخمی ہونے کے باوجود سراج الدولہ کو مصطفیٰ قلی خاں کے یہاں پہنچا دیا۔ (خلاصہ عبارت سیر المتاخرین (ص ۵۸۶ - ۵۸۸)

"راجا جانکی رام بہ استماع این خبر جسونت رائے ناگر را برائے دست گیر

Marfat.com

نمودنِ مہدی نثار خان روانہ گردانید۔ وا و در وسطِ شہر مقابل شدہ مہدی نثار خان را با رفقا بہ تہ تیغ بے دریغ گزرانیدہ۔ نواب سراج الدولہ را بہ تحریم و تکریم تمام در حویلی حاجی صاحب بردہ مصطفیٰ قلی خان را در خدمت شبانہ روزی ایشان مقرر داشت و تقیید نمود کہ از نظر ایشاں غیبت اختیار نہ کند" سراج الدولہ مہابت جنگ کو بہت پیارا تھا۔ اور اس کی چشم پوشی نے اسے خود سر اور بیباک بنا دیا تھا۔ سراج الدولہ کے عزم عظیم آباد کی خبر ملتے ہی وہ خود بھی ادھر چل پڑا تھا۔ مہدی نثار خان کا مقابلہ سراج الدولہ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے بہت نازک معاملہ تھا۔ اور جانکی رام کا جسونت رائے کو اس پر مامور کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ کس حد تک جسونت رائے پر اعتماد رکھتا تھا۔

(۵) جنگ کا مگار و رام نرائن :

اس لڑائی کی روداد رام نرائن نے مہابت جنگ کو بھیجی ہے۔ دستور الانشا[1]

---

[1] سید حسن عسکری صاحب نے دو مجموعہ مخطوط دریافت کئے ہیں۔ ایک میں راجا رام نرائن اور ان سے تعلق رکھنے والوں کے خطوط ہیں۔ دوسرے کا نام دستور الانشا ہے۔ اس میں منسا رام۔ فوج دار تیرہت بسنت رام داما و رام نرائن کا چچیرا بھائی تھا) اور اس کے متوسلین کے خطوط ہیں۔ خطوط رام نرائن میں کئی جگہ جسونت رائے کا نام آیا ہے

(الف) خط غلام حسین خان عرض بیگی کے نام ہے جس میں ایک پروانے کا ذکر ہے۔ جو عرق گل کیتکی کی طلب میں جسونت رائے کے نام سراج الدولہ نے بھیجا تھا۔

(باقی صفحہ پر)

Marfat.com

میں موجود ہے۔ دو جگہ لالا جسونت رائے کا نام آیا ہے۔ اس لڑائی کا سنہ نہیں دیا ہے۔ لیکن رام نرائن کے خطوط میں جو حوالے ہیں ان سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس کا سال وقوع، سنہ جلوس احمد شاہی یعنی ۱۱۶۵ھ ہے۔

(۶) مکتوب سکھلال بہ نام لالا جسونت رائے :

خط کی ابتدا ماموں صاحب قبلہ و کعبہ سے ہے۔ سکھ لال شجاع الملک

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۴۵

(ب) اسی پروانے کا جواب معلوم ہوتا ہے۔ مگر کاتب کا نام نہیں دیا۔

(ج) بہ نام غم خوارِ جاں بخش دوستان لالا جسونت رائے مجیو۔ کاتب رام نرائن (؟) تولد پسر یا نبیرہ کی مبارک باد ہے" الٰہی چناں کہ ایں خاندان از شما روشن است۔ این فرزند تا ابد چراغ خانہ شما باد"

(د) رام نرائن بہ نام غلام حسین عرضی بیگی۔ سراج الدولہ نے اصطرلاب ساخت لاہور طلب کیا ہے۔ رام نرائن جسونت رائے سے ملے کر روانہ کرتا ہے۔ اس سے جسونت کے علمی ذوق کا پتا چلتا ہے" اصطرلاب تحفہ کار ولایت بہم رسیدہ ... پیدا ظاہر ست کہ اصطرلاب در بازار فروختہ نہ می شود ..... و این اصطرلاب نزد لالا جسونت رائے بود بہ منت گرفتہ شد و چنین کار ستانی مقدور فلک ہم نیست ....." دستور الانشا میں سکھ لال کے خطوط ہیں۔ یہ شخص بظاہر جسونت رائے کا بھانجا تھا۔ اس کے خطوط لالا کرموت رائے (ماموں صاحب) راجا مجلس رائے (نمو صاحب) رائے رام سہائے (بھائی) کے نام موجود ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسونت رائے کی برادری کے کئی شخص بہار و بنگالہ میں موجود تھے۔

Marfat.com

حسام الدولہ (یعنی میر جعفر) کی خدمت میں باریاب ہوا ہے جسونت کو لکھتا ہے کہ عنقریب کسی خدمت پر مامور ہو کر "برادر عزیز" کو طلب کروں گا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسند نشینی میر جعفر (شوال ۱۱۷۰ھ) تک جسونت رائے زندہ تھا۔

(۷) زمانۂ میر قاسم: مظفر نامہ

"و پسر جسونت رائے ناگر با پنجاہ شصت سوار در پیش خود گزاشت کہ شاید از مدد این ہا کارے تواند کرد" اشارہ رام نرائن کی طرف ہے۔ اسی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ میر قاسم نے رام نرائن کو اواخر ۱۱۷۷ھ میں گرفتار کیا تھا۔ چونکہ اس موقع پر جسونت رائے کی جگہ پسر جسونت رائے کا ذکر آیا ہے یا تو اس وقت تک انتقال ہو چکا ہوگا یا فوجی زندگی سے علیحدہ ہو کر رام نرائن کی رفاقت میں زندگی بسر کرتا ہوگا (در کمال اقتدار رفیق راجا رام نرائن ... بود مردان خان مبتلا) ۱۱۷۵ھ میں بہ روایت سیر المتاخرین وہ جماعہ دار تھا۔ اس کا تحقیقی علم نہیں کہ جماعہ دار کے ماتحت کتنے سپاہی ہوا کرتے تھے۔ اتنا معلوم ہے کہ بعض جماعہ دار ایسے بھی علی وردی خان کی فوج میں تھے جو سات سات سو سپاہیوں کے سردار تھے (سیر المتاخرین ص ۵۲۵) شیخ حمید الدین .... جماعہ دار ہفت صد کس و شیخ امر اللہ کہ او ہم در جمعیت برابر بہ شیخ حمید الدین بود) ان کا بھی پتا نہیں چلتا کہ آخر تک اسی عہدے پر تھا۔ یا ترقی ہو گئی تھی۔ تین بیٹوں کے نام کتابوں میں ملتے ہیں۔ بھگونت رائے، محمد عابد اور محمد روشن۔ دوسرے اور تیسرے حقیقی بھائی تھے۔ اور یہ نام خود ان کے اختیار کردہ ہیں۔ اصلی نام معلوم نہیں — بھگونت رائے بھی ان کا حقیقی بھائی تھا یا نہیں، اس کے متعلق کہیں کوئی

Marfat.com

اشارہ نہیں ملتا۔

بھگونت رائے غالباً سب سے بڑا تھا۔ اور یہی اپنے باپ کا جانشین تھا۔ سکھ لال کے خط میں برادر عزیز سے غالباً یہی مراد ہے۔ اور مظفر نامہ میں جو دو جگہ پسر جسونت رائے کی طرف اشارہ ہے وہ بھی غالباً یہی ہے۔ رام نرائن کے ساتھ یہ بھی قید ہوا تھا (" واز سرداران راجہ موصوف پسر جسونت ناگر و سکھلال رانیز محبوس نمودند" مظفر نامہ) خطوط رام نرائن میں اس کا ذکر کئی جگہ آیا ہے:

(الف) "فتوحہ راجا شتاب رائے بہادر منتظر فقیر بودند ولالا دیانت رائے باچند سوار و بابو بھگونت رائے با دو سوار.... در فتوحہ ملحق شدند"

(ب) ورق ۱۶۸ پر جاگیردں کے سلسلے میں اس کا نام آیا ہے۔ شاید جاگیر اسی کی تھی۔

(ج) ورق ۱۶۹۔ میر جعفر کے معزول ہونے کے بعد کسی تقریب سے اس کا نام آیا ہے۔

(د) عزیز القدر لالا بھگونت رائے کی دی ہوئی سمجھون کا ذکر ہے۔ مبتلا سے دوستانہ تھا۔[1]

---

[1] دیکھئے دیوان جوشش مرتبہ قاضی عبدالودود صاحب

Marfat.com

دل تذکروں اور کتابوں میں

(۱) طبقات الشعراء سنہ ۱۱۸۵ھ

مصنفہ: قدرت اللہ شوق

محمد عابد متخلص بہ دل - مردے است قابل و فاضل متوطن عظیم آباد - دیگر براحوالش اطلاعم نیست۔

(۲) تذکرہ شعرائے اردو سنہ ۱۱۸۵ھ / سنہ ۱۱۹۲ھ

میر حسن دہلوی

محمد عابد جوانے ست - مربوط گو و قابل - المتخلص بہ دل - ساکن عظیم آباد برادر میاں روشن علی - جوشش تخلص - از خوبان آن دیار ست - سلامت باشد

(۳) تذکرہ شورش سنہ ۱۱۹۳ھ

مرتبہ: کلیم الدین احمد صاحب

محمد عابد - دل تخلص - از خاک میش بنیاد عظیم آباد است در علم عربی و فارسی علی الخصوص در ہیئت و حساب و طبابت صاحب استعداد شاعر شیرین و بلیغ - در ادا بندی و معنی یابی یگانہ عصر - کلامش گہر ریز و دل آویز - در غزل گوئی و قصیدہ و مثنوی وغیرہ قدرت تمام دارد - الحق کہ بہ حلقہ سخنوران مقبول

Marfat.com

دلہائے اہل دل است۔ دیوانش قریب دو ہزار شعر خواہد بود۔

(۴) مسرت افزا ۱۲۹۴ھ

مصنفہ: ابوالحسن امیرالدین احمد عرف امراللہ الہ آبادی۔ مترجم ڈاکٹر مجیب قریشی۔

(۱) "محمد عابد دلؔ۔ محمد روشن جوششؔ کے بڑے بھائی۔ صاحب دل اور کامل شخص ہیں۔ بے نیاز۔ بے ریا۔ عابد۔ باثر۔ عاشق مزاج اور بے خوف۔"

(۲) میاں محمد روشن جوششؔ۔ محمد عابد دلؔ کے چھوٹے بھائی۔ دونوں بھائی جسونت رائے ناگر کے بیٹے ہیں۔ جیسے ابراہیم خلیل آذر کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ حق تعالیٰ نے دونوں بھائیوں کو اچھائیوں کو حاصل کرنے کی توفیق بخشی اور ان کے وجود کے چراغ کو انکسار و تواضع کے روغن سے روشناس کیا ہے.... دونوں بھائی عظیم آباد میں رہتے ہیں اور دونوں شیوۂ طالب علمی میں بہرۂ وافر اور تیر اندازی و دست کاری میں بہت سلیقہ رکھتے ہیں۔ فضائل و محاسن میں دونوں یکساں ہیں۔ اس لئے دونوں کا ذکر ایک جگہ کیا گیا ہے۔ جاننا چاہئے کہ بے دین باپ کی بے دینی۔ دین دار بیٹے کے لئے فخر و نام آوری کا سبب ہوتی ہے۔ ننگ و عار کا موجب نہیں ہوتی۔ ابراہیم خلیل اللہ کو باپ کی بت پرستی سے کیا نقصان پہنچا اور نوح کے بیٹے کو اپنے باپ کے خدا پرست ہونے سے کیا فائدہ پہنچا۔ جیسا کہ جامی نے کہا ہے ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

Marfat.com

(۵) گلشن سخن سنہ ۱۱۹۴ھ

مصنفہ: مردان علی خان مبتلا مرتبہ مسعود حسن رضوی ادیب

محمد عابد متخلص بہ دل برادر کلان محمد روشن جوشش مولد و موطنش عظیم آباد در تہوری و جرأت یگانۂ عصر و در نکتہ رسی و قابلیت خلاصۂ دہر۔ از چند بشغل طبابت مصروف می باشد۔ دیوانش ہزار بیت دیدہ شد۔

(۶) گلزار ابراہیم سنہ ۱۱۸۴ھ / سنہ ۱۱۹۸ھ

مصنفہ: نواب علی ابراہیم خان

دل تخلص۔ ہمشیر شیخ محمد عابد۔ مولد و موطن او بلدۂ عظیم آباد، مہین برادر شیخ محمد روشن جوشش تخلص ست۔ الحاصل ہر دو برادر بر غایت ہموار... و جمیعہ خصائل اند۔ مجملے کہ بارقم دارند۔ خلاصۂ دیوان خود را فرستادند...

(۷) تذکرۂ ہندی سنہ ۱۲۰۹ھ

مصنفہ: شیخ غلام ہمدانی مصحفی

محمد عابد جوشش تخلص۔ پسر جسونت رائے ناگر۔ گویند جوان قابل ست و در عظیم آباد بسر می برد۔ فقیر او را ندیدہ۔

(۸) گلشن ہند سنہ ۱۲۱۴ھ

مصنفہ: سید حیدر بخش حیدری مرتبہ مختار الدین احمد

دل تخلص۔ نام شیخ محمد عابد۔ رہنے والے عظیم آباد کے۔

(۹) تذکرۂ عشقی سنہ ۱۲۰۸ھ / سنہ ۱۲۳۰ھ

مصنفہ: شیخ محمد وجیہ الدین عشقی عظیم آبادی

Marfat.com

دل تخلص دہلوی۔ اسمش محمد عابد۔ برادر بزرگ میاں محمد روشن جوشش تخلص، مردے کہنہ مشق وصاحب استعداد۔ خوش اخلاق بود۔ ودر اکثر علوم مثل فن طبابت وصرف ونحو ورسالہائے فارسی دہیئت وبعض قواعد ضروریہ عروض کہ بہ عروض الہندی موسوم است بقواعد اشعار ریختہ بطریق شعرائے عجم بہ سلک تالیف در آورد۔ مصنف آن عزیز الوجود از مدتے در شہر عظیم آباد بفراخی حال بسر می برد۔ آخر ہماں جا ودیعت حیات سپرد۔

(۱۰) گلشن ہند ۱۲۱۵ھ

مصنف: مرزا علی لطف

دل تخلص۔ شیخ محمد عابد نام۔ متوطن بلدہ عظیم آباد کے، بے مثل اور بے نظیر عالم محبت و وداد کے شیخ محمد روشن جوشش تخلص بڑے بھائی ہیں.....

غرض دونوں بھائی سنجیدہ اطوار اور حمیدہ خصائل ہیں بطریق یک رنگی میں بے مثال ہیں

(۱۱) عمدہ منتخبہ ۱۲۱۶ھ / ۱۲۱۹ھ

مصنفہ: اعظم الدولہ سرور مرتبہ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی

جوشش تخلص[1]۔ محمد عابد از سکنہ عظیم آباد۔ شاعر مستعد معلوم می گردد دو مطلع از تصنیفاتش بہم رسیدہ۔ ہر دو بسیار خوب گفتہ: ۰۰۰/۰۰۰

---

[1] محمد عابد جوشش پسر جسونت ناگر (ہندی ۶۰) یہ درست نہیں۔ بعض ارباب تذکرہ نے غلطی سے محمد روشن کو بجائے محمد عابد لکھ دیا ہے۔ جو ان کے بھائی کا نام ہے۔ عشقی اور شورش میں صحیح طور سے درج ہے محمد جوشش تخلص۔ اسمش محمد روشن برادر عینی محمد عابد دل تخلص" (عشقی ۱۱۸) مصحفی وشیفتہ نے بھی "محمد عابد جوشش از بنائے جسونت ناگر" اور "شیخ محمد روشن جوشش" دو شاعر فرض کئے ہیں۔

Marfat.com

(۱۲) مجموعہ الانتخاب[1] : شاہ کمال : ۱۲۲۱ھ
جوشش تخلص۔ محمد عابد پسر جسونت رائے ناگر گویند۔ از تذکرہ مصحفی معلوم شد۔

(۱۳) ریاض الفصحا : غلام ہمدانی مصحفی : ۱۲۲۱ھ
محمد عابد دل تخلص۔

(۱۴) تذکرہ بے جگر : خیراتی لعل بے جگر : ۱۲۲۱—۵۱ھ
جوش تخلص الموسوم بہ محمد عابد۔ شخصے است کہ طبع سراپا جوشش در اتش اشتیاقِ سخن چون دیگ در جوش و خیال باخروشش ہنگام ترشح قطرات قلم در سرزمین این فن مانند رعد در خروش۔ مصحفی ذخیرہ تذکرہ نویسان ادرا از پسران جسونت ناگر دانستہ کہ در عظیم آباد می ماند۔ غرضکہ جوانے عاقل و دانا بود و مرد قابل در شاعری۔

(۱۵) دیوان جہان : بینی نرائن مرتبہ کلیم الدین احمد صاحب : ۱۲۲۲ھ
دل تخلص۔ نام محمد عابد۔ عظیم آباد کے رہنے والے۔

(۱۶) گلشن بے خار : مصطفیٰ خاں شیفتہ : ۱۲۵۰ھ
جوشش تخلص محمد عابد۔ اصحاب تذکرہ ادرا از ابنائے جسونت ناگر عظیم آبادی نوشتہ اند۔

(۱۷) نسخۂ دلکشا[2] : جنم جے مترا ارمان

---

[1] اس مخطوطہ کی نقل انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں موجود ہے۔ نمبر ص۔۳۔ (۳۶۳)

[2] یہ تذکرہ ۱۸ ویں۔ ۱۹ ویں صدی کے اردو شعرا کا ہے جن کے نام "الف" سے "ک" تک ہیں۔ اس مطبوعہ کتاب کا نسخہ ببلیو تک ناسپونال۔ پیرس میں موجود ہے۔
(مخطوطات پیرس مرتبہ آغا افتخار حسین ص ۲۹)

Marfat.com

دلؔ تخلص - نام محمد عابد عظیم آبادی

(۱۸) تاریخ ادب ہندوستانی[1] ۱۹۳۵ء / ۱۳۵۶ھ

مصنفہ: گارسین دتاسی (مترجمہ: لیلیان سکستن)

دلؔ - شیخ محمد عابد مرحوم

وہ عظیم آباد میں پیدا ہوئے تھے اور محمد روشن جوشش کے بڑے بھائی اور جسونت نگر[2] کے بیٹے تھے۔ علی ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ دونوں بھائی ممتاز مصنفین میں تھے اور وہ طبیعت کے ثقہ جن کے ساتھ بے شمار خوبیوں اور بلند کردار کے حامل تھے دلؔ کے اشعار کا ایک مجموعہ دیوان کی شکل میں موجود ہے اس میں تقریباً دو ہزار اشعار درج ہیں۔ وہ علی ابراہیم سے واقف تھے اور انھوں نے اپنے دیوان سے کچھ اقتباسات ابراہیم کے پاس بھیجے تھے۔ تاکہ ان کے تذکرے میں شامل ہو سکیں۔ علی ابراہیم نے اس سے ۵ یا ۶ صفحات نقل کئے ہیں اور ان کے مطابق یہ اشعار ناسخ کی طرح ہیں جو دل کو کریدتا ہے۔ ذیل میں ایک غزل درج ہے جو کہ بینی نرائن نے نقل کی ہے:-

---

[1] گارسین دتاسی کی تاریخ ادب ہندوستانی کی تینوں جلدیں اردو میں منتقل کی جا چکی ہیں۔ فرانسیسی خاتون لیلیان سکستن نے ان جلدوں کا ترجمہ کر کے کراچی یونیورسٹی سے پی۔ ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اس کا ایک غیر مطبوعہ نسخہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے ذاتی کتب خانے میں اور ایک کراچی یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہے۔

[2] اسپر نگر ناگر کہتے ہیں۔ ناگر گجرات کے برہمنوں کی ذات کی ایک شاخ ہے۔ بورا انہیں عام طور پر گوجر کہتے ہیں۔

Marfat.com

نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کے بھرتے ہیں
ہیں نزع میں ہم تجھ بن جیتے ہیں نہ مرتے ہیں (الخ)

دل کا پٹنہ میں انتقال ہوا ہے۔ انہوں نے ایک مقالہ لکھا ہے جس کا نام عروض الہندی ہے۔ ہندوستانی تذکرہ نویس اکثر دل کو جوش یا جوشش سے خلط ملط کرنے کے عادی ہیں۔ ان کے اور ان کے والد کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ دل اور جوشش خود مسلمان تھے لیکن ان کے والد کا تعلق ہندو مذہب سے تھا۔ ایسے واقعات اکثر دیکھنے میں آتے ہیں کہ ہندوؤں نے بت پرستی کو ترک کرکے اسلام قبول کرلیا ہے۔ رام موہن رائے نے مذہب اسلام کو پورے طور پر قبول نہیں کیا تھا لیکن وہ موحد ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور اس طرح وہ یہودی۔ نصرانی یا مسلمان کہے جا سکتے تھے۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور مجھے ان سے گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام میں کوئی فرق نہیں سمجھتے تھے اور دونوں بزرگوں کو خدا کا رسول مانتے تھے۔

(۱۹) گلستان بے خزاں ۱۲۶۱ھ

قطب الدین باطن

مصنفہ: جوشش تخلص محمد عارف نام۔ سخن کے محکمہ میں ان کا انتظام۔ ان کی

۱؎ جوشش پر مضمون دیکھیے از اسپرنگر (ص ۔ ۲۴۰)

Marfat.com

طبیعت کی جوشش دیکھیئے اور میری طبع کی کوشش دیکھئے۔

(۲۰) خوش معرکہ زیبا ۱۲۶۲ھ

مصنّفہ سعادت خان ناصر، مرتبہ مشفق خواجہ۔

(مرد قابل) محمد عابد تخلص دلؔ۔

(۲۱) طبقات الشعرائے ہند ۱۲۶۳ھ

مصنفہ: کریم الدین وفیلن

محمد عابد جوشؔش

جوشؔش تخلص محمد عابد کا اصحاب تذکرہ نے اوسکو انبار جسونت نگر عظیم آبادی لکھا ہے مولد اوسکا عظیم آباد ہے۔ صاحب دیوان ہے۔ درمیان ۱۲۶۳ھ میں اوس نے اپنے شعروں کا انتخاب کرکے علی ابراہیم کے پاس بھیجا تھا۔

(۲۲) سراپا سخن ۱۲۶۹ھ

مصنّفہ: حسن علی محسن۔

محمد عابد مرحوم دلؔ۔ برادر مدروشن جوشؔش مولد و مسکن ان کا عظیم آباد اولاد میں جسونت رائے ناگر کے۔

(۲۳) فہرست کتب خانہ اودھ (یادگار الشعرا) ۱۲۶۹ھ

مرتبہ: اشپرنگر ترجمہ طفیل احمد

جوشؔش محمد عابد ولد جسونت رائے ناگر (صاحب گلشنِ بے خاران کو جسونت ناگر بتلاتے[1]

---

[1] یہاں پر کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً محمد عابد جسونت نگر کے باشندے تھے

باقی اگلے صفحہ پر

Marfat.com

ہیں) یہ ہوشیار شخص کہے جاتے ہیں اور پٹنے میں رہتے ہیں (تذکرہ جات صحفی وزکا)
بلاشبہ زکا و مصحفی غلطی پر ہیں اور ان کا مقصد شیخ محمد روشن جوشش کے بھائی سے
ہے۔ جن کا تخلص دلؔ ہے۔

(۲۴) سخن الشعراء ۱۲۸۱ھ / ۱۲۹۱ھ

مصنفہ: عبدالغفور نساخ۔ فرید پور

دلؔ تخلص، محمد عابد مرحوم۔ برادر محمد روشن جوشش۔ باشندہ عظیم آباد۔

(۲۵) یادگار وطن [1] ۱۳۱۲ھ

مصنفہ: ظہیر احسن شوقؔ نیموی۔ عظیم آبادی

بقیہ حاشیہ از ص ۵۶

نہ یہ کہ ان کے والد کا نام "جسونت ناگر تھا" (طفیل احمد)

طفیل احمد صاحب کو بڑی غلط فہمی ہوئی۔ انھوں نے "جسونت نگر" کا باشندہ ان کو لکھ دیا حالانکہ سب تذکرہ نگار متفق ہیں کہ "جسونت رائے ناگر" ان کے والد کا نام ہے اور وہ پٹنوی ہیں۔ البتہ جسونت رائے ناگر دہلوی تھے اور عظیم آباد میں مقیم ہو گئے تھے (م۔ظ۔ح)

[1] مولوی ظہیر احسن شوقؔ نیموی مرحوم صوبہ بہار کے مشہور شاعر، زبان دان، عالم اور محقق تھے انھوں نے محمد عابد دلؔ کا ذکر "یادگار وطن" میں کیا ہے اس سے ضروری اقتباسات اخذ کئے گئے ہیں۔ شوقؔ نیموی نے بعمر ۶۴ سال بروز جمعہ، ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۰۴ء رحلت فرمائی۔ کلیمؔ لکھنوی نے تاریخ وفات کہی ہے۔

سن رحلتش گفت ہجری کلیمؔ "شدہ یا جنان شوق کامل بشوق"
۱۳۲۲ھ

(قومی زبان۔ مئی ۱۹۷۰ء ص ۵۲)

Marfat.com

اکثر ارباب تذکرہ کو یہ دھوکا ہوا ہے کہ عظیم آباد کے دو جوشش ہیں۔ ایک کا نام محمد روشن اور دوسرے کا محمد عابد۔ اس وجہ سے الگ ترجمہ لکھا ہے۔ اور اس مقطع کے مطلع کو محمد عابد کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہی شخص ہیں۔ جتنے اشعار کہ ان دونوں کے نام تذکرہ نویسوں نے لکھے ہیں وہ سب ایک ہی دیوان میں موجود ہیں۔

عجب کیا کہ محمد روشن جوشش کا نام محمد عابد بھی ہو۔ اسی وجہ سے لوگوں دھوکا ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۶) خمخانۂ جاوید ، سنہ ۱۳۲۵ھ

مصنفہ: لالہ سری رام دہلوی

دل۔ شیخ محمد عابد متوطن عظیم آباد۔ اپنے زمانے کے بے مثل اور بے نظیر عالم تھے۔ شیخ محمد جوشش تخلص آپ کے بڑے بھائی مشہور شاعر تھے۔ صاحب سراپا سخن کا قول ہے کہ آپ جسونت رائے ناگر کی اولاد تھے۔ غرضکہ آپ سنجیدا طوار۔ حمیدہ خصائل اور طریقۂ یک رنگی میں بے مثل سمجھے جاتے تھے..."

(۲۷) تاریخ شعرائے بہار سنہ ۱۳۵۰ھ

مصنفہ: سید عزیز الدین احمد بلخی رازؔ عظیم آبادی

دل تخلص۔ شیخ محمد عابد نام۔ وطن عظیم آباد۔ شیخ محمد روشن جوشش کے بڑے بھائی تھے۔ نواب علی ابراہیم خاں خلیلؔ لکھتے ہیں کہ سنہ ۱۱۹۳ھ میں انہوں نے اپنا کلام مرشد آباد میں بھیجا تھا تاکہ تذکرہ "گلزار ابراہیم" میں درج کیا جائے۔

(۲۸) دیوان جوشش سنہ ۱۹۴۱ء

Marfat.com

مرتبہ قاضی عبدالودود صاحب

محمد عابد دلؔ تخلص ۔ محمد روشن سے عمر میں بڑے تھے ۔ سن میں کیا تفاوت تھا اس کا حال نہیں کھلتا۔ ۱۱۷۶ھ سے قبل جوان کی کتاب "عروض ہندی" کا سال تصنیف ہے ۔ اسلام قبول کر چکے تھے ۔ شاعر ۔ طبیب ، ورہئیت دان تھے ۔ اوائل میں سپاہی پیشہ بھی ہوں تو عجب نہیں ۔ مبتلا کا قول ہے کہ "تہور اور جرات میں یگانہ عصر تھے" دیوان نہیں ملتا ۔ مرتب نے چار پانچ سو شعر جمع کئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

(۲۹) بہار اور اردو شاعری ۔ معاصر پٹنہ ۱۹۴۷ء

مرتبہ : پروفیسر معین الدین دردائی

"یہ حضرت شیخ محمد روشن جوشش کے چھوٹے بھائی ہیں ۔ مورخین نے ان کا جنوبت رائے ناگر کی اولاد لکھا ہے ۔ وطن عظیم آباد تھا ۔ اپنے ہم عصروں میں بہت بلند مرتبہ رکھتے تھے ۔ فارسی اور عربی دونوں کے جید عالم تھے ۔ فارسی کے علاوہ اردو کا کلام بہت صاف اور پاکیزہ ہوتا ہے"

(۳۰) مرزا محمد علی فدوی ۔ ان کا عصر ، حیات اور شاعری ۱۹۵۶ء

مرتبہ : ڈاکٹر سید محمد حسنین عظیم آبادی

دلؔ ۔ محمد عابد ۔

یہ جوشش کے بڑے بھائی تھے ۔ یہ بھی ان کی طرح مشرف بہ اسلام ہوئے شاعری میں کس سے تلمذ تھا اس کا پتہ نہیں چلتا ۔ اسی طرح ان کے سال پیدائش اور وفات کا بھی کچھ علم نہیں ۔

Marfat.com

ابوالحسن نے انہیں "برادر گرامی محمد روشن" لکھتے ہوئے ان کے چند اوصاف کی تعریف کی ہے۔

دلؔ کے دیوان ریختہ کا ایک قلمی نسخہ جناب پروفیسر سید حسن عسکری کی نظر سے گزرا تھا۔ افسوس ہے کہ یہ نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔

(۳۱) بہار میں اردو زبان اور ادب کا ارتقار سنہ ۱۹۵۷ء

مرتبہ: ڈاکٹر سید اختر احمد اخترؔ اورینوی

شیخ محمد عابد نام۔ دلؔ تخلص۔ وطن عظیم آباد۔ شیخ محمد روشن جوشؔ کے بڑے بھائی تھے۔ دونوں بھائی جسونت رائے ناگر کے بیٹے تھے۔ صاحب دل مرد کامل۔ بے نیاز و بے ریا۔ عابد و عاشق مزاج۔ صاحب اخلاق حمیدہ۔ نواب علی ابراہیم خاں خلیلؔ لکھتے ہیں کہ سنہ ۱۱۹۳ھ میں عابد دلؔ نے اپنا کلام مرشد آباد بھیجا تاکہ تذکرہ گلزار ابراہیم میں درج کیا جائے ...."

(۳۲) تذکرہ مسلم شعرائے بہار : سنہ ۱۹۷۰ء

مولفہ: حکیم سید احمد اللہ ندوی

دلؔ تخلص۔ شیخ محمد عابد نام۔ وطن عظیم آباد اور شیخ محمد روشن جوشؔ عظیم آبادی کے بڑے بھائی تھے۔ نواب علی ابراہیم خلیلؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں کہ سنہ ۱۱۹۳ھ میں انھوں نے اپنا کلام مرشد آباد میں بھیجا تھا۔ تاکہ تذکرہ گلزار ابراہیم میں درج کیا جائے۔" راقم کہتا ہے کہ نواب شیفتہ نے اپنی کتاب "گلشن بے خار" میں شیخ عابد کا بھی تخلص جوشؔ لکھ دیا ہے۔ یہ نواب صاحب ممدوح کا تسامح ہے۔

Marfat.com

احوالِ دِلؔ

دلؔ جس پہ علم عشق کے عقدے کھلے نہ ہوں
مطلب سمجھ سکے نہ مری داستان کا

شیخ محمد عابد نام۔ دلؔ تخلص۔ جسونت رائے ناگر کے بیٹے۔ باشندۂ عظیم آباد۔ شیفتہ، مصحفی، سرور، اشپرنگر اور کریم الدین وغیرہ نے دلؔ کے بجائے ان کا تخلص جوشش لکھا ہے۔ معاصر تذکرہ نویسوں نے ان کے حالات زندگی اور شخصیت کے بارے میں اختصار سے کام لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی کے بہت سے پہلو ابھی تک تشنۂ تحقیق ہیں اور توجہ کے طالب ہیں۔ ان تذکروں کے مطالعہ سے ان کی نجی زندگی پر روشنی نہیں پڑتی نہ تو ان کی جائے پیدائش کی طرف کوئی اشارہ ملتا ہے۔ اور نہ سن پیدائش یا وفات کا کوئی تذکرہ ہے۔ اس لئے ابھی تک یہ معلومات ہماری دسترس میں نہیں ہیں۔ البتہ گرسان دتاسی نے تاریخ ادب ہندوستانی میں لکھا ہے کہ وہ پٹنہ میں پیدا ہوئے اتنا ضرور ہے کہ تمام تذکرہ نگاروں نے متفقہ طور پر ان کو عظیم آبادی لکھا ہے۔ صرف عشقی نے دہلوی لکھا ہے۔ غالباً اس کا سبب یہ ہوگا کہ جسونت رائے ناگر دہلوی تھے۔ مگر کسی اور معاصر تذکرہ نویس نے

Marfat.com

عشق کے اس بیان کی تائید نہیں کی۔ خوب چند ذکا نے جوشش کو لکھنوی لکھ دیا ہے اس سے گمان گزرے گا کہ دلؔ لکھنوی ہوں گے۔ مگر یہ ذکا کا اختراع محض ہے۔

دلؔ نے تعلیم و تربیت کہاں پائی۔ نشو و نما کہاں ہوئی۔ فن سخن میں کس کے شاگرد تھے اس کا بھی حال نہیں کھلتا۔ البتہ تذکرہ نگاروں نے ان کی علمی قابلیت کی ستائش کی ہے۔ اور سب ان کی صلاحیت کے معترف ہیں۔ مثلاً شورشؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں کہ "در علم عربی و فارسی علی الخصوص در ہیئت و حساب صاحب استعداد" دلؔ شعر گوئی کے ساتھ ساتھ عروض و قافیہ کے فن سے بھی واقفیت رکھتے تھے۔ اور بقول عشقیؔ "قواعد عروض" پر ایک کتاب بھی لکھی تھی موسوم بہ "عروض الہندی" [1]

شورشؔ عظیم آبادی اور عشقیؔ نے ان کا پیشہ طبابت لکھا ہے۔ مردان علی خان مبتلاؔ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ اور یہ جملہ لکھا ہے کہ "چندے بسعی طبابت مصروف می باشد" ان کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ مشرف بہ اسلام ہونا ہے جسونت رائے ناگر کے تین بیٹے تھے۔ ان میں ایک بھگونت رائے (ہندو) اور دو محمد روشن جوشش اور محمد عابد دلؔ (مسلمان) [2]

---

[1] دلؔ کا رسالہ متعلق "عروض الہندی" پٹنہ میں طبع ہو چکا ہے۔ اگرچہ ہمارے مطالعہ میں نہیں آیا۔ دیکھئے "پیش گفتار" از قاضی عبدالودود۔ مہر نیمروز۔ دسمبر جنوری ۱۹۶۱ء (ص ۔ ۱۰) اشپرنگر نے اس کا سال تصنیف ۱۱۷۲ھ بتایا ہے۔ (اودھ کیٹلاگ ص ۲۲۰)

[2] ڈاکٹر سید محمد حسنین (مسلم) لکھتے ہیں کہ "اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنا

باقی آگے ص ۶۳ پر

Marfat.com

یہ دونوں بھائی کب مسلمان ہوئے اور بڑے بھائی بھگونت رائے نے اسلام کیوں قبول نہیں کیا۔ اس کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں مگر جب تک کہیں سے اس کی سند ہاتھ نہ آئے یہ اسباب صرف قیاس ہیں۔ ممکن ہے بڑے بھائی نے اسلام اس لئے قبول نہ کیا ہو کہ ہندو رسم و رواج کے مطابق باپ کا وارث بڑا بیٹا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بڑے ہونے کی وجہ سے یہ بھی ممکن ہے کہ بھگونت رائے کی پرورش ہندو ماحول میں ہوئی ہو۔ محمد روشن جوشش اور محمد عابد دل بہار میں پیدا ہوئے تھے۔ ممکن ہے کہ انقلاب زمانہ نے

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۶۲

نام محمد روشن اور محمد عابد رکھا۔ دونوں بھائیوں کو ریختہ گوئی سے بڑا شوق تھا۔ یہ جوشش اور دل تخلص کرتے تھے" اور یہ بھی کہدیا ہے کہ ممکن ہے یہ دونوں بھائی جسونت ناگر کی کسی مسلمان بیوی کی اولاد ہوں۔ دیکھئے" مرزا محمد علی فدوی۔ انکا عصر۔ حیات اور شاعری" مصنفہ ڈاکٹر سید محمد حسنین (ص ۲۷-۲۶) لیکن قاضی عبدالودود صاحب نے ماہنامہ صنم پٹنہ۔ بہار نمبر ۱۹۵۹ء (ص ۳۰) میں اس خیال کی یوں تردید کی ہے کہ" جسونت رائے ناگر کے زمانے میں کسی ہندو مرد کا مسلمان عورت سے نکاح قانونی طور پر نہیں ہو سکتا تھا اس لئے مسلمان بی بی کہنا ٹھیک نہیں"

ڈاکٹر اسلم نے یہ بات قیاساً لکھی ہے اور قاضی صاحب نے اس کی قانونی تردید کی ہے۔ منشی عبدالکریم نے اپنی کتاب تاریخ احمد (مکارمات سلاطین در آئینہ) میں پانی پت کی جنگ کے سلسلے میں لکھا ہے کہ ..... " شمشیر بہادر پسر باجی راؤ مذکور کہ مادرش ہم خود مسلمان بود چہ در قوم ہنود رسم است کہ اولاد خود را کہ از بطن زن مسلمہ پیدا شود مسلمان می گویند" یعنی بالاجی باجی راؤ پیشوا کا ایک بیٹا شمشیر بہادر بھی تھا، جو مسلمان تھا اور اس کی ماں بھی مسلمان تھی۔ ہندو قوم میں یہ رسم ہے کہ مسلمان عورت کے بطن سے جو اولاد ہو اس کو مسلمان ہی کہتے ہیں" تاریخ احمد مطبوعہ سلطان المطابع ۱۲۶۲ھ پانی پت کی جنگ ۱۱۷۴ھ میں ہوئی ہے اور شمشیر بہادر اس وقت مرہٹہ فوج کے سرداروں میں سے ایک تھا۔ مغل بادشاہوں نے اور ان کے امرا نے جن ہندو عورتوں سے شادیاں کی تھیں ان کو تو بیبیاں ہی کہتے تھے۔

Marfat.com

ان کو بچپن ہی میں ماں باپ سے جدا کر دیا ہو اور کسی وجہ سے ان کی پرورش کسی مسلمان کے گھر میں ہوئی ہو۔ اور اس گھر کی تعلیم و تربیت نے ان دونوں کو شروع ہی سے مسلمان بنا دیا۔ عربی و فارسی کے عالم ہوئے اور چونکہ وہ شروع ہی سے مسلمان تھے اس لئے ان کے اسلام لانے کا کوئی "واقعہ" کہیں مذکور نہیں ہوا۔ بس اتنا مذکور ہے کہ جسونت رائے ناگر کے دو اور بیٹے محمد روشن جوشش اور محمد عابد ذلّ بھی تھے۔ ان دونوں کے نام اور کلام سے ظاہر ہے کہ ان پر بہار کے صوفیانہ ماحول کا بڑا اثر تھا۔ وہ صرف مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ مزاجاً صوفی تھے۔ قاضی عبدالودود صاحب کا خیال ہے کہ جوشش پر شیخ علی حزین کی صحبت کا اثر ہوا اور اسی وجہ سے وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ محمد روشن جوشش کے نام شیخ علی حزین کے دو خطوط بطور یادگار قاضی صاحب نے درج کئے ہیں وہ یہ ہیں[1]

(۱) برخوردار محمد روشن محفوظ باشند۔ نوشتۂ او متضمن آنکہ مکرر عریضہ ارسال داشتہ و جواب نہ می رسد و از دیگراں ہم کہ استفساری کند، خبر معلوم نہ می شود، رسید۔ چونانوانی زیادہ شدہ و اکثر اوقات بیماری بہ شدت و بستر افتادہ است، طاقتے و حالتے نہ ماندہ کہ تواند چیزے نوشت۔ نشستن الحال بسیار مشکل شدہ۔ بہ ہر حال شکر الٰہی واجب است باید کہ از دعا فراموش نمائید۔ این چند کلمہ بہ تاریخ جمعہ بست و نہم شہر محرم بہ قلم آمدہ۔ عواقب ایام بر خیر و سعادت جاوید باد بحرمۃ النبی و آلہ۔

---

[1] دیوان جوشش ص ۳۱-۳۰

Marfat.com

(۲) "برخوردار سعادت یار، محمد روشن معلوم نمایند کہ مرقومۂ اورسید، و تنہائی و بے کسی و خستہ جانی او موجب الم شد۔ جناب اقدس الٰہی صحت بخشیدہ، بہ آرام بدارد، و تدارک بے کسی با و تصدیعات دنیویہ فرماید۔ تا این وقت کہ روز چہارم شنبہ نہم شہر رمضان ست، حیات باقی ست و بہ ہر جہت مستوجب شکر ست۔ از احوال خود اطلاع می نمودہ باشند۔ زیادہ از ناتوانی طاقت نوشتن ندارد۔ العاقبۃ بالخیر"

قاضی صاحب کا یہ گمان اپنی جگہ درست ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ جوشش اور دل جو شیخ علی حزین کی خدمت میں حاضر ہوئے ہوں گے تو کم از کم جواں سال ضرور ہوں گے۔ شیخ علی حزین کے متعلق یہ بھی معلوم ہے کہ وہ دو مرتبہ پٹنہ پہنچے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی ملاقات ان سے ان دونوں بھائیوں کی وہیں ہوئی ہو۔ لیکن جب تک کوئی مستند تحریر دستیاب نہیں ہوتی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ گمان غالب یہی ہے کہ احوال ملکی کے دگرگوں ہونے کی وجہ سے یہ دونوں بڑی پریشانیوں سے دوچار ہوئے ہوں گے۔ وہ ان کی کم عمری کا زمانہ تھا۔

مبتلا اور بھگونت رائے ناگر پسر جسونت رائے ناگر سے بڑے دوستانہ تعلقات تھے۔ مبتلا نے گلشن سخن میں جوشش کے احوال درج کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ "فقیر احوال ایشاں مفصل از بھگونت رائے خلف جسونت رائے کہ فیما بین خصوصیتہا دوستیہاست معلوم نمود"

گلشن سخن (ص - ۸۷) مرتبہ سید مسعود حسن رضوی ادیب

Marfat.com

مبتلا نے کیا معلوم اور کیا کیا لکھا ہے۔ بعض معاصر شعرا ایسے بھی تھے جن سے دلؔ عظیم آبادی سے ذاتی مراسم تھے ان کے بیانات سے دلؔ کی شخصیت اور طبیعت کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ ابوالحسن نے "صاحب دل۔ کامل۔ بے نیاز" لکھا ہے۔ ابراہیم خلیل خان نے "حمیدہ خصایل" اور عشقیؔ نے "خوش اخلاق" لکھا ہے۔ عشقیؔ نے اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ "آن عزیز الوجود از مدتے در شہر عظیم آباد بفراغیٔ حال بسر می برد" اس کے معنی یہ ہوئے کہ دلؔ خوش اخلاق بھی تھے اور کچھ خوش حال بھی ہو گئے تھے اور انہیں ہر طرح کا اطمینان نصیب تھا۔ وہ علم و فن اور شعر و شاعری میں ہمہ تن ڈوبے ہوئے تھے۔ اور ان کا شمار عظیم آباد کی بزم علم و ادب کے روشن چراغوں میں ہوتا تھا۔ استاذی کلیم الدین احمد صاحب نے لکھا ہے کہ "پرانے تذکروں میں شاعروں کی زندگی اور شخصیت اور ان کے کلام کی مختصر سی تنقید بھی ہوتی تھی"[1] چنانچہ ہر تذکرہ میں دلؔ کی علمی و ادبی حیثیت پر مختصر ناقدانہ تبصرہ موجود ہے۔ مثلاً مربوط گو قابل (میر حسنؔ) صاحب استعداد و شاعر فصیح و بلیغ۔ در ادا بندی و معنی یابی یگانہ عصر۔ کلامش گہر ریز و در و آمیز۔ در غزل گوئی و قصیدہ و مثنوی وغیرہ قدرت تمام دارد۔ الحق کہ سرحلقۂ سخن وراں و مقبول و دل ہائے اہل دل است (شورشؔ)۔ شخص کامل۔ بے نیاز۔ بے ریا۔ عابد۔ با اثر۔ عاشق مزاج و بے خوف (ابوالحسن)۔ در تہوری و جرات یگانۂ عصر و در تکتہ رسی و ثابت خلاعۂ دہر (مبتلاؔ)۔ مردے کہنہ مشق و صاحب استعداد خوش اخلاق بود۔۔۔ (عشقیؔ)

---

[1] اردو تنقید پر ایک نظر (ص - ۴۱)

Marfat.com

اب خود دلؔ کا ایک نو یافت دیوان (قلمی) ہمارے ہاتھوں میں ہے دیکھیں اس سے ان کی حالات زندگی پر کیا روشنی پڑتی ہے۔ اور ان کی شخصیت کے خط و خال کتنے ابھرتے ہیں۔ ان کے کلام سے پہلی بات تو یہ ظاہر ہوتی ہے کہ دہلی و لکھنو کے اکابر شعرا، دردؔ۔ سوداؔ۔ اور میرؔ ان کے ہم عصر تھے اور ان سے دلؔ کے علمی و ادبی روابط بھی تھے۔ اگرچہ دہلی اور لکھنو میں اور بھی اساتذۂ فن موجود تھے لیکن دلؔ کہتے ہیں ؎

داد چاہے تو دلؔ اپنی یہ غزل وان پڑھنا
کہ جہاں درد ہو۔ سوداؔ بھی ہو اور میرؔ بھی ہو

بالخصوص میر تقی میرؔ کا تذکرہ ان کے اشعار میں بار بار آیا ہے ؎

لیئے گا جو میرؔ سے بھی دلؔ اپنی بھی غزل سنایئے گا
دلؔ میرؔ سے جا پوچھ یہ وہ شور زمیں ہے
پیدا ہو جہاں گل کی جگہ خار ہمیشہ

اس کے علاوہ میرؔ کے ایک مصرع پر اپنا مصرعہ بھی لگایا ہے ؎

دلؔ بقول میرؔ ابھی رو تا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

خود عظیم آباد کے ہم عصر شعرا مثلاً آرزو۔ بسملؔ۔ جوشش۔ مشتاقؔ اور نالاںؔ وغیرہ کے نام بھی انہوں نے لیئے ہیں جن کی تفصیل آئندہ باب میں آرہی ہے۔

دیوان میں کچھ اشعار ایسے بھی ہیں جن سے ان کے معاشی اور اقتصادی حالات پر روشنی پڑتی۔ ایک قطعہ میں انہوں نے میر وارث علی نالاںؔ کی مدح کی

Marfat.com

ہے ۔ نالاں ان کے گہرے اور بے تکلف دوستوں میں تھے ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کسی بدخواہ نے کسی وقت نالاں کو ان سے بدگمان کر دیا تھا۔ جس کا اثر ان کے دل پر بہت تھا اور ان کی "زندہ دلی" "آزردہ دلی" میں تبدیل ہو گئی تھی ۔ نالاں با اثر اور صاحب ثروت تھے اور جب دل گردش روزگار سے مالی مشکلات میں مبتلا ہوئے تھے تو نالاں کی دوستی اور حسن سلوک نے دل کو سہارا دیا تھا۔ نالاں ان کے یار و مددگار تھے ؎

تجھ سے امید نہ تھی اس قدر آزردہ دلی — بدگماں تجھ کو مگر جا کسی دشمن نے کیا
دور تھا یہ سخن آئین وفا سے تیرے — کہ جو بدگو نے کہا تو نے اسے سچ سمجھا
ہے یہ امید ترے دست کرم سے نالاں — قطعہ کا میرے ملے نقد ملاقات صلا

اس قطعے میں "نقد ملاقات صلا" کا فقرہ بتاتا ہے کہ نالاں نقد رقمیں دیا کرتے تھے ۔ دل نے بھی سعدی کی گلستان پڑھی تھی اور نالاں نے بھی ۔ اس زمانے میں سعدی کی گلستان ہی لوگوں کے اخلاق و کردار کی تشکیل کرتی تھی سعدی کا یہ شعر ان دونوں کا رہنما ہوگا کہ ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

(دوست وہی ہے جو پریشان حالی و درماندگی میں دوست کی دست گیری کرے)

دل نالاں کے دوست تھے اور پریشاں حالی و درماندگی میں تھے اس لئے نالاں دوست ہونے کا حق ادا کرتے تھے کہ یہی دوستی کا تقاضا تھا۔ لیکن کسی نے نالاں کے کان بھرے۔ کسی بات پر نالاں ان سے بدگمان ہو گئے جیسا کہ قطعے سے ظاہر

Marfat.com

ہے۔ اس پر دلؔ نے ایک قطعہ لکھ کر بھیجا۔ اس قطعے کی عبارت سے بھی دونوں کی دوستی اور بے تکلفی ظاہر ہوتی ہے۔ دلؔ جب بھی نالاںؔ کو کوئی خط نظم یا نثر کی صورت میں لکھتے ہوں گے تو اس میں اپنی ضرورت کا اظہار کرتے ہوں گے اور نالاںؔ ان کی ضرورت کے مطابق رقم ارسال کرتے ہوں گے۔ جو "دستِ کرم" کے لفظ سے ظاہر ہے۔ لیکن اس قطعے میں انہوں نے "شکوۂ بدگمانی" کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس وقت تمہارے "دست کرم" سے وہ مطلوب نہیں ہے جو بصورتِ نقد تم بھیجا کرتے ہو بلکہ "نقدِ ملاقات" مطلوب ہے، تاکہ ہم سنیں تو سہی کہ کسی بدگو نے تم سے کیا کہا۔ اور پھر یہ شکایت تم سے کریں کہ تم نے اسے سچ کیسے باور کر لیا۔ حسب ذیل اشعار میں بھی ان کا روئے سخن نالاںؔ ہی کی طرف ہے۔ دلؔ ان کو "میر صاحب" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ میر صاحب جو احسان ان پر کرتے تھے وہ عام معنوں میں احسان نہ تھا۔ خوش خیالانِ بہار کی یہ روایت بھی تھی کہ علم و ادب کے فروغ اور اہل علم و فن کی دل جمعی اور سکونِ خاطر کے لئے وہ اس طرح کا حسنِ سلوک کرتے رہتے تھے اور اس کو اپنے فرائض میں شمار کرتے تھے۔ دلؔ لکھتے ہیں ؎

زیادہ دن بدن ہو جاہ و حشمت میر صاحب کی
رکھے شرمندہ نت حاتم کو ہمت میر صاحب کی
دلؔ غربت زدہ کو آج اس آباد بستی میں
ملا سب طرح کا آرام دولت میر صاحب کی

ان دو شعروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ "میر صاحب" جاہ و حشمت کے مالک تھے

Marfat.com

اور فیاض بھی تھے۔ دلؔ نے دعا دی ہے کہ میر صاحب کی جاہ وحشمت میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو۔ "جاہ وحشمت" کا لفظ بتاتا ہے کہ میر صاحب کسی بڑے منصب پہ بھی فائز تھے۔

"دلؔ غربت زدہ" اور "ملاسب طرح کا آرام" سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ دلؔ اپنے خاندانی زوال کے بعد ان دنوں عسرت کی زندگی گزار رہے تھے یہ زمانہ بارھویں صدی کا شروع ربع آخر ہوگا۔ نالاں کا سن وفات ۱۱۹۵ھ[2] ہے دلؔ بھی سن پا چکے ہوں گے۔ نالاں اپنے آخری دور میں صنعت گر ہو گئے تھے۔ اور شیشہ گری کا پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ مبتلاؔ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ "بسبب عسرت در زمرۂ شیشہ گرانِ عظیم آباد بسری برد..." اس عبارت میں "در زمرۂ شیشہ گراں" ہونے کا سبب "عسرت" درج ہے۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس انقلابی دور میں دلؔ کی طرح وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کے مراتب و مناصب بھی زد میں آئے۔ لیکن اپنے آپ کو

---

[1] ۱۱۶۵ھ میں رام نرائن کے زوال اور انقلاب حکومت سے معاش کے دروازے بند ہو گئے تھے اور مجبوراً خاندانی روایات کو بالائے طاق رکھ کر اہل ثروت کی ثنا گوئی اور انکے آگے دست طلب دراز کرنا پڑتا تھا۔ جوشش بھی بسمل کی ایک غزل کا جواب لکھ کر صلے کے طالب ہوئے ہیں۔ (دیوان جوشش ص ۳۲-۳۱)

[2] نالاں کی وفات پر جوشش کا ایک قطعہ تاریخ ہے ؎

جوشش اس کی وفات کی تاریخ "میر وارث علی نالاں" ہے
۱۱۹۵ھ

Marfat.com

انھوں نے اس طرح سنبھالا۔ یقین ہے کہ اس پیشہ میں ان کو فروغ ہوا ہوگا۔ کیونکہ عظیم آباد کی شیشہ سازی اور پارچہ بافی وغیرہ کا دور دور شہرہ تھا[1]۔ یہاں کے بنے ہوئے شیشے کے برتن اور حقے بہت مشہور تھے۔ حقوں میں "بدری اور بلوری" بہت نفیس اور نازک ہوتے تھے۔ دربار دہلی کے نواب جاوید خان بہادر نے علی وردی خان۔ مہابت جنگ سے ایک بلوری حقے کی فرمائش کی تھی اور ایک عرض بیگی کے ذریعے نواب موصوف کی یہ فرمائش ناظم عظیم آباد۔ راجہ رام نرائن تک پہنچی تو تعمیل حکم کرتے ہوئے رام نرائن نے مہابت جنگ، کو جواباً تحریر کیا کہ اس وقت عظیم آباد میں شیشہ بنانے والے کاریگر خاطر خواہ حقہ بنانے سے معذور ہیں۔ شیشہ سازی کا سامان اس وقت ان کے پاس اچھا نہیں ہے۔ اگر "حکم آقامی شود" تو کاریگروں کی فراہمی کے لئے کچھ رقم دیدوں" پٹنہ کی "قلیان سازی" یا شیشہ گری کی سب سے مستند اور مستحکم تعریف و تحسین وہ ہے جو رائے رایان آنند رام مخلص شاگرد رشید عارف کامل میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی نے اپنی تصنیف "مرآۃ الاصطلاح" (۱۱۵۹ھ) میں کی ہے[2]۔ لکھتے ہیں:

پوشیدہ مباد کہ بہندوستان قلیان وغیرہ ظروف شیشہ در عظیم آباد پٹنہ خوب می شود و بہتر ازاں جائی دیگر نمی شود و سوداگران و تجار بتجملی از آنجا بشہرہای دگر بردہ می

---

[1] منقول از "فدوی۔ انکا عصر۔ حیات اور شاعری" (ص ۔ ۲۹) مرتبہ ڈاکٹر سید محمد حسنین (اسلم یہ راقم الحروف کے لڑکپن کے دلی دوست۔ ہم جماعت۔ ماہنامہ "معاصر" پٹنہ کی طباعت و اشاعت میں معاون و مددگار تھے خدا انھیں سلامت رکھے۔

[2] مرآۃ الاصطلاح تصنیف آنند رام مخلص ۱۱۵۹ھ (نسخہ عکسی ص ۴۲ الف)

Marfat.com

فروشند و منفعت بر می دارند۔ لیکن شیشۂ شیراز بمراتب ازان بہتر است و علاوہ از چندی در شاہجہاں آباد ہم ظروف شیشہ می سازند اگرچہ بدنمی شود لیکن بخوبی ظرف پختہ نمی باشد۔۔۔۔۔۔۔"

کلام دلؔ سے ان کی شخصیت کے بہت سے پہلو نمایاں ہوتے ہیں، ایک تو دنیاوی ہنگاموں سے بیزاری ملتی ہے۔ ترک علایق پسند کرتے ہیں اور عزلت نشینی اختیار کر لیتے ہیں ؎

دو عالم سے کیونکر نہ منہ پھیر لیے　　دلؔ اب زندگانی سے بیزار ہے

لفظ "اب" سے اس بات کا واضح اشارہ ملتا ہے کہ پہلے دلؔ کے دن اچھی طرح گزر رہے تھے اور "اب" حسرت اور پریشانی کے۔ ان کی تحریروں کا غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی بے اطمینانی اور زمانہ کی گردش نے اور ماحول کے اثرات نے ان کو خانہ نشین کر دیا تھا۔ اور انھوں نے لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دیا تھا، یہ بیان انہی کی زبانی سنئے ؎

دل جو ملتے نہیں کسی سے ہم　　لوگ کہتے ہیں کیمیا گر ہے

ان کے خیال میں ؎

سعی دنیا کی جتنی کم ہو دلؔ　　اتنا ہی دردِ سر نہیں ہوتا

لیکن یہ انداز صوفیانہ ہے۔ عمر کی پختگی نے ان کو حقائق سے آشنا کر دیا تھا۔ "سعی دنیا کی جتنی کم ہو دلؔ" بتاتا ہے کہ وہ "سراپا دلؔ" ہو گئے تھے۔ خود ان کا نام "مایلؔ" بھی ان پر اثر انداز ہوا ہو گا۔ وہ عابد اور عارف ہو گئے تھے۔ بہرحال ان کا یہ مصرعہ کہ "دلؔ جو ملتے نہیں کسی سے ہم" ترک دنیا نہیں

Marfat.com

بلکہ "کم آمیزی" ہے ۔ انھیں کا شعر ہے ؎

عبارت ترک ہے جس سے وہ دل ہی کا تعلق ہے
گدا بھی در نہ اسباب جہاں سے کیا نہیں رکھتے

وہ اسباب جہاں سے غافل نہیں تھے ۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے اندر استغنا پیدا ہو گیا تھا ؎

ہاتھ اپنے آگیا جب نقد استغنائے دل پھر کمی کس چیز کی سب کچھ مہیا ہے مجھے

صوفیانہ اثرات آدمی کو اک ذرا کم آمیز بنا دیتا ہے ۔ وہ عسرت سے دوچار ضرور تھے مگر فکر سر و ساماں سے خالی نہیں تھے جو دیکھتے ہیں کہ ؎

دل یہی بے سر و سامانی ہے سامان اپنا کب تلک رہیے گا فکر سر و سامان کیے ہوئے

تصنیف و تالیف اور شعر و شاعری ان کا محبوب مشغلہ بن گیا تھا جس سے وہ اپنی افسردگیٔ دل کو دور کرنے کی صورت نکالتے تھے ؎

سامنے ہے اس دل افسردہ کے گلشن میں گل طبع موزوں نے مری مجھ کو غزل خواں کر دیا

اور اس غزل خوانی میں تصوف کی آمیزش تھی ۔ صوفی اگر صحیح معنوں میں صوفی ہو تو وہ صاحب عمل اور صاحب پیام ہوتا ہے ۔ دل ہمیں صحیح معنوں میں صوفی نظر آتے ہیں ۔ اُن کے کلام میں عمل کا پیغام موجود ہے ۔ وہ یاس و نومیدی سے بیزار ہیں اور ہمت و جرأت اور حوصلہ و امید سے سرشار ۔ جس کے اندر یہ باتیں ہوں وہ بے عمل نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ وہ طرح طرح سے جذبۂ عمل کو اُبھارتے ہیں ۔ لیکن تغزل کے دائرے کے اندر رہ کر ؎

دنیا میں خوشی کی دل کیا قدر سمجھتے ہم خالق نے اگر غم کو پیدا نہ کیا ہوتا ۔

Marfat.com

ہم سے افتادگی کا ہی سنبھلنا ہے پہاڑ
ہے کہاں طاقت اٹھاویں دردِ سر تعمیر کا

جذبِ بوالہوساں کو چرخِ بیداد گراں سے
جیتا تو نہ ہرگز دلِ ناکام نکلتا

ایک فرقت سے جی چراتے ہیں
ورنہ کیا ہم سے ہو نہیں سکتا

آخر کو فصلِ گل میں بلبل نے اپنی جرأت
صیاد کو دکھا دی منہ توڑ کر قفس کا

زندگی کے نقد کو کھوتا ہے کیا
غافلوں کی نیند تو سوتا ہے کیا

سایۂ بام کہیں دامِ اجل ہے اے دل
آسماں کے تلے مت سو یو غافل ہو کر

کیا اسیری تھی کہ مدت ہوئی چھوٹے لیکن
بال و پر میں نہیں پرواز کا مقدور ہنوز

کانٹوں کی یہ بہار ہے، صحرا کی یہ غذا
کیوں ہیں مرے یہ آبلۂ پا گرفتہ دل

اور ان کی افتادِ مزاج بھی ان اشعار میں جھلکتی ہے ؎

چھوڑنے دیتا نہ کارِ ناتمام
دل اگر ہوتا رفیقِ کوہکن

گلی میں تری کچھ تو کر جائیں گے
نہ کچھ چل سکے گا تو مر جائیں گے

نہ مطلوب دنیا نہ مقصود دیں ہے؟
تری بے نیازی پہ دل آفریں ہے

جیتے رہے تو اپنی سیہ بختیوں کا ہم
لیویں گے انتقام کبھی روزگار سے

دل درد ہو تیغِ جفا کارِ یار سے
مہلت طلب نہ کیجیو تو روزگار سے

در تک تو بے وفا کے دل اک بار جایئے
اپنے نصیب کو بھی ذرا آزمایئے

دل کی وفات کا ذکر کسی تذکرے میں نہیں ملتا۔ البتہ ان کی موت کا علم پہلے پہل تذکرۂ عشقی سے ہوتا ہے۔ اس کا زمانۂ تصنیف ۱۲۰۵ھ سے ۱۲۳۰ھ ہے۔ ان کی وفات اسی زمانہ میں ہوئی ہوگی۔ ایک بات اس ضمن میں اور قابلِ غور ہے کہ مصحفی نے اپنا تذکرہ ۱۲۰۹ھ میں مکمل کیا ہے اور دل کو زندہ

Marfat.com

لکھا ہے۔ لیکن محض اس بنا پر کہ ان کا شمار زندوں میں ہوا قابلِ ذکر نہیں ہو سکتا زیادہ توجہ طلب یہ ہے کہ دلؔ کی وفات جوشؔ سے قبل ہوئی یا بعد؟ جوشؔ نے نالاںؔ اور مشتاقؔ کی تاریخ وفات کہی ہے۔ کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے حقیقی بھائی محمد عابد دلؔ کی تاریخ وفات نہ کہتے۔ جبکہ دلؔ نے اپنے کلام میں ان کو نہ صرف یاد ہی کیا ہے بلکہ بڑی تحسین کی ہے۔ دونوں بھائیوں میں بڑی محبت تھی۔ گرسین دتاسی نے یہ تو لکھا ہے کہ دلؔ کا انتقال پٹنہ میں ہوا لیکن کسی ماخذ کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

Marfat.com

دلؔ کے بعض ہمعصر شعراء

عظیم آباد میں شعر و شاعری کا چرچا عام تھا۔ پٹنہ میں باکمال شعراء موجود تھے اور ان کی سخن سنجی کا شہرہ تھا۔ بارہویں صدی کے ربع ثالث میں اور اس کے بعد فغاںؔ۔ ضیاءؔ۔ غمگینؔ۔ بسملؔ وغیرہ آئے [1]۔ یہ سب کے سب دلؔ عظیم آبادی کے معاصر ہیں۔ دلؔ نے اپنے اشعار میں کسی نہ کسی پہلو سے معاصر شعراء کو یاد کیا ہے۔ جن میں میر تقی میرؔ۔ خواجہ میر دردؔ۔ میرزا رفیع سوداؔ۔ اشرف علی خاں فغاںؔ کوکلتاش۔ بسملؔ۔ نالاںؔ۔ آہؔ اور خود ان کے بھائی جوششؔ کے نام شامل ہیں۔ جن کا حال صرف تذکروں میں ملے گا۔ لیکن دیکھئے کہ وہ دلؔ سے کتنے قریب تھے۔ اور دلؔ نے ان کو کس طرح یاد کیا ہے:

آہؔ۔ تخلص میر مظفر علی۔

پڑھے یہ آہؔ کا مصرع مکرر تیری خدمت میں
اگر کانوں کو بھاتی ہوں دلؔ بیتاب کی باتیں [2]

(۱) تذکرہ ریاض الوفاق! مصنفہ ذوالفقار علی مستؔ مرتبہ ڈاکٹر خیام پوری
آہ: میر مظفر علی۔ شاخسار وجود دلؔ نہال بردمند۔ حدیقۂ بلاغت

---

[1] یادگار عشق مرتبہ ثاقب عظیم آبادی (ص ۲۶ - ۲۵)

[2] صفحہ دیوان صہ ۸۳

Marfat.com

از گل زمین قصبۂ پھلواری گل کردہ و آہ تخلص می کنند .....

(۲) اعیان وطن : مصنفہ حکیم محمد شعیب پھلواروی (ص۔ ۲۲۸)

منظفر علی آہ

"سنہ ۱۲۰۰ھ میں حضرت ملا وحید الحق ابدال کے انتقال کے بعد حضرت مولانا احمدی قدس سرہٗ مدرسہ جنیدیہ میں مسند درس پر بیٹھے اور مستقل طور پر مدرسہ مجیبیہ میں بھی درس دینے لگے۔ آپ نے چند طبقہ علما کو پڑھایا۔ طبقۂ اولیٰ میں حضرت شیخ العالمین شاہ محمد نعمت اللہ قدس سرہٗ کے تین صاحبزادگان حضرت مولانا شاہ ابو الحسن فرد۔ مولانا شاہ ابو تراب آشنا۔ مولانا شاہ محمد امام جنون اور مولانا محمد علی[1] بن مولانا شمس الدین ابو الفرح طلعت، مولانا ابو الفضل مولانا منظفر علی آہ۔ مولانا اشرف علی ان حضرات کا فاتحہ فراغ مدرسہ مجیبیہ میں سنہ ۱۲۱۱ھ سے سنہ ۱۲۱۴ھ تک مسلسل ہوتا رہا۔

بسمل :۔ میر جبار علی

لکھی تھی دل کو غزل اس زمیں میں بسمل نے جو کلک فکر نے اس کو لکھا جواب شتاب

صد ۳۴

(۱) تذکرۂ شورش

بسمل۔ میر جبار علی، بسمل تخلص[2] از رئیسان ضلع چنار است۔ نجابت و

---

[1] مولانا محمد علی کے والد مولانا شمس الدین ابو الفرح طلعت ہمعصر ہیں، مولانا شاہ نور الحق تپاں کے اور یہ دونوں شاگرد ہیں ملا وحید الحق ابدال کے۔ ملا وحید الحق کا انتقال سنہ ۱۲۰۰ھ میں ہوا۔

[2] اس زمانے میں اس تخلص کا ایک حبشی شاعر سیدی حمید بھی پٹنہ میں تھا دیوان جوشش (ص ۳۲)

Marfat.com

شرافت از دود دمانش پیدا - درنثر نویسی سلیقہ تمام دارد - کلامش خالی از کیفیت نیست - ہر چند توجہ بمشق سخن ندارد لیکن مشاق معلوم می شود - مضامین را بہ آئین شائستہ و بطرز پسندیدہ می بندد - اجزائے چندکہ بدست خاطر بطریق انتخاب نوشتہ قریب ہفتصد شعر دارد -

(۲) مسرت افزا

میر جبار علی بسمل تخلص - چنار گڑھ علاقۂ صوبۂ الہ آباد کے رہنے والے - وہ جامع فضائل ہیں اور تمام اچھائیوں میں کامل - ان کے شوق آمیز اشعار کی آبداری - عاشقوں کے دلوں کو بسمل بناتی ہے - اور ان کے ملاحت آمیز کلام کی مٹھاس سننے والوں کے دلوں میں عشق کی آگ روشن کر دیتی ہے ؎

تو ہو مجھ پاس یہ نصیب کہاں　　تو کہاں اور یہ غریب کہاں

(۳) گلشن سخن

میر جبار علی بسمل از رئیسان ضلع چنار گڑھ - نجابت و شرافت خاصہ دود مان اوست در نثر سلیقہ دارد و نظمش بسیار با کیفیت - مضمون را بہ آئین شائستہ می بندد - صاحب دیوان است ؎

اڑ گئی نیند ایک عالم کی　　رات بسمل تری کہانی سے

(۴) تذکرۂ عشقی :-

بسمل تخلص - اسمش سید جبار علی از نجبائے چنارہ است طبعش بطرز ادا بندی و واردات میل تمام دارد - غرض کہ کلامش خالی از مذاق درد و چاشنی حلاوت نیست - می گویند کہ در فن انشا پردازی نیز مہارتے بہم رسانیدہ مطلب را

Marfat.com

بحسن بیان ادا می نماید ۔

(۵) تاریخ ادب ہندوستانی ۔

بسمل ۔ میر جبر علی

وہ الہ آباد کے صوبے میں چنر گڑھ کے رئیس تھے جب سرور اپنا تذکرہ لکھ رہے تھے تو وہ بقید حیات تھے ۔ وہ ایک طویل عرصہ تک عظیم آباد میں مقیم رہے بعد میں بنارس (جسے مسلمان محمد آباد یا اسلام آباد کہتے ہیں) چلے گئے تھے، جہاں وہ مہاراجہ چیت سنگھ کے مدار المہام مقرر ہو گئے تھے ۔ ۱۱۹۶ھ / ۱۷۸۱-۸۲ء میں ابراہیم کوان سے ملنے کا وہیں اتفاق ہوا تھا ۔ وہ بہت ہی نرم دل ۔ ذہین اور آزاد شخص تھے ۔ اور اس دور کے شعراء میں انھیں ایک بلند حیثیت حاصل تھی ۔ انھوں نے ایک دیوان لکھا ہے ۔ ابراہیم ۔ لطف اور محسن نے اپنے تذکروں میں اس دیوان کے متعدد صفحات کو نقل کیا ہے ۔

فغاں ۔ اشرف علی خاں

دل یہ غزل کہی ہے فغاں کی غزل کو سن
پڑھنا ہے کہ قافیے ہم اور کر لیے

(۱) تذکرۂ شورش صفحہ ۱۴۷

فغاں ۔ مرزا اشرف علی خاں ۔ متخلص بہ فغاں ۔ مقیم اردوے معلے است ۔ نسبت شاگردی بخدمت مرزا ندیم دریافت نشد ۔ از چند سال بہ عظیم آباد آمدہ بسنگامہ شعر و شاعری گرم ساختہ ۔ مثنوی ہائے بخوب گفتہ ۔ غزل و قصیدہ و مخمس و مرتبہ مطلعہ و رباعی ہم بطبع ملاحت تمام می گوید ۔ غرض گفتگوے شستہ و رفتہ دارد

سلہ گلزار ابراہیم ۔ گلشن ہند

Marfat.com

معرکہ آرائی ، میدان فصاحت سزا دار ادست ۔ در لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی یگانہ زمانہ ویکتہ از روزگار است ۔ کلیاتش قریب دو ہزار شعر بنظر در آمدہ ۔

(۴) مسرت افزا :

اشرف علی خاں ۔ فغاں تخلص ۔ محمد شاہ نور اللہ مرقدہ کے لڑکے احمد شاہ کے دودھ شریک بھائی تھے ۔ اس لئے کوکہ خاں کے نام سے مشہور ہیں ۔ حاضر جوابی لطیفہ گوئی ، ہزل سرائی اور سخن میں اتنے مشہور ہیں کہ ان کی تعریف محتاج بیان نہیں ، ہزل گوئی کی مجلسوں میں ادباشانِ اطراف ان کے ملاحت آمیز کلام سے مثالیں پیش کرتے ہیں ۔ بدیہہ گو ظریف انہیں شیوۂ ظرافت اور خوش طبعی میں استادِ فن اور بے بدل سمجھتے ہیں ۔ زبان آور سخنوروں کے علم میں انھیں بہت قابل اور مجلس آرائی کے سلیقہ میں بے مثل سمجھتے تھے ۔ وہ اپنے آپ کو اس فن میں بہت بلند سمجھتے تھے اور خود کو اشرف شعراء و ابلغ ظرفا کہتے تھے ۔ ان کے عہد کے لوگ ان کی ہجو گوئی سے فغاں کرتے تھے اور سرداران وقت ان کی بے روائی سے بہت ڈرتے تھے ۔ رنگین اشعار کے مضامین سے ان کی نزاکت طبع اور حسن ادا ظاہر ہے اور دلچسپ و خوش آئین الفاظ سے ان کی لطافت ذہن اور ملاحتِ فکر ہویدا ہے ۔ خود کہتے تھے کہ میں خوش طبعی اور ستم ظریفی میں دہلی سے لے کر عظیم آباد تک کبھی کسی ظریف و بذلہ گو سے ہارا نہ شرمندہ ہوا ۔ ہاں ایک دفعہ ایک ایسی گانے والی سے شکست کھائی ہے جسے ہرگز خود آرائی کا سلیقہ نہیں تھا ۔ اور سخن سرائی کا شعور بھی نہیں رکھتی تھی ۔ ایک دن ایک مجلس میں بہت سے ظریف تھے ۔ میں سخنہائے لطیف اور بذلہ ہائے ظریف سے حاضرین مجلس کو خوش کر رہا

Marfat.com

تھا۔ اور گانے والیوں کو جو مجلس میں حاضر تھیں اور حاضر جوابی پر آمادہ تھیں ۔ ہر بات پر شرمندہ کر رہا تھا۔ اچانک اس گروہ کی ایک عورت جو بے شعوری میں مشہور تھی ۔ وہاں آئی ۔ جب لب فرش تک آئی تو چاہتی تھی کہ پیروں سے جوتیاں اُتار کر مجلس میں آئے ۔ اتفاقاً ایک جوتی اس کے دامن سے لپٹ گئی اور نا دانستگی میں وہ فرش پر آگئی ۔ میں نے بطور مزاح اور ستم ظریفی حاضرینِ مجلس کی طرف اشارہ کر کے کہا ۔ دوستو! دیکھو، بی بی صاحبہ جب کسی مجلس میں جاتی ہیں اپنے جفت کو جدا نہیں کرتیں ۔ ساتھ لاتی ہیں ۔ وہ کافی شرمندہ ہوئی اور ہاتھ جوڑ کر کہا "بجا ہے ۔ کنیز کا یہی حال ہے لیکن آپ جب محفل میں رونق افروز ہوتے ہیں تو اپنے جفت کو خدمتگاروں اور خواصوں کے حوالے کر کے آتے ہیں ۔ انصاف کیجئے کہ حق بجانب کون ہے ؟"

یہ جواب سن کر میں بہت خجل اور شرمسار ہوا ۔ اور مجھے کوئی جواب نہیں بن پڑا ۔ لیکن از روئے منصفی میں نے اس کی بدیہہ گوئی کی تعریف اور اپنے قصور کا اعتراف کیا"۔ فغاں شاہجہاں آباد کے رہنے والے ہیں ۔ جب امرائے ناعاقبت اندیش نے احمد شاہ بادشاہ کو اندھا کیا اور احمد شاہ درّانی کے اس شہر پر آنے پر بھگدڑ مچی تو انھوں نے بھی ترک وطن کیا اور عظیم آباد پہنچے ۔ اس کے لوگوں نے کمال قدر شناسی کی وجہ سے انھیں معتنم جانا اور ان کے حال پر مہربانی کی ۔ یہاں تک کہ وہاں کے ناظم کی سرکار میں انھیں اقتدار کلی حاصل ہو گیا اور اپنے کمال کی وجہ سے وہاں کے خواص و عوام میں بہت مقبول ہو گئے ۔ الغرض جب تک زندہ رہے ۔ بہت اچھی طرح رہے ۔ کچھ سال پہلے انتقال کر گئے

Marfat.com

اسی شہر میں مدفون ہوئے[1]۔ فارسی غزل بھی بہت اچھی کہتے تھے لیکن ریختہ میں انھیں مہارت کلی تھی۔ ان کا دیوان ریختہ مشہور ہے۔ ابتدا میں قزلباش خاں امید کی خدمت میں مشق سخن کی۔ آخر خود اپنی جودت طبیعت اور کثرت مشق سے اس فن میں استاد ہو گئے۔

(۲) معیار الشعراء :-

اشرف علی خاں فغاں کوکلتاشِ بادشاہ جم جاہ احمد شاہ نور اللہ مرقدہ و فرزند ارجمند حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ۔ مرد عمدہ روزگار و خوش معاش و با حیا و صاحب شخصیت بود در مقامیکہ افاغنہ ابدالی از دہلی بر خاستہ بدیار شرقیہ سکونت ورزیدہ دراں نواح باسرآمدان وقت موافق گشتہ بخوبی و کامرانی ایام نیک فرجام بسر برد۔ دیوانی بکمال جودت طبع و متانت مضامین از و بر صفحہ ایام بی قیام ثبت افتادہ۔ شاعر مسلم الثبوت معلوم افتاد۔ از شاگردان قزلباش خاں امید بود۔ بہر دو زبان سخن سنجی ساخت۔

---

[1] فغاں کا مزار دلی پورہ میں (جو عام طور پر دھول پورہ کہا جاتا ہے) شیر شاہی مسجد کے اس طرف واقع ہے۔ پختہ قبر پر سرہانے سنگ موسیٰ کی لوح لگی ہوئی ہے جس پر نہایت خوش خط نستعلیق حروف میں یہ قطعہ کندہ ہے۔

کوکہ خاں آں بہار بارغ سخن — سوئے خلد بریں ز دنیا رفت
کرد مفتوں چو فکر تاریخش — گفت ہاتف سرور دلہا رفت

"رجوع ہوں ٹپہ ہائے شعرا کے مزارات" از فصیح الدین بلخی۔ معاصر حصہ ۳ (ص ۷۹)، ۱۱۸۶ھ

Marfat.com

(۴) مجمع الانتخاب :-

فغاں تخلص۔ اشرف علی خاں نام ۔ کوکر احمد شاہ بادشاہ مشہور است ۔ باعثِ اشتہار احتیاج بیان نیست ۔ از شاہ جہاں آباد در عہد نواب شجاع الدولہ بہادر سکونت ورزیدہ بود۔ ہمیں جا انتقال نمودہ ۔

(۵) تذکرہ بے جگر.

فغاں اشرف علی خاں کو کہ دہلوی است کہ ہر کلمہ از کلام دلوا انگیزش چوں خدنگ نالہ و فغاں رخنہ انداز سینہ کوہ و ہر شعرے از اشعار دقت آمیزش مانند شمشیر ابروے خوباں جگر شگاف عاشقاں سراپا اندوہ مصرعے کہ فکر دل خراشش لا بسر غم از پہلوئے دل از جاں ہزاراں نہ کشیدہ و بیتے بہ سلک نظم کشیدے کہ بہ کسے تلاش دے زخم دل افگاراں نریختے ۔ غرضکہ مانند تخلص خود خیال عاشقانہ و مقال دردمندانہ داشت لبسفائی و خوش آدائی می گفت ۔ نسبت شاگردی را بہ علی قلی ندیم می رساند۔ چنانچہ خود می گوید :-

ہر چند اب ندیم کا شاگرد ہے فغاں دو دن کے بعد دیکھیو استاد ہوئے گا

بہ قول صاحب تذکرہ طبقات سخن در عہد احمد شاہ بن محمد شاہ بسبب میر فاقر در رضاعت کہ والدہ ماجدہ اش آں والا جاہ را از شیر جاں سپر پرورش داده بود بر منصب پنج ہزاری رسید و بر دانیے در اوائل عہد بادشاہ موصوف دیعت ۔ بسبب عدم اتفاق شاہ از شاہ جہاں آباد متوجہ پورب شدہ ۔ اول بسوہاد رو شناخت و معرفت پسر میر محمد نعیم بوسیلہ ہم مکتبی و ہم درسی با نواب شجاع الدولہ بہادر نیشاپوری پیوست تا کہ یکے از بار یابان محفل خاص گردید۔ ہمان زمانہ

Marfat.com

روزے نواب وزیر در عالم اختلاط دستش را به فلس سوختند۔ او آن وقت سوائے اینکہ دیدہ پُرآب شدہ خاموش ماند۔ نزیرے ندید مگر آنکہ ہمیں معنی آزردگی برداشتہ بعد چندے در سنہ یک ہزار و یک صد و ہفتاد ہجری بطرف عظیم آباد رفتہ از راجہ شتاب رائے کایتھ ناظم صوبہ بہار توسل جست۔ چوں فلس خوردنش بدست نقطہ در تذکرہ مصحفی مسطور است، واللہ اعلم کہ قول او رد بہ صداقت دارد یا نہ۔ المحاصل کہ راجہ معزالیہ بہ مقتضائے قدردانی بہ خوب ترین وجہ متکفل معاش دے بودہ در رفاقت خود کشید و نیز بوساطت او سوائے خطاب ظریف الملکی از حضور شاہ عالمپادشاہ درایافت کہ بلدہ الہ آباد مضرب خیام اقبال بود۔ فرو سود بہ بندر یق آل تمنا حصول کردہ بہ فارغ البالی اوقات رامی گذرانید۔ امرا و اعزائے آں شہر باو بہ سلوک مراعات پیش می آمدند و عزت و خاطرداری اش از ہمہ مقام می داشتند۔ ہنوز اولاد امجاد آں اشرف الزماں کہ در عظیم آباد موجود اند بہ ہماں معاش بعید زندگانی می مانند۔ از تذکرہ حسین قلی خاں عظیم آبادی منقول است کہ خان مذکور بہ تقاضائے شگفتہ مزاجی۔ کمال ظرافت و مزاح بر مزاج داشت۔

نو بتے مکان پختہ برائے سکونت خود بنا نہادہ احباب را ضیافت کرد و دراں روضتہ الاحباء عند الاذکار بر زبان آورد کہ اگر ایام نشان خود بر مکان تعمیر نمودہ اند چہ خوش باشد۔ تا معلوم شود کہ مکان فلانے است۔ خدمتگارے کہ حاضر بود دست بستہ بہ عرض رسانید کہ نشان مکان بخاطر خدد می خوب رسیدہ۔ چوں اجازت تعریف یافت۔ گفت کہ بالائے دروازہ "دولپستان" بسازید تا بندگان

Marfat.com

بدانند کہ۔ کان کوکہ اشرف علی خان است ۔ خان و حاضرین بخندہ درآمدند و اورا انعام دادند۔ طبع موزونش بطرف ریختہ متوجگی داشت و کمتر بہ فارسی۔
(۹) تذکرہ فارسی گو شعرائے اردو۔[1]

اشرف علی خاں فغاں خلف مرزا علی خاں نکتہ برادر رضا علی احمد شاہ ابن محمد شاہ سلطان دہلی بود و بہ خطاب کوکہ خاں سرفرازی داشت (گلشن سخن ۱۷۹) نسبت شاگردیش بہ مرزا علی قلی ندیم کہ شاعرا یہام گو گذشتہ می رسد۔ (دستور الفصاحت ۶۶) در شعر فارسی اصلاح سخن از قزلباش خاں امیدی گرفت (چمنستان شعرا ۴۸۴) اشعار ہندی و فارسی بہ ردیف می گفت (سفینۂ ہندی ۱۵۸) در زمان احمد شاہ بادشاہ بہ منصب پنج ہزاری داشت و بعد انقضائی زمان دولتش بہ رنجش وزیر الملک نواب غازی الدین خاں بہ خواری تمام از شہر برآمد (مخزن نکات ۱۵۹) بہ صوبۂ اودھ رسید (گلشن سخن ۱۷۹) بہ معرفت میر محمد نعیم خاں کہ ہم مکتب ایشان بود بہ ملازمت نواب شجاع الدولہ بہادر رسید و یکی از مقربان گردید۔ (تذکرہ ہندی ۱۶۰) چندی در آں دیار توقف ورزید (گلشن سخن ۱۷۹) در میان نزدیکی روزی نواب وزیر دستش را در عالم اختلاط بر نفس سوختند آب در دیدہ گردانید و ہیچ نہ گفت و آخر بہ ہیں حکمت آزردہ شد بہ طرف عظیم آباد وارد شد (نشتر عشق ۵۲۱) در آں جا بہ فاقت راجہ شتاب رائے بہادر بسر می برد (سفینۂ ہندی ۱۶۰) و بہ وساطت وی خطاب ظہیر الملک از حضور شاہ عالم بادشاہ مغفور گرفت ہنگام

---

[1] تذکرہ فارسی گو شعرائے اردو تالیف عبدالرؤف عروج ۔ بمناسبت شش دو ہزارد پانصد سالہ جشن ہخامنشی ایران ۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء ص ۲۸ ۔ ۳۷)

Marfat.com

وراله آباد رونق پذیر بودند یافت (نشتر عشق ۵۲۱) روسائی آن شهر او را گرامی
داشتند و خان مذکور جاگیر به ال تمغه حاصل نموده (گلشن سخن ۱۷۹) گویند خان
مذکور کمال شگفته مزاج بود واز بس ظرافت و مزاح برخاطر داشت - نوبتی مکان پخته
برائی سکونت خود بنا نهاد و بعد تیاری آن احباب را ضیافت کرد و در آن مجلس
عند الاذکار برزبان آورد کی خواهم کدام نشانی بر مکان درست سازم تا از آن دریافت
می شود که مکان فلانی است - خدمت گار خان مذکور استاده بود دست بسته عرض
کرد که نشان مکان به خاطر فدوی خوب رسیده است - چون خان استفسار کرد گفت
بالائی دروازه دولپستان به سازند تا مردمان دریافت کنند که این مکان اشرف علی
خان کوکه است - خان و حاضرین به خنده درآمدند و وی را انعام نمودند (نشتر
عشق ۵۲۱) - درسال یک هزار و یک صد و هشتاد و هشت هجری به رحمت حق
پیوست - و در تذکره آتشکده آذر مدفون شد - سرو دل ها رفت " تاریخ وفات
اوست (تذکره عشقی (۱۰) وضع ظریفانه دارد - به مقتضائی مرابطت روحانی
با ارباب سخن گرم می جوشد و سر رشته اختلاطی می نماید (تذکره گردیزی ۱۲۱) - کلیات
اش در هزار بیت دیده شد اکثر سخن هائش تازه مضمون است (تذکره میر حسن ۱۱۴)
درسال ۱۹۵۰ مسیحی دیوان[1] ریخته اش از انجمن ترقی اردو دهلی مرتب و مشتهر شده -

---

[1] (۱) دیکھئے ، " دیوان فغاں کا قلمی نسخہ " مرتبہ راقم الحروف - مہر نیمروز - دسمبر
جنوری ۱۹۷۰ء (ص ۲۸ - ۱۷)

(۲) دیوان فغاں کا ایک قلمی نسخہ مملوکہ رائے شیام بہادر - سیڑھی گھاٹ ، دیوان

(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

میر تقی میر

(۱) دل بقول میر اب ہی روتا ہے کیا — آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا صفحہ ۲۸

(۲) اپنی بھی غزل سنائے گا — ملے گا جو میر سے کبھی دل صفحہ ۳۲

(۳) کہ جہاں درد ہو سودا بھی ہوا میر بھی ہو — داد چاہے تو دل اپنی یہ غزل وہاں پڑھنا

(۴) پیدا ہو جہاں گل کی جگہ خار ہمیشہ — دل۔ میرے جا پوچھ یہ وہ دشوار زمیں ہے

میر تقی میر کا ترجمہ تقریباً تمام تذکروں میں ملتا ہے۔ متعدد کتابیں، مقالین تنقیدی و تحقیقی مقالے ہر روز مطالعے میں آتے رہتے ہیں۔ سال پیدائش اور سال وفات بھی ملتی ہیں۔ البتہ انکی تاریخ وفات کے سلسلہ میں قاضی عبدالودود صاحب کا مقالہ "میر تقی میر - معیار - پٹنہ سٹی ۱۹۳۶ء ص ۱۸) قابلِ توجہ ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ "میر صاحب کے سال وفات کا عام طور پر علم ہے لیکن بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ کون کس مہینے۔ کس تاریخ میں ان کا انتقال ہوا۔ اس اطلاع کے لئے ہم احمد شاہ۔ دامادیہ۔ انشاء کے متعلق ہیں ان کے کلیات فارسی میں ایک مفصل سے زیادہ کی عبارت ہے جس کے ہر فقرے سے میر کا سال وفات نکلتا ہے۔ ایک فقرہ جس کی داد نہیں تسلی نے

بقیہ نوٹ ۱:- پٹنہ سٹی راقم الحروف کی نظر سے گذرا ہے۔ رائے شیام بہادر اور راقم الحروف بانکی پور کے اسکول رام موہن رائے سیمنری کے طالب علم تھے۔ میٹرک ہم دونوں نے اسی اسکول سے کیا تھا۔ اور ہم دونوں میں بڑی دوستی تھی۔ رائے شتاب رائے میرے دوست رائے شیام بہادر کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ اور فخراً انھیں رائے شتاب رائے بہادر کہتے تھے۔ رائے شتاب رائے کے گھرانے میں آخر آخر وقت تک اردو فارسی کا چرچا تھا۔ مسلم تہذیب انھیں ورثے میں ملی تھی۔

Marfat.com

ملی تھی۔ یہ ہے: "سنہ یکہزار و دو صد و بیست و پنج ہجری"[1]۔ آخر کے دو فقروں سے سن کے علاوہ مہینہ، دن، تاریخ، سب معلوم ہوتے ہیں۔ "فقرہ اول بلہجۂ فارسی صاف "دل آیا"[2] ۱۲۲۵ یوم الجمعہ دبست دیکم از مہ شعبان ۱۲۲۵۔ فقرہ ثانی بزبان پاکیزہ زبان ہند ۱۲۲۵۔ جمعہ کا اچھا روز اور اکیسویں ماہ شعبان کی ۱۲۲۵"

نالاں :۔ میر وارث علی

اگر مشتاق ہے تو جوشش و نالاں کی تعیں کا — تو کر مضمون ترا ے دل مرے دیوان کی خاطر

(۱) تذکرہ شورش :

نالاں دیگر شاعر خجستہ بیان میاں محمد وارث نالاں ساکن عظیم آباد۔ فرزند حضرت میر سید راستی قدس سرہ۔ مردیست بکار خود فہمیدہ و سنجیدہ در محفل مشاعرہ بلاناغہ بروز جمعہ تشریف می آورد۔ و غزل طرحی بوجہ احسن می فرمود۔

(۲) مسرت افزا :

محمد وارث نالاں تخلص۔ ساکن عظیم آباد۔ رنگین اشعار کے وارث ہیں اور رموز خوش آئینی سے واقف ہیں۔ ان کا کلام سننے والوں کے دلوں کو مبتلائے نالاں

---

[1] قتیل نے جس فقرے کی داد دی ہے وہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ پوری عبارت میں سنہ کا تذکرہ موجود ہے لیکن اس عبارت کے حروف کے اعداد کو ابجد کے قاعدے سے شمار کریں تو ۱۲۲۵ھ نکلتے ہیں۔

[2] کاتب کی غلطی سے اس فقرہ میں کوئی لفظ ایسا رہ گیا ہے جس سے ۱۹۰ عدد ۱۲۲۵ھ سے کم ہوتے ہیں باقی اور فقرے سب وہ ہیں جن سے ۱۲۲۵ھ کے عدد نکلتے ہیں۔

Marfat.com

کردیتا ہے۔ اور ان کے اشعار حاسدوں کے دل کو پریشان کر دیتے ہیں .....

اشعار ریختہ میں اس سے بہتر بہت کم شعر سننے میں آئے ہیں لیکن یہی شعر محمد عابد دلؔ کے نام سے اس انداز سے سُنا گیا ہے ؎

آوے اگر پسند تمھیں یہ مکانِ چشم وہیں نکل کھڑے ہوں مرے مہمان چشم[1]

اللہ جانے کس کا ہے۔ شاید توارد ہوا ہو۔ نقل کرنے والے کی غلطی ہو۔ تحقیق کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

(۳) گلشن سخن :۔

میر وارث علی نالاںؔ۔ از نازک خیالان عظیم آباد است خلف میر ارزانی بہاری۔ بسبب عسرت در زمرۂ شیشہ گران عظیم آباد بسر می برد۔ قبل ازیں چندے بخدمت اشرف علی خاں فغاںؔ حاضر می شد و خان مذکور نی الجملہ بحال او می پرداخت۔ در سخنوری دستگاہ خوب دارد۔ دیوانش یک ہزار و چار صد بیت بہ نظر رسیدہ .....

(۴) گلزار ابراہیم :

نالاںؔ۔ عظیم آبادی میر وارث علی خلف میر ارزانی۔ موطنش قصبہ بہار است اما مکث در عظیم آباد اختیار کردہ بسر و اری شیشہ گران اعتبار دارد۔ جوان سنجیدہ اطوار از تربیت یافتگان مرزا اشرف علی فغاںؔ ست۔ الحال کہ سال یک ہزار و یک صد و پنج ہجری در ہماں بلدہ بسر می برد۔

(۵) تذکرۂ عشقی :۔

نالاںؔ تخلص موسوم بہ میر وارث علی۔ مردے خلیق و سنجیدہ وضع و جوانے

---

[1] پیش نظر قلمی دیوان دلؔ نیز تذکروں میں بھی یہ شعر راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزرا۔

Marfat.com

خوش خلق، دین دار، پاکیزہ طبع از ساکنان عظیم آباد بود۔ گویند نسبت شاگردی با اشرف علی خاں فغاںؔ تخلص می داشت۔ معہذا کلامش از شستگی خالی نیست۔ دیوانش قریب یکہزار و سہ صد شعر باشد۔

(۶) تاریخ ادب ہندوستانی :

نالاںؔ : میر ادر میاں وارث محمد علی۔ عظیم آبادی۔

وہ میر ارزانی کے بیٹے تھے اور بہار کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن ہمیشہ عظیم آباد میں رہے۔ یہاں وہ ایک شیشے کے کارخانے کے منتظم تھے اور ہر جمعہ کو بڑی باقاعدگی سے مشاعروں میں شریک ہوا کرتے تھے۔ ۱۱۹۵ھ میں وہ جوان تھے اور ایک اچھے شاعر شمار ہوتے تھے۔ وہ مرزا اشرف علی فغاںؔ کے شاگرد تھے۔ انھوں نے ایک دیوان چھوڑا ہے، اس میں تیرہ ہزار اشعار ہیں۔ محسن نے اس دیوان سے ان کے کلام کے چند نمونے نقل کئے ہیں۔

---

[1] گل رعنا۔ مصنفہ بچھی نرائن شفیق ۱۱۸۲ھ میں مکمل ہوا۔ فغاںؔ حیات تھے لیکن اس میں کوئی نئی بات نہیں ملتی۔ "فغاںؔ : اشرف علی خان دہلوی سلمہ اللہ تعالیٰ برادر رضاعی احمد شاہ ..... والی ہندوستان است ..... از شاہجہاں آباد برآمدہ بصوبہ اودھ آمد و با نواب شجاع الدولہ نیشاپوری ناظم صوبہ اودھ صحبت کوک گردید پس از چندی در اوایل عشرۂ سابعہ بعد مائۃ و الف رخت جانب عظیم آباد کشید۔ اعیان و ارکان آن مقام مقدم او را گرامی داشتند و بالفعل در مزاج راجہ شتاب رای ناظم صوبہ عظیم آباد دخل تمام دارد و در سنہ احدی و ثمانین و مائۃ و الف بوساطت راجۂ مذکور خطاب ظریف الملک از ..... شاہ عالم عالی گوہر بنام خود گرفت ....."

Marfat.com

دل کی شاعری

تیرے دیوان کا مشتاق ہو دل کیا کوئی
کون سا شعر ہے ترا کہ جو مشہور نہیں

ہمیں اس وقت شیخ محمد مابہ دل عظیم آبادی کے دیوان کو ناظرین کے سامنے پیش کرنا ہے۔ یہ وہ نایاب دیوان علمی ہے جس کی بے انتہا تلاش اہل نظر کو رہی ہے۔ البتہ اس کے بارے میں اتنا کہنا ہے کہ یہ دل کی کلیات نہیں ہے ورنہ وہ اشعار جو راقم حروف نے مختلف تذکروں سے یکجا کرکے "نوائے دل" کے عنوان سے نہر نیمروز اپریل ۱۹۷۱ء میں شائع کئے ہیں وہ بھی اس دیوان میں موجود ہوتے۔ اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ ابھی اور بہت کلام بصورت غزلیات۔ رباعیات۔ قطعات۔ مثنویات و قصائد ہے جو ابھی تک نایاب ہے۔ شورش عظیم آبادی نے اپنے تذکرہ میں لکھا

سلہ اس برعظیم میں کسی غیر مسلم خانوادے سے جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ان کے نام کے ساتھ عموماً "شیخ" کا لفظ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ ان دونوں بھائیوں کے نام کے ساتھ بھی یہ لفظ اسی کا اشارہ ہے۔

Marfat.com

ہے کہ " در غزل گوئی، و قصیدہ و مثنوی قدرت تمام دارد۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ بقیہ اصناف سخن کا دوسرا مجموعہ مرتب ہوا ہو اور وہ بھی موجودہ دیوان کی طرح کہیں پڑا ہو۔ اور ابھی تک کسی کی نظر سے نہیں گزرا۔ یا امتداد زمانہ کے ہاتھوں تلف ہو گیا ہو۔ اگر سارا کلام مل جائے تو دلؔ کی زندگی پر روشنی پوری طرح پڑ سکتی ہے۔ یہ دیوان ان کی کلیات کا ایک حصہ ہے اور ممکن ہے ان کی وسط زندگی میں کبھی لکھا گیا ہو۔ اسے منتخب کلام بھی نہیں کہہ سکتے۔ آخری دور کا کلام چاہئے۔ البتہ شوشؔ کے اس بیان سے کہ " دیوانش قریب دو ہزار شعر خواہد بود " معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے پیش نظر دیوان کو دیکھ کر اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اس دیوان میں دو ہزار سے کچھ اوپر اشعار ہیں۔ جس کی تفصیل یوں ہے :

(۱) غزلیات ۲۰۱۶ ابیات

(۲) قطعات ۴

(۳) رباعیات ۱۲

دلؔ نے صاحب دیوان ہونے کے تمام شرائط پورے کئے ہیں۔ ان کی قدر دانی ان کے دور کے ارباب کمال نے کم نہیں کی ہے۔ ان کے کمال کا اعتراف ان کے معاصر تذکرہ نگاروں نے بھی کیا ہے۔ اور ان کی تحسین بھی کی ہے۔ مگر جس خصوصیت پر تذکرہ نگاروں نے سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ منظر عام پر نہ آسکے۔ بہر حال ایسے باکمال استاد فن کے دیوان سے اب تک پوری طرح ارباب ذوق ناآشنا تھے۔ اور

Marfat.com

دلؔ کو وہ شہرت نصیب نہ ہوسکی جس کے وہ مستحق ہیں۔ ان کا دیوان اب تک طباعت و اشاعت سے محروم تھا۔ ہر دور کے معمولی سے معمولی شعراء کے دواوین تک شائع ہوئے مگر ایسے تاریخی اور مایہ ناز شاعر کے دیوان سے ادبی دنیا محروم رہی۔ تقسیم ہند کے بعد جب اہل علم و اہل ذوق ہجرت کرکے پاکستان آئے تو دلؔ کا قلمی دیوان بھی ہجرت کرکے پاکستان آگیا اور برسوں یونہی پڑا کیڑوں کو غذا پہنچاتا رہا۔ کیڑے نے جابجا اسے نقصان پہنچایا ہے اور بقول آتشؔ :-

مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا

یا خود بقول دلؔ :-

کیڑا اگر ایک بھی ہو ساری کتاب کھا دے

تاہم یہ بھی کچھ کم نہیں ہے کہ اس کی حفاظت اپنی پریشانیوں کے باوجود اہل دلؔ نے کی۔

دلؔ کا شاعرانہ کمال ان کی غزلوں میں نمایاں ہے۔ بعض غزلیں دو دو اور تین تین شعر کی بھی ہیں۔ کچھ فردیات بھی ہیں۔ ۱۲ شعر سے زیادہ کی کوئی غزل نہیں۔ ۱۲۱ غزلیں سات شعر کی ملیں گی۔ اشعار رواں اور بندشیں چست ہیں۔ غزلوں میں وہ بات نہیں جسے "پراگندگیٔ خیالات" کہتے ہیں۔ مضامین میں تسلسل ہے۔ اور غزلیں مربوط ہیں۔ میرؔ کی زبان میں وہ "مربوط گو اور مرد قابل" ہیں۔ ان کی غزل گوئی پر تفصیل سے کچھ لکھنے سے پہلے ضروری ہے کہ ان کی غزلوں کا غائر مطالعہ کیا جائے۔

Marfat.com

دوسرے شاعروں کی طرح دلؔ بھی اپنے بعض پیش روؤں یا معاصرین سے متاثر ہوئے ہیں۔ انھوں نے دردؔ۔ سوداؔ۔ میرؔ۔ فغاںؔ اور راسخؔ عظیم آبادی کی زمینوں میں بھی غزلیں کہی ہیں۔ اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں ؎

دلؔ یہ غزل کہی ہے فغاںؔ کی غزل کو سن
پر اتنا ہے کہ قافیے ہم اور کر لئے

میر تقی میرؔ سے اشتیاق ملاقات بھی رکھتے ہیں ؎

ملئے گا جو میرؔ سے کبھی دلؔ اپنی بھی غزل سنائیے گا

پچیس[۲۵] سے کم غزلیں نہیں جو میرؔ کی زمینوں میں ہیں۔ خود دلؔ کی نکالی ہوئی زمینیں الگ ہیں۔ اور ان میں غزلیں موجود ہیں۔ معاصرین شعراء کی غزلوں پر جو غزلیں انھوں نے کہی ہیں۔ ان کے چند اشعار دیکھئے ؎

دردؔ۔ اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
دلؔ۔ سمجھا تھا میں کہ ہوئے گا آرام گور میں یاں بھی نصیب کا دو ہی چھاتی پہ سنگ ہے

سوداؔ۔ سوداؔ تو اس غزل کو غزل در غزل ہی کہہ ہونا ہے تجھکو میرؔ سے استاد کی طرف[۱]
دلؔ۔ ایسی زمین شور جو دلؔ نے شگفتہ کی تھی بھیجنی اور سے کسی استاد کی طرف

---

[۱] میرؔ اسی شعر کو ردیف و قافیہ بدل کر یوں کہتے ہیں ؎

ہے جی میں غزل در غزل اے طبع یہ کہہ شاید کہ نظیریؔ کے بھی عہدے سے برآوے

Marfat.com

سودا ۔ دیکھا کروں میں دور سے اے یار کب تلک — تڑپا کرے مرا یہ دلِ زار کب تلک
دل ۔ کھینچے غمِ فراق کا آزار کب تلک — بس زندگی جئے دلِ بیمار کب تلک

سودا ۔ یوسف نہ ہاتھ آئے جو سودا بہ نقدِ دل — بیٹھا رہے دوکان پہ خریدار کب تلک
دل ۔ بازارِ عشق سرد ہے اب دیکھئے تباں — ہوتے ہیں جنس دل کے خریدار کب تلک

سودا ۔ ہر دم جو مجھ سے پوچھے ہے تو کیا ہے دکھ تجھے
کہنے کا تجھ سے فائدہ بیدرد ہے سو ہے
دل ۔ سرگرمیٔ وفا میں یہ دل جل گیا دلے
اب تک وہی جفا تری بیدرد ہے سو ہے

فغاں ۔ جہاں تک نغمہ سازی میں تو کی ہم نے زباں پیدا
نوا دی بے نواؤں کو کیا نے نے فغاں پیدا
دل ۔ ہوئی جب دل میں اپنے گرمیٔ آہ و فغاں پیدا
برنگِ شمع ہر مو سے لگی ہونے زباں پیدا

فغاں ۔ ہر دم ہو کون حاجب و دربان سے ملتجی — ہم اس گلی میں خاک سر اوپر اڑا چکے
دل ۔ منظور اور کچھ نہیں فریاد سے ہمیں — آئے تھے تیرے کوچے میں آنا جا چلے

Marfat.com

راسخ ۔ راسخ خودی کو دخل نہیں بزم یار میں — یوں جاؤں واں کہ اپنے تئیں بھی خبر نہ ہو
دل ۔ کیجئے اگر گلا دل خود رفتہ کا عبث — کس کی خبر لے وہ جسے اپنی خبر نہ ہو

راسخ ۔ سجدہ ہی کی جائے ہے اوس شوخ کی محراب تیغ
جب نظر آجائے تب سر کو جھکایا چاہئے

دل ۔ قبلۂ امید ہے اور کعبۂ مقصود ہے — آستانے پر بتوں کے سر جھکایا چاہئے

دل کی اپنی ایجاد کردہ مگر سنگلاخ اور دشوار زمینیں یہ ہیں ۔

بوالہوس ہوکر شباب کرے ہے عاشقی بیدل گرفت
نقص ہے اوس کا جو ناقص پر کرے کامل گرفت

دل وارستہ کو اب ذائقہ میں — ہوئی دنیا کی ساری آرزو تلخ
ہے ہیچ ہمارے دل پرداغ کے آگے — اس مملکت عشق میں کرو فر طاؤس

دوسرے شعرا نے ان زمینوں میں زحمت فکر نہیں کی اس لئے دل کی یہ غزلیں اپنی جگہ انفرادی ہیں ۔

روبۂ عارض گلرو کے ہے گلزار خنک — سامنے زلف سیہ کے ہے شب تار خنک
خلق جس دن سے ہوا نالۂ جانکاہ مرا — ہوگئی دہر میں آہِ دل بیمار خنک
ایک دن بھی نہ ملی گرم رگ گردن سے — آب سے اور بھی ہوگئی تری تردار خنک
دل ربا دل کے بھی لینے دل افسردہ ہوئے — ہوگیا اس قدر اب عشق کا بازار خنک

کشور عشق میں کیا خاک ہو سودا دل کا
بیچنے والا غرض مند ۔ خریدار خنک

Marfat.com

خاموش مثل نے نہ رہی یہ زبان خشک — ہے نغمہ ساز درد ہر ایک استخوان خشک
جب سے ہوا ہوں ملک قناعت میں گوشہ گیر — منت کش فلک نہ ہوا بہرِ نان خشک
نالہ میں جب اثر ہی نہیں پھر لطف کیا — بجلے کسی کے کان کو کب داستان خشک
وا رکھ ہمیشہ تو درِ میخانہ اے مغاں — دو کان تا نہ گرم کریں زاہدان خشک

ہوں نخل بند گلشن مضمون تازہ دلؔ
آب سخن سے تر ہے سدا یہ زبان خشک

تمہارے در پہ جو دربان نے آستین پکڑی — بزنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی[1]
پھری نہ تیری گلی سے جواب خط لیکر — اجل گرفتہ صبا بھی گئی کہیں پکڑی
نہ پیشتر یہ جفا تھی نہ یہ دل آزاری — یہ تازہ خوئے بداب تو نے نازنین پکڑی

ہزار بار تو بالیں سے ہو گیا دلؔ کے
یہ خستہ بخت نے چوری تری نہیں پکڑی

ہوئی ہے جب سے خوان نعمت شہ کی فراوانی — کریں ہیں مردمان چشم مخمت دل کی مہمانی
فسانہ درد کا میرے سنے ہے تو یہ صورت ہے — ادھر کہنے لگا اودھر شروع ہوئی اسکو نیند آنی
بجا حیراں ہیں شیخ و برہمن دیکھ عشق کی رفعت — نہ قدر کفر ہے یاں کچھ نہ توقیر مسلمانی

---

[1] متعدد تذکروں میں دلؔ کا یہ شعر بطور انتخاب کلام ملتا ہے۔ البتہ جنم جے مترا رائے نے نسخہ دلکشا میں اس شعر کو جوشش کے ترجمہ میں درج کیا ہے جو غلط ہے۔ یہ شعر جوشش کا نہیں دلؔ کا ہے۔

Marfat.com

بسان شانہ جو اپنے جگر کو چاک کرتا ہے
مگر منظور ہے دل کو کسی کی زلف سلجھانی

اشک کو قطرۂ سیماب سے ہم چشمی ہے
چشم کو دیدۂ گرداب سے ہم چشمی ہے

باج خورشید سے لیتی ہے بنا گوش تری
کان کے بالوں کو مہتاب سے ہم چشمی ہے

ادھر آنسو کا بھر آنا ہے ادھر ڈھل جانا
چشم تر کو مری دولاب سے ہم چشمی ہے

گو کہ ظاہر میں تو میں خاک نشیں ہوں لیکن
پوستین کو میری سنجاب سے ہم چشمی ہے

رات دن مست ہی رکھتی ہے ہم آزردوں کو
بے خودی کو بھی مے ناب سے ہم چشمی ہے

جب سے آرام طلب پستی ہمت نے کیا
دل غافل کو مرے خواب سے ہم چشمی ہے

بات کی تو تجھے طاقت ہی نہیں ضعف سے دل
اب سخن میں عبث احباب سے ہم چشمی ہے

دلی کے دیوان کا جب تحقیقی مطالعہ کیجئے تو ان کے کلام میں کئی خاص باتیں معلوم ہوں گی۔ جو ان کی شاعری کی خصوصیات میں داخل ہیں کہیں یہ کہتے ہیں کہ ؎

زور آوریٔ فکر تو دل بس ہے اس قدر
جو قافیہ خیال میں آیا بٹھا دیا!

اور کہیں کہتے ہیں کہ ؎

شعر میں حاصل نہیں دل گفتگو تقطیع کی
بس سخن کے تولنے کو فہم کی میزان ہے

Marfat.com

تو کیا دلؔ اپنے زمانے میں آزاد نظم گوئی کی طرف داری بھی کرتے ہیں کہ شعر میں تقطیع کی چنداں ضرورت نہیں یا پرانی روش سے ہٹ کر شاعری کی نئی راہ ایجاد کرنا چاہتے ہیں ۔ مگر انھوں نے خود کوئی نمونہ ایسا پیش نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مولانا رومؔی کے ہم خیال تھے کہ ؎

من نہ دانم فاعلاتن فاعلات شعر می گویم بہ از قند و نبات

ان کی توجہ مفہوم و مضمون کی طرف زیادہ تھی حالانکہ وہ ماہر فن عروض بھی تھے ۔

عقاید و نصائح بھی ان کے اشعار میں پائے جاتے ہیں جو شاید صوفی ہونے کا اثر ہے ۔ چونکہ وہ صوفی ہیں اس لئے صاحب پیغام بھی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ چونکہ اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں اس لئے جو کچھ اپنے لئے پسند کیا ہے اور مطالعے سے حاصل کیا ہے ۔ اس کو دوسروں تک پہنچانا چاہتے ہیں ؎

کاہے کو مجھ پہ کھلتا یہ عقدۂ حقیقت گر دل دوانہ میرا سودائے مجاز ہوتا
گر رہ وحدت جو ہوئی کھل بصیرت کعبہ دل ہر گبر و مسلمان میں دیکھا

"حقیقت" کی طرف لایا مجھے "عشق مجازی" آخر
پرستش کفر تھی جس کی وہی اپنا خدا نکلا

یعنی عالم کفر میں تھے تو خدا کی پرستش کفر تھی اور "عشق مجاز" میں گرفتار تھے لیکن اس مجاز سے آگے بڑھے اور "حقیقت" کی طرف آئے تب

Marfat.com

معلوم ہوا کہ خدا کون ہے ۔

بدنصیبی اب تلک تھی یا کہ دل قابل نہ تھا
ورنہ یہ عشق حقیقی اس قدر مشکل نہ تھا

سالکِ راہ حقیقت کشورِ عرفان کا
جب ہوا فرماں روا، تابع نہیں اوقات[1] کا

عین ذات اسکی یہی عالم ہے موجودات کا
خود نفی ہو، دیکھ لے، گر شوق ہو اثبات کا

فرق امر اعتباری وحدت و کثرت میں ہے
ایک تھا در نہ عدد ذات[2] (۱۰۰)، احاد[2] (۱)، عشرات[2] (۱۰) کا

راہ ہموار ہے حقیقت کی
واں دوئی کا نہیں نشیب و فراز

نہ لاوے منہ پہ عارف عالم اسباب کی باتیں
کہے بھی کچھ تو جیسے بھولے بھولے خواب کی باتیں

دنیا میں خوشی کی دل کیا قدر سمجھتے ہم
خالق نے اگر غم کو پیدا نہ کیا ہوتا

دنیائے بے بقا تو مزرع ہے آخرت کا
یاں کاٹئے گا وہی جو کچھ کہ بوئیے گا

عیش و آرام پہ اس کے کبھی تکیہ نہ کریں
دل ہم اس منزل ہستی کو سفر جانتے ہیں

میر تقی میر نے بھی اسی مضمون کو یوں باندھا ہے ؎

اس منزل دلکش کو منزل نہ سمجھئے گا
خاطر میں رہے یاں سے درپیش سفر بھی ہے

اور شورش عظیم آبادی کہتے ہیں ؎

کوئی اس کو مانے نہ مانے بلا سے
کہ ہستی کو ہم تو عدم جانتے ہیں

غالب نے بھی ہستی کو غربت اور سفر قرار دیا ہے ۔ اس لئے اپنا لقب ہی غریب لکھتے ہیں ؎

---

[1] اوقات یعنی زمانہ

[2] جامی کی طرح وہ بھی کہتے ہیں کہ "مآت" (جمع مآۃ بمعنی سو) ۔ "احاد" (جمع احد بمعنی ایک) "عشرات" (جمع عشرہ بمعنی دس) یعنی "سینکڑوں" میں "اکائیوں" میں "دہائیوں" میں اصل عدد "ایک" ہی ہے ۔ اس لئے وحدت و کثرت میں فرق اعتباری ہے ۔

Marfat.com

تاریخ ولادت من از عالم قدس ہم شورش شوق آمد و ہم لفظ "غریب"

۱۲۱۲ھ ۱۲۱۲ھ

مومن نے اس کی مزید وضاحت کی ہے۔ انھوں نے مرنے والوں سے مخاطب ہو کر کہا ۔ ؎

کیا حال ہے تمھارا کہلا تو بھیجئے کچھ اے "خوگران غربت" سوئے وطن گئے ہو

عظیم آباد کی عام سخن سنجی اور صوفیانہ شاعری بھی اپنے ساتھ ایک بے مثال تاریخی اہمیت رکھتی ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دل ایک صوفی شاعر ہیں اور صوفیانہ فکر سے انکا کلام بھرا پڑا ہے ۔ اس لئے ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کی اخلاقی تعلیم وہی ہے جو صوفیہ کی ہے یعنی تسلیم و رضا ۔ فقر و فنا ۔ صبر و توکل اور عمل وغیرہ ۔ اس کی مثال ان اشعار میں ملتی ہے ۔ ؎

تیر نگہ یار اگر تیر قضا ہے اپنا دلِ مشتاق بھی راضی بہ رضا ہے

جب ہاتھ لگا اپنے قناعت کا خزانہ پھر کونسی دولت ہے کہ موجود نہیں ہے

کیونکر متجلی ہو مرے یار کی صورت آئینۂ دل گردِ تعلق سے بھرا ہے

فراغت سے بسر تو ہے اگر رکھ دل ترا فرش مخمل یہی بوریا ہے

مختصر میں فیض سے توکل کے ہاتھ یہ نقش بوریا آیا

بلندیٔ ہمت سے چشم گدا میں نہیں فرق کچھ مسند و بوریا میں

پاؤں کھینچے جس نے فرش عالم اسباب سے بوریا بہتر ہے اس کو مسند و سنجاب سے

گلشن میں اس جہاں کے جب سے کھلی ہے آنکھ دیکھی نہ جز خزاں کبھی صورت بہار کی

Marfat.com

جب تلک ہستی ہے تب تک یاں دوئی کو راہ ہے
نیستی جب آئی پھر اللہ ہی اللہ ہے

گو راکب ہے ان کو اپنی قسمت کا دیا کھانا
خدا جتنا نہ دیوے اہل استغنا نہیں کھاتے

طلسمات جہاں گو ہوش کھو دیوے زمانہ کا
پہ یاں جو لوگ دانشمند ہیں دھوکا نہیں کھاتے

آئینۂ خیال سے اے سادہ رو ترے
اس دل کو تو سہی کہ جو زنگ حلب کریں

مومن نے اپنے تخلص سے مقطع میں بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ کبھی وہ تخلص کی رعایت سے اپنے مشرب اور مسلک کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن مومن ہی پر کیا منحصر ہے۔ میرزا عبدالقادر بیدل۔ رام نرائن موزوں۔ لالہ بخت آور سنگھ مسلمان۔ باطن اور غافل نے بھی اپنے تخلص سے فائدہ خوب خوب اٹھایا ہے۔ مثلاً ؎

غیر من زین قلزم حیرت حبابی گل نکرد
عالمی صاحب دل است اما کسی بیدل نشد
(بیدل)

تا سخن ہائے من از فیض حزیں موزوں شد
بغزل شہرہ و محسود ہزاراں گشتم
(موزوں)

تو خوف حشر دل میں ہرگز نہ رکھ مسلمان
سر پہ ترے قدم ہے نعت مرتضیٰ علی کا
(مسلمان)

اسی طرح دل نے بھی اپنے تخلص کا خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ اشعار میں عجب کیفیت پیدا کر دی ہے ؎

اس کے سوگند وفا کا دل نہ کرنا اعتبار
میرے ادھر کے ہو چکا ہے عہد و پیماں بارہا

Marfat.com

کشورِ عشق میں کیا خاک ہو سودا دل کا　　بیچنے والا غرض مند۔ خریدار خسک
الٰہی مرا دل ہے شیشہ سے نازک　　زمانے کی ٹھوکر سے اس کو بچانا

اس کے علاوہ بھی دل نے احساسات و جذبات اور خیالات کو لفظ "دل" کی وساطت سے اشعار میں بہت بیان کیا ہے۔ ان کے کلام میں لفظ "دل" کی بڑی دلکش تکرار ملتی ہے۔ اس تکرار سے ان کے اشعار اور چمک جاتے ہیں۔ مقطع کے علاوہ ردیف و قافیہ میں ۳۸۰ جگہوں پر اپنے ۲۰۱۶ اشعار میں اسے استعمال کیا ہے اور اس لفظ سے خوب خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ اور اپنی اس محبوب علامت یعنی "کلمۂ دل" کے سلسلہ میں طرح طرح کی ترکیبیں اختیار کی ہیں مثلاً :۔

داغِ دل۔ سنگِ دل۔ نقشِ دل۔ دردِ دل۔ نالۂ دل۔ آہِ دل۔ غنچۂ دل۔ احوالِ دل۔ غمِ دل۔ سوادِ دل۔ جلائے دل۔ شیشۂ دل۔ گرہِ دل ملکِ دل۔ آئینۂ دل۔ سرد کارِ دل۔ تعلقِ دل۔ بے قراریٔ دل۔ ویرانیٔ دل گنہگاریٔ دل۔ خستگیٔ دل۔ رسوائیٔ دل۔ دلِ بسمل۔ دل و جگر۔ دلِ نومید۔ دلِ مضطر۔ دلِ بیمار۔ دلِ دارستہ۔ دلِ شکستہ۔ دلِ بیتاب وغیرہ۔

شیخ محمد عابد دلؔ اور محمد روشن جوشؔ دونوں حقیقی بھائی تھے۔ توحید اختیار کی۔ دونوں کا تصورِ مذہب بھی ایک تھا۔ دونوں علم و فن میں بھی یکتائے زمانہ تھے۔ شعر و شاعری کا شوق بھی دونوں کو یکساں تھا۔ علم و ادب کی خدمت میں بھی دونوں

Marfat.com

دوش بدوش چلے ۔

جوشش نے نثر میں رسالۂ قافیہ لکھا تو دل نے بھی رسالۂ عروض الہندی تصنیف کیا ۔ اور دونوں صاحب دیوان ہیں ۔ دونوں بھائیوں کے کلام کا ایک سرسری جائزہ لیجئے اور دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ دونوں کا شاعرانہ رنگ اور شعر کہنے کا ڈھنگ بہت ملتا جلتا ہے ۔ اگر ان کی غزلیں ایک دوسرے کے دیوان میں داخل کردی جائیں تو اس کی تمیز مشکل ہو جائے کہ کون سی غزل کس کی ہے، اور یہی سبب ہے کہ بعض تذکرہ نگار یہ فرق نہ کر سکے کہ وہ شعر جو انھوں نے بطور انتخاب پیش کیا ہے وہ دل کا ہے یا کہ جوشش کا ۔ مثلاً

جوں آئینہ بہ ستم رسیدہ
رہتا ہے مدام آب دیدہ

یہاں تک کہ بعض تذکرہ نگاروں کو اس قدر مغالطہ ہوا کہ انھوں نے دل اور جوشش کو ایک ہی شخص سمجھ لیا ۔ دونوں کی شاعری میں نزاکت خیال ۔ جدت ادا ۔ مضمون یابی ۔ اور خوبئ ترکیب کی خصوصیتیں نمایاں ہیں ۔ اس کے علاوہ بیشتر قوافی و ردیف پر طبع آزمائی دونوں نے یکساں کی ہے ۔ ذیل میں دونوں کی ہم قافیہ و ہم ردیف غزلوں کی ایک اجمالی فہرست دیکھئے ۔ ان کی تعداد ایک کم اسّی ہے ۔

Marfat.com

ردیف	تعداد	ردیف	تعداد
الف	۱۳	س	۱
ب	۳	ش	۱
ت	۱	ک	۳
ج	۱	م	۱
چ	۲	ن	۱۵
ح	۲	و	۱۰
خ	۱	ہ	۳
ر	۴	ی	۱۸
ز	۱		
	۲۸		۵۱
جملہ	۲۸	+ ۵۱	= ۷۹

اب ان دونوں کی ایک ہی زمین میں کہی ہوئی چند غزلیں ملاحظہ کیجئے۔ ضروری نہیں ہے۔ کہ یہ تمام غزلیں جن کی اجمالی فہرست دی گئی ہے وہ مشاعرے ہی کے لئے لکھی گئی ہوں۔ اس لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ غزلوں میں تقدم کا شرف کسے حاصل ہے۔ دبستان عظیم آباد کی تاریخ میں یہ مسئلہ خاصی دلچسپی کا ہے۔ ادبی تحقیق کرنے والے اس کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

Marfat.com

دلؔ

ہمت نے یہ سُجھایا منہ پھیر کر ہمارا
جو سود اہل دنیا سو ہے ضرر ہمارا

کوئی صاف ہو کے ہم سے جیوں آئینہ ملا کب
معلوم کس طرح ہو عیب و ہنر ہمارا

یہاں تک تو پہنچی نوبت اے غم تری بدولت
ہنستی ہے ناتوانی منہ دیکھ کر ہمارا

رستا جو میرے گھر کا اوس سنگ دل نے پوچھا
اوٹھ بولی آہ دل سے دیکھا اثر ہمارا

ہستی میں بیٹھے بیٹھے ہے سیر نیستی کی
کعبے کے بھی سفر سے مشکل سفر ہمارا

ہم کو تو تاب و طاقت ہلنے کی بھی نہیں ہے
دل دوڑتا پھرے ہے کیدھر کدھر ہمارا

نام و نشان اتنا بھی دلؔ وبال جاں ہے
پوچھے ہے بے نشانی سے خلق گھر ہمارا

جوشش

کہتا ہے ایک عالم انصاف کر ہمارا
سنتا نہیں کسی کی بیداد گر ہمارا

اوروں کی عیب جوئی اپنا ہنر نہیں ہے
اپنے ہی عیب جو ہیں یہ ہے ہنر ہمارا

سرگشتہ اس جہاں میں جوں گرد باد ہیہم
تک تک کر جہاں کہ رہ گئے ہے وہ ہی گھر ہمارا

جاتی ہے کب قفس میں سر سے ہوائے گلشن
برباد تا نہ ہوئے یہ مشت پر ہمارا

باد نسیم کو بھی آنے نہ دیویں ہرگز
گر ہو تری گلی میں ظالم گزر ہمارا

ملنا جو ہو تو مل لے جاتے ہیں ہم عدم کو
کاہے کو پھیر ہوگا آنا ادھر ہمارا

نظروں سے اُس کو اک دم ہونے نہ دیں جدا ہم
مقدور ہوئے جوشش کچھ بھی اگر ہمارا

Marfat.com

دل

زندگی کے نقد کو کھوتا ہے کیا
غافلوں کی نیند تو سوتا ہے کیا

چھینٹ مت دنیا میں تخم معصیت
کانٹے اپنے واسطے بوتا ہے کیا

داغ دل تو ہو گیا جزو بدن
دیدۂ تر تو اسے دھوتا ہے کیا

بے قراری کام اپنا کر چکی
صبر کی اب جان کو روتا ہے کیا

عشق بے خود کر چکا اے پیر عقل
اب ترے سمجھانے سے ہوتا ہے کیا

دل بقول میر اب بھی رو تا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

جوشش

دے کے دل پچھتانے سے ہوتا ہے کیا
ہونی تھی سو ہو چکی روتا ہے کیا

گلشن دنیا ہے مزرع یاس کا
دانۂ امید یاں بوتا ہے کیا

چبھتی ہو گی پنکھڑی اے نازنین
سیج پر پھولوں کی تو سوتا ہے کیا

شیخ جانے کی نہیں بوئے ریا
خرقۂ سالوس کو دھوتا ہے کیا

اس قدر راتوں کو اے جوشش نہ رو
نیند لوگوں کی عبث کھوتا ہے کیا

میر تقی میر کی غزل حسب ذیل ہے۔

راہ درد عشق سے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

قافلے میں صبح کے اک شور ہے
یعنی غافل ہم چلے سوتا ہے کیا

سبز ہوتی ہی نہیں یہ سرزمیں
تخم خواہش دل میں تو بوتا ہے کیا

Marfat.com

یہ نشانِ عشق ہیں جاتے نہیں داغ چھاتی کے عبث دھوتا ہے کیا
غیرتِ یوسف ہے یہ وقت عزیز
میرؔ اسکو رایگاں کھوتا ہے کیا

دلؔ

یہاں ہم نے کچھ نہ جمع کیا برگِ بارِ غم غفلت میں حیف ہوگئی آخر بہارِ غم
کیا جانتے تھے جائے گی ریگِ رواں کی طرح پچھتائے کر کے سال گرہ میں شمارِ غم
جس دن سے کوئے عشق میں ہم نے قدم رکھا دردِ و غم فراق رہا روبکارِ غم
گر خوب سوچئے تو برنگِ حبابِ یاں ٹھہرے ہے ایک دم ہی پہ آخر مدارِ غم
گلشن میں اس جہاں کے آکر کے لالہ وار
اس دلؔ نے داغِ عشق لیا یادگارِ غم

جوششؔ

ہر چند مثلِ خضر یہاں ہو قرارِ غم بے داغِ عشق میں خزاں ہے بہارِ غم
گھبرا کے مر ہی جاتے ہوس میں یہ غافلاں ہوتا اگر جہان میں کچھ اعتبارِ غم
یاں ذی حیات جتنے ہیں بے اختیار ہیں مختار ہی کے ہاتھ میں ہے اختیارِ غم
ہر چند صرف کیجئے اوقات عیش میں پر ہے غم و الم ہی پہ مدارِ غم
جوششؔ کرے ہے سعی تو کر راہِ عشق میں
یہ کاروبار دینوی ہے انتشارِ غم

Marfat.com

دل

ناوک ترا رنگا نہ گیا ہو اگر ہنوز
حاضر ہے بندگی میں ہمارا جگر ہنوز

نالے سے گور میں بھی پریشاں دماغ ہوں
سر جا چکا ولے نہ گیا دردِ سر ہنوز

پکڑیں گے دامن اس کا قیامت میں کس طرح
قاتل کی آستیں تو نہیں خوں سے تر ہنوز

کوئے وفا میں کون مزا زندگی کا ہے
بولے ہے مجھ سے تلخ مرا لب شکر ہنوز

نامہربان سنگ دلاں ہیں اسی طرح
پیدا کیا نہ آہ نے میری اثر ہنوز

تیغ نگاہ یار بھی کیا آبدار ہے
لب جس کے زخم کا نہیں لوہو سے تر ہنوز

کیا جانے کیا ہوا کہ صبا کوئے زلف سے
لائی نہیں ہے دل کی ہمارے خبر ہنوز

دیکھی تھی رات خواب میں تیغِ مژہ تری
گرتے ہیں میری چشم سے لختِ جگر ہنوز

جوشش

ہے اس کے دل میں صنعِ الٰہی کا ڈر ہنوز
لرزاں جو مہر نکلے ہے یاں ہر سحر ہنوز

جوں شمع صرف شعلۂ داغِ جگر ہوئے
دیکھا نہ اشک و آہ نے دے اثر ہنوز

عالم کو دیکھتا ہوں کہ سر سے گزر گیا
لیکن وہ کھولتا نہیں اپنی کمر ہنوز

ڈھایا بنائے چشم کو سیلِ سرشک نے
پر حال کی مرے نہیں اس کو خبر ہنوز

آئی گئی بہارِ چمن سے ہزار بار
پھولے پھلے سبھی شجر اس باغ میں مگر

کیا فائدہ جو نالۂ شب گیر کیجئے
مقبول تو ہوئی نہ دعائے سحر ہنوز

میں مر گیا ہوں عشق میں کس ہرزہ گرد کے
ارتی پھرے ہے خاک مری دربدر ہنوز

جوشش سر اس کی راہ فنا میں دیا تو کیا
جاتا نہیں ہے سر سے مرے دردِ سر ہنوز

Marfat.com

دِل

کھینچے غم فراق کا آزار کب تلک
بس زندگی ہے اے دل بیمار کب تلک

کرنا تھا ایک قتل مجھے سو تو کر چکا
نکلی رہے گی اب تری تلوار کب تلک

ہم سے شراب خوار کی محبت میں زاہدو
دیکھیں بچے ہے جبہ و دستار کب تلک

بازار عشق سرد ہے اب دیکھئے بتاں
ہوتے ہیں جنس دل کے خریدار کب تلک

شور جنوں بہار تو آخر ہوئی مجھے
زنجیر سے رہے گا سر و کار کب تلک

شام غم فراق ہی میں حال ہے تباہ
رہتی ہے دیکھئے یہ شب تار کب تلک

دیکھیں تو اس کے سامنے دل تیرے عشق کا
اقرار کو یہ پہنچے ہے انکار کب تلک

جوشش

یہ دمبدم کا روٹھنا اے یار کب تلک
اس ناز کا رہوں میں خریدار کب تلک

تقصیر کی ہر ایک کے تعزیر ہو چکی
منہ دیکھتا رہے یہ گنہگار کب تلک

اب تو مجھے نہ صبر نہ دل کو قرار ہے
یارب میسر آئے گا دیدار کب تلک

آخر کرم کرے ہی گا احوال پر مرے
اس طرح سے رہے گا وہ بیزار کب تلک

اے صبح وصل جلد کہیں ہو بھی جلوہ گر
امید پر رہے کوئی بیدار کب تلک

درپے تو اپنے آٹھ پہر ہوں پہ دیکھئے
اٹھتا ہے دل سے پردۂ پندار کب تلک

جوشش یہ چرخ فتنہ سرانجام دیکھئے
رہتا ہے میرے درپے آزار کب تلک

Marfat.com

دلؔ

دلؔ۔ غم راحتِ دنیا نہ تجھے ہے نہ مجھے
فکرِ ہنگامۂ فردا نہ تجھے ہے نہ مجھے

وصل جو دم ہے غنیمت ہے سمجھ دیوانے
زندگانی کا بھروسا نہ تجھے ہے نہ مجھے

توبۂ مے تو بڑی بات نہیں پر زاہد
قائدہ زہد ریاکا نہ تجھے ہے نہ مجھے

رشتۂ جنس دل ارزانی نے کھویا یاں تک
کہ خوش آیندیِ سودا نہ تجھے ہے نہ مجھے

فخر کیا شال ہوئی دوش پہ دلؔ یا کہ گلیم
ہوسِ اطلس و دیبا نہ تجھے ہے نہ مجھے

جوشؔ

کھینچ شمشیر کہ دھڑکا نہ تجھے ہے نہ مجھے
قتل کر تیں کہ خطرہ نہ تجھے ہے نہ مجھے

ہاتھ آیا ہے قناعت کا خزانہ اے دلؔ[1]
اب کسی بات کی پروا نہ تجھے ہے نہ مجھے

میں تصور سے ہوں محظوظ تو غیروں سے خوش
یار ملنے کی تمنا نہ تجھے ہے نہ مجھے

رحم ہرگز نہ کیا چاہئے، اب اندیشہ
ستم و جور و جفا کا نہ تجھے ہے نہ مجھے

ترکِ گلزارِ جہاں کیونکہ کروں اے جوشؔ
خواہشِ سیر و تماشا نہ تجھے ہے نہ مجھے[2]

---

[1] لفظ "دل" میں یہاں ایک خاص کیفیت ہے۔ یہ غزل جوشؔ کی ہے اور انہوں نے اپنے بھائی دلؔ کی بحر میں یہ غزل کہی ہے۔ دلؔ بڑے قناعت پسند تھے۔ انھوں نے اپنے اشعار میں لکھا بھی ہے کہ مجھے قناعت کا خزانہ ہاتھ آگیا ہے۔ جوشؔ اپنے بھائی کی اس صفت سے آگاہ تھے۔ بلکہ خود بھی اسی عالم میں تھے۔

[2] غالبؔ کا یہ شعر بھی اسی کے ساتھ پڑھئے ؎

لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا یعنی
ہوسِ سیر و تماشا سو وہ کم ہے ہم کو

غالبؔ کو عظیم آباد سے خاصی دلچسپی تھی ان کا یہ شعر پڑھئے ؎

گفتمش چوں بود عظیم آباد
گفت! رنگ ترا ز فضائے چمن

Marfat.com

دو اور ہم قافیہ و ہم ردیف غزلیں دونوں بھائیوں کی حسب ذیل ہیں
دیکھئے کہ دونوں بھائی ایک ہی زمین میں کس طرح اپنی فکریں پیش کرتے ہیں:

دل

اٹھایا ہاتھ ہم نے دل سے ڈھائے جس کا جی چاہے
اب اس کعبہ کو بت خانہ بنائے جس کا جی چاہے
ہماری خاک تو آگے ہی بہہ گئی سیل گریہ سے
خوشامد سے ترا دامن اٹھائے جس کا جی چاہے
مجھے اس در پہ تیری میہمانی کھینچ لائی ہے!
حسد سے دیکھ دیکھ اب منہ بنائے جس کا جی چاہے
میرا بیداد گر آیا ہے کہہ غنچہ و گل سے
چمن میں گیرد سے کپڑے رنگائے جس کا جی چاہے
فلک سے کہکشاں کو مانگ لیں گے اے سیہ بختی
خط تقدیر کو میرے مٹائے جس کا جی چاہے
برابر ہے گدا اور شاہ مجھ درویش کے آگے
کروں تعظیم یکساں سب کی آئے جس کا جی چاہے
ہوا جب دل نشیں تیرے تو پھر اس دل کو محفل میں
بیانِ قافیہ پائیں بٹھائے جس کا جی چاہے

★

Marfat.com

جوشش

ہوئے صحرانشیں تشریف لائے جس کا جی چاہے
درو درباں نہیں رکھتے ہیں آئے جس کا جی چاہے

کوئی اتنی خبر پہنچا دے اس کی چشم دابرو کو
کہ ہم حاضر ہیں تلوار آزمائے جس کا جی چاہے

عبث کہنے سے غیروں کے مجھے تو منع کرتا ہے
تیرے ملنے کو وہ کیونکر نہ آئے جس کا جی چاہے

ہمیں تو گالیاں دے آپ یا کہہ دے رقیبوں کو
میاں ہم تو ستم کش ہیں ستائے جس کا جی چاہے

ابھی تیر نگہ ہونا ہے دل کے پار اے جوشش
ذرا اس ترک سے آنکھیں ملائے جس کا جی چاہے

اس زمین میں شورش اور نالاں نے بھی غزلیں کہی ہیں۔ غالباً کوئی مشاعرہ ہوا ہوگا۔ شورش اور نالاں کی غزلوں کا ایک ایک شعر ہیں دستیاب ہو سکا ہے

پڑا بدمست سوتا ہے اٹھائے جس کا جی چاہے
ادب مانع ہے جا اس کو جگائے جس کا جی چاہے

(شورش)

رہے ہم اب اسی کوچہ میں، جائے جس کا جی چاہے
برنگ نقش پا بیٹھے، اٹھائے جس کا جی چاہے

(نالاں)

Marfat.com

چند معاصر شعرا اور معاصر غزلیں :

جوشش ۔ شورش ۔ فدوی ۔ مشتاق ۔ نالاں ۔ یہ سب دل کے معاصر ہیں ۔ اور ان سب کی متعدد غزلیں ایک ہی زمین میں ملتی ہیں ۔ بہت ممکن ہے مشاعرہ ہوا ہو اور اس میں یہ سب شریک رہے ہوں ۔ گویا یہ طرحی غزلیں ہیں ۔ محمد علی فدوی دہلوی ہیں مگر پٹنے میں مقیم ہیں ۔ جوشش اور دل پٹنوی ہیں اور سگے بھائی ہیں ۔ نالاں اور مشتاق بھی عظیم آبادی ہیں اور ان دونوں بھائیوں سے ان کا یارانہ ہے ۔ چند غزلیں دیکھئے :-

دل

ہم ہو کے جہاں میں آفریدہ — دیکھا جو کچھ تھا ناشنیدہ
آئے ہیں جہان میں جیسے تنہا — جائیں گے یہاں سے بھی جریدہ
مضطر ہے برنگ شعلہ ہر دم — پہلو میں دلِ الم رسیدہ!
دنیا کا اسیر ہے اک عالم — وارستہ رہے ہیں چیدہ چیدہ
جیتا ہی نہ چھوڑے گی شب ہجر — تا صبح وصال ہو دمیدہ

اس قافیہ میں غزل تو کیا دل
چاہوں تو کہوں کوئی قصیدہ

جوشش

جون آئینہ بہ دستم رسیدہ — رہتا ہے مدام آب دیدہ
ماتم کدۂ جہاں میں جون ابر — رونے کے لئے ہوں آفریدہ
کیونکر نہ ہوں رائیگاں ز دامن — ہے دامن و جیب تو دریدہ

Marfat.com

لوچے سے ترے اُٹھوں نہ ہرگز — جون نقش قدم ہوں آرمیدہ
ظالم تری گردش نگہ کو — کب پہنچے ہے آہوئے رمیدہ
اس شوخ کو جب سے میں دیا دل — اک خلق ہے مجھ سے یاں کشیدہ

تونے تو کہی ہے اس زمیں میں
جوشش یہ غزل بہ از قصیدہ

فدوی

کیونکر نہ رہیں ستم رسیدہ — مانند حباب آب دیدہ
گو غنچہ خموش باغ میں ہو — مشہور ہے یہ زبان دریدہ
در پردہ بھلا ہے عرض مطلب — اشعار سنا کے چیدہ چیدہ
کیونکر نہ چڑھے کمان ابرو — دل میں رہے جب وہ کچھ کشیدہ

اپنا دلِ بیقرار فدوی
دیکھا نہ کسی نے آرمیدہ

ایک اور بحر کی غزلیں ملاحظہ کیجئے :-

دل

پیدا ہوا ہے قیس سا کوئی ہر زہ گرد پھر — اڑنے لگی ہے دامن صحرا میں گرد پھر
آوارگی جب اس کی گلی میں بٹھا دیا — اٹھتا ہے کوئی تجھ سا یہ صحرا نورد پھر
جس نے کیا تھا مشتعل آتش کو عشق کی — آنے لگی ہے دل سے وہی آہ سرد پھر
بس بارنے میں ایک ہی بوسے کے تم نے یار — کھائی قسم کسی سے نہ کھیلیں گے نرد پھر
کس بے وفا کی بات کی دل کو لگی ہے چوٹ — معلوم ہوتے ہے مرے پہلو میں درد پھر

Marfat.com

دل خیر ہے اٹھا تو نہیں درد عشق کا
کیوں ہو گیا ہے منہ کا ترے رنگ زرد پھر

جوشش

پیدا ہوا ہے دل میں نئے سر سے درد پھر
کیونکر نہ ہوئے آہ مرا رنگ زرد پھر

کیا ہو گیا ہے آئینہ دل کو جوان دنوں
ہے وہ ہی اشک گرم وہی آہ سرد پھر

کے دن کی زندگی ہے قناعت کر اختیار
دنیا کی جستجو میں نہ لے ہرزہ گرد پھر

دیوانے چھوڑ اس کی گلی کو کدھر چلا
مجنوں کی طرح تو نہ ہو صحرا نورد پھر

مت پامال کر مرے مشت غبار کو
دامن ترا نہ چھوڑے گی ظالم یہ گرد پھر

سرکار عشق میں اسی ظالم کے ہاتھ سے
پہنچی ہے صاد کو مرے چہرے کی فرد پھر

جوشش کی گفتگو جو پسند آتی ہو تجھے
میں پڑھ سناؤں کوئی غزل کوئی فرد پھر

فردی

کس نے دلائی یاد مجھے آہ سرد پھر
کیسی ہوا چلی جو اٹھا دل میں درد پھر

خوبی اس آئینے کی ہے یا کچھ مرض ہوں
چہرے کا رنگ کچھ نظر آتا ہے زرد پھر

یارب مرا جہاں ہے یا شہسوار ہے
صحرا میں کچھ اٹھی نظر آتی ہے گرد پھر

رسوا کیا نہ اس کو اسی دن کو کہتے ہیں
دنیا بری جگہ ہے نہ لے ہرزہ گرد پھر

فردی کہیں تو دل کو پھنسایا ہو اندنوں
آنے لگی زباں پر غزل اور فرد پھر

Marfat.com

دلؔ

سایہ افگن ہے ترے سر پہ سحاب آج کے دن
جتنی پینی ہو مجھے پی لے شراب آج کے دن

اتنی مدت ترے لب نے متوقع رکھ کر
آخر الامر دیا مجھ کو جواب آج کے دن

کار امروز کو فردا پہ نہ چھوڑ اے قاتل
تیغ کھینچی ہے تو کر قتل شتاب آج کے دن

خوف کیا ان کو قیامت سے ہے کل روز حساب
آپ لیتے ہیں جو کوئی اپنا حساب آج کے دن

زاہد شہر کیوں اس ابر و ہوا میں نکلا!
کہہ دے ساقی نہ پھرے خانہ خراب آج کے دن

مژدہ درد و غم عشق مبارک اے دلؔ
عیش سنتے ہیں کہ ہے یار کا باب آج کے دن

جوشؔ

ان سے پہلے ہی پیل پی ہے شراب آج کے دن
بربود دل کھول کے اے چنگ و رباب آج کے دن

Marfat.com

اے اَجل جائے ترحم ہے کہ یہ عاشق زار
کوچۂ یار میں ہی پائے تراب آج کے دن

یار بدمست ہوا سب پہ چھڑکتا ہے شراب
تہہ کرا دے واعظ شہر اپنی کتاب آج کے دن

روز نوروز ہے ملتے ہیں سبھی آپس میں
کوئی کرتا ہے کسی پر بھی عتاب آج کے دن

عید قرباں ہے بتاں کیوں نہ ہوں سرگرم جفا
قتل عشاق سمجھتے ہیں ثواب آج کے دن

دَور دورِ لبِ جاناں ہے عجب کیا جوشش
مے کدے شہر کے ہوئیں جو خراب آج کے دن

فدوی

جس مصیبت میں ہے اے چشم پُرآب آج کے دن
زندگی سے تو ہو جاویگی خواب آج کے دن

ابر ہے باغ میں مطرب ہے فضا ہے ساقی
حیف ہے گر نہ کوئی پیوے شراب آج کے دن

گور سے دور ہے جنت کہیں لے اہل عدم
پہلی منزل ہے ابھی کون حساب آج کے دن

غمکدے میں رہیں ہم صید کو بھی زندانی !!
یار دستور سے باہر ہے عتاب آن کے دن

Marfat.com

تیری زلفوں ہی میں ٹھہرجھلے کو ورنہ یارو
دل گم گشتہ کا کیا دیتے جواب آج کے دن
خاک ہوں ہستیٔ موہوم پہ نازاں یارو
گرچہ دکھلائی دیئے مثل سراب آج کے دن
کل کو سب یہ کہیں گے مٹی میں مٹی مل گئی
حیف فردوسی نہ رہا خانہ خراب آج کے دن

شاعری محبت کی کیفیات و جذبات اور واردات قلبی کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ اس لیئے ہر شاعر کے سامنے کسی محبوب کا ہونا ضروری ہے۔ کوئی محبوب موجود نہ ہو تو جذبات و کیفیات پیدا نہ ہوں۔ عام طور پر شعرا اپنے جذبات کے لئے کسی نہ کسی محبوب کا خیال اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ اور اسی خیالی محبوب سے وہ مخاطب ہوتے ہیں۔ غزل کے معنی ہی میں محبوب سے گفتگو کرنے کے۔ لہٰذا وہ اپنی محبت اس سے جتاتے ہیں۔ اس کی بے مہری بے پروائی اور تغافل کا اور ظلم و ستم کا شکوہ کرتے ہیں اور اپنے احوال بیان کرتے ہیں۔ ان کے اشعار میں عام طور پر کہیں ناصح کا تذکرہ ہوتا ہے کہیں رقیب کا۔ کہیں محبوب کی بے اعتنائی کا۔ کہیں ہجر و فراق کا اور کہیں آرزوئے وصال کا۔ کہیں عاشق کو موسم بہار ستاتا ہے کہیں محبوب کی وہ انجمن آرائی تڑپاتی ہے جہاں عاشق کا گزر نہیں۔ کہیں وہ اپنی آرزوؤں کا تذکرہ کرتا ہے کہیں حسرتوں کا۔ اور انہیں باتوں میں اس کا تغزل نکھرتا ہے۔ جیسے حسب ذیل اشعار ہیں۔ دل کے اشعار :۔

Marfat.com

آچکا تھا میرے اسکے درمیاں پیغام صلح
غیر کی سرگوشیوں نے پھر اسے برہم کیا

اسکی سوگند وفا کا دل نہ کرنا اعتبار
میرے اس کے ہو چکا ہے عہد و پیماں بارہا

آبرو رکھ لی ترے سامنے حیرانی نے
اشک آنکھوں سے ٹپکتا تو میں رسوا ہوتا

بھر نظر دیکھنے پائے نہ کبھی روئے بتاں
مدت آنکھوں نے مری مجھ کو گنہگار کیا

ہم بھی لالے کی طرح داغ دکھلتے اپنا
یار اس وقت اگر باغ میں تنہا ہوتا

کرے کیا کوئی رہ کر دل گلی میں اسکی مدت تک
جو تم تھے تو ہوا کیا اور ہم ہوتے تو کیا ہوتا

آئینہ میں وہ جلوہ گری حسن نے کی تیرے
جس طرح سے مارے ہے جو عکس قمر موج

پیغام گر مرا لیے جاتی ہے اے صبا
مت پھر یوں بے جواب مرے نامہ بر کسیطرح

کیا جانے کیا ہوا کہ صبا کوئے زلف سے
لائی نہیں ہے دل کی ہمارے خبر ہنوز

دیکھیں پہونچے کب آسمان تک
آئی تو ہے آہ اب زبان تک

شور جنوں، بہا۔ تو آخر ہوئی مجھے
زنجیر سے رہے گا سر و کار کب تلک

وعدۂ وصل جو ہو چلئے وفا سے نزدیک
کچھ اچنبھا نہیں سب کچھ ہے خدا سے نزدیک

میں خانماں خراب وہ شوریدہ بخت ہوں
شور جنوں سے جس کے ہو صحرا گرفتہ دل

ہر چند سعی کی ہے نسیم بہار نے
غنچہ سے گل ہوا نہ ہمارا گرفتہ دل

حضور یار کے جز آہ گفتگو معلوم
ابھی تو اتنا بھی کہتا ہوں۔ دبرد معلوم

صبح امید شب تار سے پیدا ہو مرے
کیا بڑی بات ہے اللہ سے کچھ دور نہیں

دل بار بار اپنی بغل جھانکتا ہے کیا
دل جا چکا ترا تجھے اب تک خبر نہیں

دنیا سے اٹھ گیا مگر آزار عشق کا
آتا نہیں نظر کوئی بیماران دنوں

Marfat.com

دل کی حسرتوں اور آرزوں کو دیکھئے ؎

حسرت ہی رہ گئی کہ شب ماہتاب ہو ساقی ہو، اور یار ہو، میں ہوں، شراب ہو

میر تقی میرؔ بھی یہی تمنا رکھتے تھے ؎

جی چاہتا ہے عیش کریں ایک رات ہم تو ہو دے، چاندنی ہو، گلابی شراب ہو

فغاںؔ چاہتے تھے ؎

ساغر ہو، اور مینا صہبا ہو، اور سبو ہو جم جم رہے یہ صحبت، دنیا ہو، اور تو ہو

فدویؔ کی خواہش اور طلب یہ تھی کہ ؎

اور کچھ ہو، یا نہ ہو، اپنی طلب ہے اتنی ہی یار ہو آغوش میں، نت ہاتھ میں پیمانہ ہو

اور یہ تمنا وہ ہے جو ہر فطری آدمی کے دل میں ہوتی ہے۔ اکثر و بیشتر شعراء کے یہاں اس کا اظہار کسی نہ کسی انداز سے آپ ضرور پائیں گے۔ جب شراب کا ذکر آئے تو ضروری نہیں ہے کہ واقعی ہر ایک دل میں تمنا شراب کی ہو۔ شراب ایک استعارہ ہے۔ مستی و مدہوشی اور دفورِ شادمانی کا۔ ورنہ فطری آرزوں کی تکمیل اور محبت کی تعمیل سے زیادہ مستی و مدہوشی اور دفورِ شادمانی مہیا کرنے والی چیز کوئی اور نہیں ہے۔ جام و سبو اور مینا و صہبا۔ ساقی و شراب سب استعارے ہیں۔ غالبؔ نے اسی بات کا اظہار اپنے اس شعر میں کیا ہے ؎

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

سب اپنی غرض کے آشنا ہیں یاں کوئی کسی کا آشنا نہیں

Marfat.com

لیکن میرؔ نے اسی مضمون کو یوں لکھا ہے ۔

نا آشنا کے اپنے جیسے ہم آشنا ہیں　　اس طور اس طرح کے ایسے کم آشنا ہیں
تیری فرقت میں سمجھے ہم کہ نہیں　　سخت جانی میں کوئی آدم سا

کوئی شعر ایسا ابھی تک نظر سے نہیں گذرا جس میں کسی شاعر نے حضرت آدم کی جدائی کو اس انداز سے پیش کیا ہو ۔ حضرت آدم کا جنت سے نکلنا محبوب حقیقی سے جدا ہونا تھا اور اس جدائی کے صدمے کو آدم نے کس طرح برداشت کیا ۔ یہ ان کی سخت جانی کی دلیل ہے ۔ اور اور ان کے صبر و شکیب کی قوت بھی ۔ اور تاب و تواں اور حوصلۂ زیست کی بھی ۔ اور اسی لئے دلؔ فرہاد کو کم حوصلہ پاتے ہیں اور کہتے ہیں ؎

چھوڑنے دیتا نہ کار نا تمام　　دلؔ اگر ہوتا رفیق کوہکن

اس شعر میں دلؔ فرہاد کو ناقص تصور کرتے ہیں کیونکہ اس نے کام پورا نہیں کیا اور بیچ ہی میں ہمت ہار دی ۔ اس کا جی چھوٹ گیا ۔ یہ ناپختگی کی علامت ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ دلؔ اگر اس کا رفیق ہوتا تو یہ پست ہمتی اس سے ہرگز سرزد نہ ہوتی ۔ پست ہمتی مایوسی و نومیدی کی نشانی ہے ۔ اور دلؔ پر امید و با حوصلہ ہیں ۔ اس لئے فرہاد کی یہ ادا ان کو پسند نہیں آئی ۔ فرہاد کی جگہ انھیں قیس پسند ہے ۔

گو چشم انتظار میں تیرے سفید ہو　　پر یہ نہ ہو کہ وصل سے دل ناامید ہو

غالبؔ نے بھی "نکونامیٔ فرہاد" کو تسلیم نہیں کیا ہے اگرچہ وہ اسکی ایک اور توجیہ پیش کرتے ہیں :-

Marfat.com

عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو کیا خوب ہم کو تسلیم نکو نامیِ فرہاد نہیں

لیکن دل کے دیوان پر ایک نظر ڈالیئے تو صاف نظر آئے گا کہ جہاں ان کے کلام میں تغزل کے وہ اشعار ہیں جو عام طور پر شعراء کے یہاں اپنے اپنے رنگ اور ڈھنگ سے سامنے آتے رہتے ہیں وہیں دوسری طرف ان کا وہ تغزل بھی ہے جس کو ان کا خاص تغزل کہنا چاہیئے۔ ان کے اشعار بتاتے ہیں کہ ان کا محبوب خیالی نہیں ہے۔ بلکہ واقعی جیتا جاگتا موجود ہے اور محبوب کے شیدا جتنے وہ دکھائی دیتے ہیں اتنا ہی ان کا محبوب بھی ان کا شیدا نظر آتا ہے۔ اس ضمن میں جو اشعار انھوں نے کہے ہیں وہ ان کی آپ بیتی کا ایک حصہ کہے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر حسب ذیل اشعار کو دیکھئے :-

میکشی کی مجھے تکلیف نہ دے اے ساقی — یا رہے تشنہ تک نہ پلائے میں نہیں پینے کا
دیتا ہے دل گواہی وعدہ وفا کریگا — چھوڑا ہے رات میں نے اسکو قسم کھلا کر
گر عیادت کو نہ آتا وہ مسیحائے زماں — دل بیمار کو تھی مرگ شفا سے بہتر
ہے رسائی مہ ہونٹوں کو لب جام تلک — شام سے صبح تلک صبح سے شام تلک
کیا کرے یار جو تو ہو تری شمشیر بھی ہو — سامنے میں بھی ہوں اور مری تقصیر بھی ہو
کہے پیام دل اس سے صبائے نامحرم؟ — تو دے جواب اسے زیر لب حجاب زدہ
رخصت ہو صنم سے جب چلے ہم — رو رو کے ملے گلے گلے ہم
لب میگوں کی ترے چاشنی لی جس دن سے — ہو گئی مجھ پہ اسی دن سے مئے ناب حرام
کتنی غلط ہے پیارے یہ تشبیہ — تجھ لب کے آگے کیا آب حیواں

Marfat.com

شراب پینے کو ساقی نے بارہا پوچھا — پہ مجھ گرفتہ کے منہ سے نہ نکلی ہاں تجھ بن
بہار حسن کی تیرے نہ اپنے کام آئے — جو ہم نے کی ہو کبھی سیر بوستاں تجھ بن

اب وہ اشعار دیکھئے جو اس سے بھی زیادہ ان کے محبوب کے دل کا حال بتلاتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ ان کا محبوب ان پر کتنا فدا ہے۔

میں اپنے جلنے تو کسی سے نہیں ملا — کینے سے کیوں بھرا ہے دل اس بدگمان کا
میں اس کو بے وفا کہوں اور وہ کہے کہ تو — رہتی ہے میرے اس کے یہ تکرار ان دنوں
یوسف کہے مجھ کو تجھ سا کوئی — دیکھا تو کیا۔ کبھی سنا نہیں

فاہم سے کبھی آئندہ نہیں نبھنے کی سنتا ہے

اگر تو اب نئے پھر بھولا ہے اپنے عہد و پیماں کو

میں تو نہیں آنے کا مگر تو ہی گھر آئے — سوگند تری جان کی! اب صلح بھی ہو
حاضر ہوں میں سننے کو تری گالیاں پیارے — اب بھی مجھے دیجئے اگر آگے کبھی دی ہو
قیامت ہے ظالم ترا بار بار — یہ گھبرا کے کہنا کہ گھر جائیں گے
ہزار بار تو بالیں سے ہو گیا دن کے — یہ بخت خفتہ نے چوری تری نہیں پکڑی

ایک دن یہ ہیں کہ برسوں خط و کتابت بھی نہیں

ایک دن وے تھے کہ مجھ بن ایک دم رہتے نہ تھے

دل کی محبت میں پاکیزگی ہے۔ خلوص ہے اور پاسِ ادب بھی ہے

رہیں گی یاد سب وہ بدمستیاں شب کی + پکڑتا تھا ترے دامن کو میں اور تو جھٹکتا تھا
قابل ترک ادب میرزی یہ مستی نہیں — بارہا ان نے نشے میں چھیڑ دیکھا ہے مجھے

دل ایسی باتوں سے بھی دامن بچاتے ہیں جنکی وجہ سے محبوب کی بدنامی کا

Marfat.com

اندیشہ ہو اور کوئی اس کے خلاف زبان طعن دراز کرے ؎

غیروں کی تہمتوں سے میں ڈرتا ہوں تیرے پاس
بیٹھوں کبھی نہ میں جو بٹھا دے کبھی تو مجھے

ان اشعار کے علاوہ ان کی چند غزلیں بھی عاشقانہ ہیں ۔ اور غزل مسلسل بھی ۔ ان میں خیالات کی پراگندگی قطعی نہیں ۔ ان کی شاعری میں جدت فکر اور جدت ادا بھی پائی جاتی ہے ۔ وہ صوفی ہیں اس لیئے بے ثباتیٔ دنیا کا تذکرہ بھی ان کے یہاں خاصہ موجود ہے اور فراق یار سے بیشتر مقصود محبوب حقیقی کی جدائی ہے ۔ ورنہ مجاز بھی موجود ہے ۔ اور عشق مجازی میں بھی ۔ ان کا انداز خاص ہے ۔ انھوں نے محبت کی ہے اور محبت کر کے کبھی محروم نہیں رہے ۔ دل محبت کے شاعر ہیں ۔ ان کے اشعار سہل ۔ سادہ اور تغزل سے پُر ہیں ۔ کیسی غزلیں کہتے تھے انداز فکر اور زبان کیا ہے ۔ چند غزلیں ملاحظہ کیجئے :-

نذر ہے دل ۔ کنایۂ زر کیا
تیرے کام آوے اس سے بہتر کیا

بے قراری بھری ہے دل میں مرے
صبر تو یاں کریگا آ کر کیا

تیرے تیر نگاہ کیا جانیں
گزری میرے دل و جگر پہ کیا

زاد راہ آخرت کا کچھ بھی نہیں
یاں سے اب جائیگا تو لے کر کیا

بدنام ہوئے مفت میں حاصل نہ ہوا کچھ
فریاد کی نسبت تو خموشی میں اثر تھا

جبتک کہ ہے راہ زد منزل ہستی
ہر نقش قدم صورت گرداب خطر تھا

Marfat.com

بدنام ترے عشق میں جبتک نہ ہوئے تھے
ظالم ترے کوچے میں ہمارا بھی گزر تھا

اے نالہ! مبارک ہو کہ رات اسکی گلی میں
مذکور ترا شام سے لے تا بہ سحر تھا

قاصد تجھے ساتھ اسکے ہی جانا تھا کہ دل نے
منتظر نامہ نہ مشتاقِ خبر تھا

تنگ کرتی ہے وسعت دنیا
اے مکاں میں مکاں بنائیے گا

زندگی میں تو ننگ ہے ملنا
گور پہ میری خاک آئیے گا

نالہ و آہ سے کھپائیں گے
دل کو پہلو میں گر بٹھائیے گا

خوبرو سب ہیں پر صنم کامرے
اور ہے دُدل اور ہے انداز

نالہ خاموش! قولِ سعدی ہے
"برنیاید ز کشتگاں آواز"

جان دی کشتۂ تغافل کو
یہ بھی تیغ نگاہ کا آغاز

واں ہے تیغ جفا و دست ستم
یاں سر عجز اور روئے نیاز

عشق کی مملکت کی آب و ہوا
اب تلک تو نہیں مجھے ناساز

راہ ہموار ہے حقیقت کی
واں دوئی کا نہیں نشیب و فراز

دل ترا یار سامنے ہے ترے
قبلہ! رو تجھ کو نہیں درست نماز

اُن لبوں سے کہیں کہ کام نہیں؟
اتنے بھی تو نمک حرام نہیں

ایک صورت سے زلف و رُخ کیطرح
اس زمانے میں صبح و شام نہیں

اپنے دشمن سے بھی زمانے میں
ہم کو منظور انتقام نہیں

اس کے خط میں بھی خال ہے پنہاں
خالی دانہ سے کوئی دام نہیں

Marfat.com

الفاظ و محاورات

دلؔ نظری شاعر ہیں اور بڑے شاعر ہیں۔ متقدمین شعرائے فارسیؔ کے کلام پر ان کی پوری نظر ہے۔ سعدیؔ اور صائبؔ کا تو انھوں نے اپنے اشعار میں نام تک لیا ہے۔ اس لئے شعرگوئی کے معاملے میں وہ شعراء زبان اردو میں سے کسی کے "متبع" نہیں ہیں۔ میرؔ۔ دردؔ اور سوداؔ ان کے معاصر ہیں۔ اور ایسے معاصرین کے بارے میں دلؔ کا خیال یہ ہے کہ میرے کلام کی صحیح داد یہی لوگ دے سکتے ہیں۔ وہ اپنے سبک کے لحاظ سے ان اکابر شعراء کی صف میں ہیں۔ کیا بہ اعتبار زبان اور کیا بہ اعتبار مضمون۔ بلکہ بعض مضامین تو ان کے بالکل خصوصی ہیں جو کسی اور کے یہاں مشکل ہی سے ملیں گے۔

دلؔ فارسی و عربی زبان و ادب پر عبور رکھتے ہیں۔ اور اردو اشعار میں فارسی و عربی کے الفاظ بے تکلف اور برمحل استعمال کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں فارسی تراکیب کثرت سے ملتی ہیں۔ جس سے اس زبان

سہ پیش جناب بتابت حاجت خورشید چیست ✦ ہر کجا خورشید باشد تابش ذاتی ست (جمالؔ دہلوی)
دیکھ کر یار کا منہ چھپ گیا مہتاب ✦ پتہ ہے خورشید کا گرتا ب نہ لائے ہمتا (دلؔ عظیم آبادی)
سہ مجموعہ نسخہ ہائے قلمی ورق ۹۰ الف

Marfat.com

پران کی پوری قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ فارسی الفاظ اپنے ریختہ میں نہایت خوبی سے کھپاتے ہیں۔ مثلاً :

اوضاع غریبانہ۔ آہوئے رمیدہ۔ لسان قافیہ۔ لسان دار بازاں۔ بلا تسخیر تنگ ظرف۔ جعد۔ چشم کشود۔ چرخ کبود۔ حلت و حرمت۔ خواہی، نخواہی۔ خط مہوشاں۔ خوش آیند۔ دیدۂ سفید۔ دلق پشمینہ۔ رہ پیمودہ۔ رست خیز۔ زینہار۔ زندانی خفتہ۔ سگ گزیدہ۔ سیل سرشک شب یلدا۔ شست و شو۔ شیریں گفتار۔ شاہ خراج دہ دیران۔ صفیر خامہ عسس۔ فتراک صید۔ کبریت احمر۔ کحل بصیرت، گردش فلاخن۔ مست الست۔ مشک ختن۔ مطعون خلایق۔ نردبان۔ نعمت الوان۔ نخل تابوت۔ نان توشہ وغیرہ وغیرہ۔

اب ہم دیگر شعراء مابعد کے چند اشعار مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے بھی یہ الفاظ اپنے ریختہ میں کس طرح استعمال کیا ہے،

(۱) "آب دزد" بضم دال وسکون زاں معجمہ جائیکہ آب در آن پنہاں جاری باشد۔

از عالم کاریز۔ ظفر در تعریف دجلہ گوید بیت ،

شود گر آب در دشت بستہ یکدم　　نماید چشمۂ آئینہ بے نم

و نیز اعتقاد بعض آنست ظرفی ست سنگ سرکہ در تہ آن سوراخ تنگی باشد و ہندی زبانان آں را "پنچورہ" گویند۔ فصاحت خاں راضی گفتہ فرد۔

چو آب دزد ہر آنکس بزد ز غیب رہد　　زباں درازی او چہ زیادہ از دہن است

Marfat.com

(مرآت الاصطلاح ص ۱۴ ب)

کاش اوس کی بزم مین یہ دریائے شور آنکھیں
جیون آب زرد ہوئیں آنسو کی چور آنکھیں (دل)

(۲) "بناگوش" عبارت از شقیقہ است وآن جائی است کہ از بالائی گوش تا بن گوش می باشد وشعرا تعریف آن راکہ کردہ اند تشبیہ بصبح دادہ اند میرزا صائب گفتہ۔ بیت :-

از صبح گر خموش شود شمع دیگران روشن دلم ز صبح بناگوش میشود

(مرآت الاصطلاح ص ۵۷ - ب)

عکس سے عارض جدا کہتے ہیں ہم ہیں آفتاب
اور بناگوشیں جدا کہتی ہیں میں مہتاب ہوں (دل)

(۳) "جلو" عنان اسپ؛ غیاث اللغات (ص - ۱۴۸)
"گلگوں" نام اسپ شیریں " " (ص - ۴۲۹)

نہیں گو ضعف سے طاقت جلو کی تیرے گلگوں کے
پہ گرد کارواں کی طرح پہونچے تا بمنزل ہیں (دل)

(۴) "جاگرم کردن" کنایہ از قرار گرفتن در جائے تا بدیر۔ غیاث اللغات (ص ۱۴۰)

فلک ہر چند ہے بزم جہاں پر جمی میں یوں آگئی
حباب آسا بھلا یک گرم تو کر لیویں جا اپنی دل

(۵) "خرطنبور" : چوب یا استخوان کوچک کہ بر سر کاسۂ طنبور کنند و تار ہا بران کشند۔
غیاث اللغات (ص ۱۸۷)

Marfat.com

ہندی = کھڑج

شب بزم میں شراب کے آیا جو محتسب　　مطرب کو دیکھتے خرِ طنبور ہو گیا

(دلؔ)

(۶) دخترِ زر :

مجھے کھٹکا ہے دلؔ اوس کی خمار آلودہ آنکھوں سے

مبادا دخترِ زر سے نہ شیخ شہر رہتا ہو　　(دلؔ)

آتش لکھنوی کے یہاں ؎

دخترِ زر مری مونس ہے مری ہمدم ہے　　میں جہانگیر ہوں یہ نور جہاں بیگم ہے

عمدۃ الملک انجام دہلوی کے یہاں ؎

کیوں بلایا بھیڑ میں یہ مجھ سے نادانی ہوئی　　دخترِ زر بزم میں آشرم سے پانی ہوئی

(۷) دیدۂ سفید : سپید شدن - ظاہر شدن مجازاً نامور و معزز شدن -

(غیاث اللغات ص - ۲۵۸)

کب ہوا ان آنکھوں کے آگے دیدۂ شبنم سفید

سینۂ پر داغ کے منھ پر نہ ہو مرہم سفید　　(دلؔ)

غالب کے یہاں ؎

نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی

سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر

(۸) دار باز : بازی گر - نٹ -

لسانِ دار بازاں بہرِ سیرِ عالمِ بالا

کرے عارف ہر ایک تارِ نفس سے نردباں پیدا　　(دلؔ)

Marfat.com

۹- دستکارہ صنعت۔ صانع۔ ہنرمند۔ استاد۔ (غیاث اللغات ص ۲۱۰)

چند ملا ہے گریباں کو دست کار نیا
نت اوٹھ کے ٹوٹ رہے ہے ایک آدھ تار نیا (دلؔ)

۱۰- دستی: مشعل۔ ہاتھ کا شمع دان۔ چھوٹا قلم دان۔

بوالہوس بزم میں اوس کے ہے چراغ خاموش
صحن خانہ میں جس عاشق کے جلے دستیٔ عشق (دلؔ)

بحر لکھنوی کے یہاں ؎

ید بیضا کی دستی آگے لے جلے موسیٰ
شب معراج کو روشن ہوا حال اسکی عظمت کا

۱۱- روبکار: سامنے۔ پیشی۔ مجاز آوہ کاغذ جس میں فیصلہ لکھا جاوے حاکم کے روبرو۔

شکیب و صبر کی فرصت کہاں کہ رہتا ہے
ہمارے دلؔ کو نت ایک درد روبکار نیا (دلؔ)

غالب کے یہاں ؎

دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا آج پھر اس کی روبکاری ہے
دل مدعی و دیدہ بنا مدعا علیہ نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے

۱۲- رستخیز: رستن و خیزیدن۔ قیامت میں جب قبروں میں مردے اٹھیں گے

اوٹھ جائے دلؔ سے دھند غ رست خیز حشر گر یہ بتاں مزار تک اپنے کرم کریں
کوئی روز رستخیز نہ کہتا شہید عشق دیتی نہ تیری تیغ اگر آبرو مجھے
(دلؔ)

Marfat.com

(۱۳) "خانۂ زنبور" : بمعنی خانۂ زنبوران است که بہندی چھتہ شہد آن را نامند و چون آن سوراخ، سُورلخ می باشد باین اعتبار سوراخہای راکہ در نان شیرمال و پنیر می باشد نیز گویند چنانچہ راضی گفتہ بیت :

راضی برزق بی شر و شور قناعتم زنبور خانہ در نظرم نان اغنیاست

و باین سبب کہ از دست کردن بزنبور خانہ زنبوران در شور می آیند و می گزند۔ لہٰذا مقامی راکہ پر از فتنہ می باشد نیز زنبور خانہ می گویند۔

(مرآت الاصطلاح (ص ۵۵ الف)

مے نوش تیرے دود جدائی کے غش سے سینہ میرا تو خانۂ زنبور ہو گیا

(دلؔ)

۱۴۔ "سالگرہ" بکاف فارسی مکسور بمعنی جشنی است کہ روز شروع سال تولد اغنیا می کنند۔ چہ قاعدہ مقرر است کہ ہرگاہ سالی از سنین عمر پسر منقضی میگردد پدر و مادرش یا ہر کہ در قبیلہ بزرگ باشد در رشتۂ طویلی کہ از روز تولدش ترتیب می دہند۔ گرہ می زنند و آن روز جشن شادی می نمایند۔ بقدر حالت سائر الناس خود این گونہ بعمل می آرند و اغنیا بجای گرہ دانۂ مروارید یا ازین قسم جواہر دیگر در رشتہ می کشند و گرہ زدن باعتبار اینکہ باعث کوتاہی رشتہ می شود قرین بیمنت نمی دانند و این رسم بہندوستان عام است۔ محمد طاہر غنیؔ گفتہ بیت :

گشت چون رشتۂ عمرم کوتاہ معنیٔ سالگرہ فہمیدم

"راقم حروف نیز در باب متضمن تہنیت سالگرہ نواب صاحب

Marfat.com

وزیر الممالک اعتماد الدولہ چین بہادر گفتہ بودم نوشتہ می شود۔ رباعیات

از شادی سالگرہ این کہنہ رباط رونق بگرفت در کمال افراط
این رشتہ ز کثرت گرہ افزاید زانسان کہ الف ہزار گردد ز نقاط

★

گردوں بمراد بندگان می گردد مالا مال از طرب جہان میگردد
از فرط گہر رشتہ سال گرہ است انشاء اللہ کہکشان میگردد

(مرآت الاصطلاح از آنند رام مخلص ص ۱۵۹)

کیا جانتے تھے جائے گی ریگِ رواں کی طرح
بچھائے کر کے سالگرہ میں شمار عمر (دلؔ)

۱۵۔ "سرسائی": (سر + سائیدن) = سرسائی
(جبہہ + سائیدن) = جبہہ سائی

جگر کاوی میں ہم اور کوہکن ہر چند یکساں ہیں
مگر اپنی ہے سرسائی کہ ہم تیشہ نہیں رکھتے (دلؔ)

۱۶۔ "سنجاب" جانورے باشد کہ از پوشش پوستیں سازند۔

سنجابیاں قومے ست کہ از ملک ایشان سنجاب پیدا می شود

غیاث اللغات (ص ۲۷۶)

سنجاب ایک چوہے سے بڑے جانور کا نام جس کی ملائم ریشم دار کھال کا پوستین بناتے ہیں۔ یہ اکثر ترکستان سے آتا ہے۔

گو کہ ظاہر میں تو خاک نشیں ہوں لیکن پوستیں کو مری سنجاب سے ہم چشمی ہے
(دلؔ)

Marfat.com

غالب کے یہاں ہے

نازشِ ایام خاکستر نشینی کیا کہوں ؟
پہلوے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا

۱۷ "سنگ فساں" سنگے را گویند کہ بآں شمشیرِ کارد تیز کنند و بمعنی چرخ کہ اہل ہنداں را سان نامند درست نیست۔ چنانچہ محسن تاثیر گفتہ بیت ناصح برائے

ناصح برای تندیٔ تیغِ زبانِ تو کافیست ردی سخت تو سنگِ فسانِ تو

مرآت الاصطلاح (ص ۲۱۳ ب)

کیا غرض تیغ تری باڑھ کی منت کھینچے
سخت جانی ہی مری سنگ فساں ہے، اوس کو (دلؔ)

۱۸ "سوفار" دہانِ تیر۔ تیر کا وہ شگاف جو تیر کے گز میں اُس طرف ہوتا ہے جس طرف سے کمان میں اس کو رکھتے ہیں اور اسے چلاتے وقت چلّہ میں رکھ کر کھینچتے ہیں۔

شادی سے لب زخم دل افگار ہمیشہ
خنداں ہی رہا جیوں لب سوفار ہمیشہ (دلؔ)

ذوقؔ کے یہاں ہے

ہے کماں دار تری تیر مژہ تشنۂ خون منہ کھلا رہتا ہے اس واسطے سوفاروں کا

غدرؔی کے یہاں ہے

تواضع میں ہیں تیرے تیر کے کب لخت دل قاصر
گواہی نان کی دیتے ہے لب سوفار پہلو میں

Marfat.com

انیس کا شعر ہے ؎

بھاگیں تو کسی گوشے میں جانا نہیں ملتا　　سو فاروں کو چلّوں سے ملانا نہیں ملتا

۱۹" سیہ کاسہ" کنایہ از دوں ہمتست ـــــــ واین معنی ملا ساطع بقلم آوردہ

مرآت الاصطلاح (ص ۳۷۰ ب)

بخیل و ممسک ؛

اے چرخ سیہ کاسہ تو اور دل ہی سے کر فخر　　ہم نے تو کبھی کچھ نہ ترے خوان میں دیکھا

کیا کوئی چشم رکھے چرخ سیہ کاسہ سے　　ایک پریشانی مجھے دی ہے سو کیا رد و کر

(دلؔ)

۲۰۔ "شکر خواب" بمعنی خواب شیریں است ۔ آقا شمسی صفاہانی صفیرؔ تخلص کہ در فن نقاشی مہارتی تمام داشت و احوالش در تذکرہ نصیر آبادی مرقوم است می گوید ، بیت :

نمی گوئی نمی خندی چہ شد آئین مشربہا
تبسم در شکر خواب ست پنداری ازاں لبہا

مرآت الاصطلاح (ص ۱۸۵ ب)

خواب خوش ۔ خواب سحر (میٹھی نیند)

غیاث اللغات (ص ۲۹۰)

بخت خفتہ کو مرے خو ہے شکر خوابی کی
کوئی اس بات سے سمجھے کہ ہے بیدار غلط　　(دلؔ)

۲۱۔ "کلبۂ نے" پھوس اور ٹرکٹ وغیرہ کی جھونپڑی ۔ سمت تقوی

Marfat.com

ناپائیدار پرہیز گاری

نہ بک اے شیخ تیرے کلبۂ نے شست تقوی کو
ابھی چاہے تو دم میں پھونک دیوے اخگر عاشق (دلؔ)

۲۲۔ کبریت احمر" زر خالص۔ نقرۂ خالص۔ گندھک۔ غیاث (اللغات (ص ۴۰۶)

نہیں ممکن کہ قاطع حرص کی کبریت احمر ہو
قناعت کا خزانا جس کے ہات آوے تونگر ہو (دلؔ)

۲۳۔ "گلِ چشم": سفید کوچک کہ بہ سیاہی چشم پیدا آید۔ غیاث اللغات (ص ۴۲۹)

دُرِ شہوار گل چشم ہو ہر منعم کا
دلؔ اگر لیویں نہ موتی تری گفتار کے مول (دلؔ)

۲۴۔ "گردہ": خاکہ نقاشان وآن زغال سودہ است کہ در پارچہ بستہ باشد۔ و بر کاغذے کہ دراں بنقشہ گلہا و تصویرات سوزن ہا زدہ باشد مانند تا از آن سوراخ ہا طرح نقش بر کاغذ دیگر نشیند۔ وآن کاغذ سوزن زدہ را نیز گردہ گویند۔ غیاث اللغات (ص ۴۲۶)

شکل ہم سے ناتواں کی کب مصور سے کھنچے
خاک مجنوں کی نہ جب تک گردۂ تصویر ہو (دلؔ)

۲۵۔ مغبرّ: غبار آلودہ۔ تیرہ رنگ

عکس غبار خط سے نہ مغبر ہو سادہ رو
کانپے ہے ہات خوف سے آئینہ دار کا (دلؔ)

۲۶۔ "مفت بر": بلا معاوضہ لے جانے والا۔ مفت خورا۔

Marfat.com

دل دیا تھا تجکو لڑکا پن پہ تیرے بھول کر
مفت بر جان اب کہان وے دن مچلنے کے گئے

چھین لیتے ہیں دل یہہ مفت براں کوئی ایسوں کے پاس کیا بیٹھے

(دلؔ)

(۲۷) "نخلِ محرم": چیز یست کہ در عشرہ اول محرم الحرام در محفل تعزیہ بشکل نخل از خنجر و کارد و شمشیر ترتیب دہند و نخل ماتم نیز آن را گویند۔ محمد سعید اشرف[1] گفتہ بیت:

بجنگ جلوہ او نخل باغ کی آید اگرچہ نخل محرم شود سراپا تیغ

مرآت الاصطلاح (ص ۲۵۹ ب)

سرو گلشن میں تجھ بن اے سرکش نظر آتا ہے نخلِ ماتم سا

(۲۸) (دل)

۲۸۔ "نخلِ شعلہ" (الف) غالباً نخل طور (ب) نخل تکبیر شیطان جو شعلۂ آتش ہے۔

درختے کہ موسیٰ در وادیٔ ایمن بجوانبِ کوہ طور تجلی انوار حق تعالیٰ

بر آں درخت مشاہدہ شدہ بود۔ غیاث اللغات (ص ۵۲۲)

اے عشق میں نخل شعلہ مانند دل اپنی ہی آگ میں جلے ہم

دے خاک تمر نخل جو شعلہ کا ہو سرکش پھلتے کبھی دیکھا نہیں پندار کسی کو (دلؔ)

---

[1] محمد سعید اشرف پسر محمد صالح مازندرانی است۔ در شعر طرازی دستی تمام داشت۔ استاد زیب النساء صبیہ عالمگیر و معاصر صائب و وحید بود در مونگیر وفات (۱۱۱۶ھ ق) یافت۔ یک دیوان و چند مثنوی گذاشت (تذکرۂ مخزن الغرائب مطبوعہ لاہور ص ۱۹۷ بحوالہ تذکرۃ الشعرا ص ۱۴)

Marfat.com

میر۔ درد۔ سودا۔ سوز۔ راسخ۔ فغاں۔ جوشش۔ دل۔ قدری کے زمانے میں بہت سے الفاظ اسی طرح اشعار میں درج ہوئے ہیں جس طرح اُس وقت عوام کی زبان پر تھے اور جو سارے برعظیم میں رائج تھے۔ دل کی زبان بھی وہی ہے جو اُن کے دہلوی معاصروں کی ہے۔ چنانچہ مروجہ طور پر کئی الفاظ کو دل نے بھی تذکیر لکھا ہے۔ میرزا مظہر جان جاناں۔ سراج الدین علی خاں آرزو اور میر سوز وغیرہ نے بھی ان کو تذکیر باندھا ہے۔ مثلاً

"جان"

مژدۂ وصل جو لائی ترے کوچے سے نسیم
بے قراروں کو ترے جان میں تب جان آیا
تو اگر مانگے تو دینے کو ابھی تیار ہوں
آہ پیارے جان کیا تجھ سے بھی پیارا ہے مجھے (دل)

ہمارے ساتھ سے یہ دل بھی بھاگا ہے کہ جان اپنا
ہم اسکو جانتے تھے دوست اپنا مہربان اپنا (مظہر جان جاناں)

قضا رادہ قاتل ادھر آن نکلا
کہ لینے کو جس کے مرا جان نکلا[1] (میر سوز)

رات پروانے کی الفت سیتی روتے روتے
شمع نے جان دیا صبح کے ہوتے ہوتے (خان آرزو)

میر نے تو "حشر" کو بھی مونث باندھا ہے۔ غالباً یہ لفظ بھی اس زمانے میں زبانوں پر مونث ہی رائج ہوگا۔ میر کا شعر ہے ؎

---

[1] رشحات صفیر: (ص ۱۵۸)

Marfat.com

خلق یک جا ہوئی کنارے پر　　حشر برپا ہوئی کنارے پر

دلؔ کی شاعری میں گدھی پراکرت الفاظ بھی خاصے نظر آتے ہیں ؛۔
ابکے ۔ ابھرنا ۔ اٹکلا ۔ باج ۔ باڑھ ۔ تھوتھا ۔ ڈول ۔ رچا ۔ سبہتیہ ۔ سان ۔ سج ۔ سنمکھ ۔ کھیوے ۔ کٹھن ۔ گانٹھ ۔ گھٹ ۔ لاگ ۔ نٹھرنت ۔

لیکن یہ الفاظ وہ ہیں جو اس وقت کی زبان میں عام تھے ۔ دل کے علاوہ اور معروف شعراء نے بھی ان الفاظ کو استعمال کیا ہے اور جب تک ریختہ کی تراش وخراش ہوتی رہی یہ الفاظ اپنی جگہ پر قائم رہے ۔

(۱) اٹکل : انداز ۔ قیاس تخمینہ ۔ جانچ ۔ پرکھ ۔ شناخت ۔

اٹکلنا : انداز کرنا ۔ شناخت کرنا ۔ پہچاننا ۔

دفینہ اٹکلا تھا دل میں اپنے ناخن غم نے
جگر کاوی سے آخر کو ہوا داغ نہاں پیدا　　(دلؔ)

(۲) تھوتھا : اندر سے خالی ۔ کھوکھلا ۔ مہمل ۔ بیکار ۔

ہنستا تھا غیر سے ابھی بیٹھا دو بے وفا
دیکھا جو مجھ کو دور سے بس منہ تھوتھا دیا　　(دلؔ)

(۳) سج :۔ آرائش ۔ زیب وزینت ۔

ابرو کماں ہے تیر نگہ اور مژہ سناں　　کیا ترک سج بنی ہے سر کج کلاہ کی
جما کر تو مسی بیٹھا سجا بل دار یک بیچا　　ہمارے قتل کو قاتل یہ کافر سج نکالی ہے
(دلؔ)

میر تقی میرؔ کے یہاں ؛۔

کرتا ہے کون منع کہ سج اپنی تو نہ دیکھ　　لیکن کبھی تو میرؔ کے کر خاں پر نظر

Marfat.com

(۴) سنمکھ : مقابلہ ۔ سامنا

جو نہ ہو سکے اجل سے سو کرے نگاہ تیری
ہوئے سنمکھ اس کے قاتل یہ ہمارا ہی جگر تھا (دلؔ)

سنمکھ ہیں نگہ کے غمزوں سے گہ اڑے ہیں
آنکھوں ہی سے کسی کی یہ چشم تب لڑے ہیں (ضیاؔ)

(۵) نبٹڑ : تمام ہونا ۔ باقی نہ رہنا ۔

جوں شمع جب کہ بزم جہاں میں نبٹڑ گئے
کاہیدگیٔ عشق ہی آنکھوں میں گڑ گئے (دلؔ)

فرقت کی شب میں زلیت نے اپنی دفانہ کی
قبل سحر چراغ ہمارا نبٹڑ گیا (آتشؔ)

گو جان در آستیں ہے ولے اس قدر کہ ہم
دیکھیں تو پہلے نبٹڑے ہے شمع سحر کہ ہم (قدرؔی)

دلؔ کے یہاں محاورے بھی خوب استعمال ہوئے ہیں جیسے ۔
اڑتی سی سننا ۔ آگ ہونا ۔ آگ بھڑکانا ۔ امتحان لینا ۔ آنسو پی جانا ۔ آنکھ چرانا ۔ آنکھ پر چڑھنا ۔ آنکھ موندھنا ۔ آنکھ مارنا ۔ بغل جھانکنا ۔ بیڑا پار ہونا ۔ بھر نظر دیکھنا ۔ پتھر پڑنا ۔ تیور چڑھنا ۔ ٹھوکریں کھانا ۔ جی میں جی آنا ۔ جی لگنا جی کی جی میں رہنا ۔ جی سے اتر جانا ۔ چوری پکڑنا ۔ چاند نکلنا ۔ دانت کھٹے ہونا ۔ دو چار ہونا ۔ دل میں سمانا ۔ دل سے چاہنا ۔ دل میں بسنا ۔ دل میں گھر کرنا ۔ ڈول پھوٹنا ۔ سر سے ٹلنا ۔ سرخ رو ہونا ۔ کان میں پھونک دینا ۔ کان رکھنا ۔

Marfat.com

کان کو بھانا۔ کمر کسنا۔ کمر باندھنا۔ من مارنا۔ نظر سے گرنا۔ نون چھڑکنا[1]۔ ہات ملنا۔ ہات دھونا۔ آستین پکڑنا۔

اُردو زبان میں جو الفاظ عام طور پر مروّج تھے ان میں سے کچھ دلؔ کے اشعار میں بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر اب متروک ہو چکے ہیں۔ لیکن بعد میں جب تذکیر و تانیث کی حدبندی ہوئی تو بہت سے الفاظ جو دلؔ کے زمانہ میں تذکیر استعمال ہوتے تھے ان کی بھی تانیث متعین ہو گئی۔

جب دلّی اجڑی۔ عظیم آباد پریشانیوں میں مبتلا تھا۔ اور مرشد آباد الجھنے میں تو اس وقت نے دے کے صرف لکھنؤ ہی رہ گیا تھا۔ جہاں کچھ سکون تھا دلّی سے جو اہل کمال نکلے ان میں سے کچھ نے لکھنؤ کا رُخ کیا۔ لکھنؤ میں شعر و سخن کی نئی محفل جم گئی اور اس فن کی بڑی قدر وہاں ہوئی۔ شعر و شاعری کا گھر گھر چرچا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے زبان شعر و ادب درجۂ کمال کو پہنچی۔ بالخصوص ناسخؔ اور آتشؔ نے زبان و بیان کو نکھارنے کی طرف خاص توجہ کی۔ تراش و خراش ہوئی اور اب جو الفاظ "متروکات" کی فہرست میں شمار کئے جاتے ہیں۔ وہی ہیں جن کو ناسخؔ و آتشؔ نے زبان کی صفائی۔ ستھرائی کیلئے چھانٹا اور بعض کو نئی صورت میں ڈھالا۔

دلؔ ان مصلحین سے پہلے کے بزرگ ہیں۔ انھوں نے اپنے اشعار میں وہی زبان استعمال کی ہے جو مرزا مظہر۔ سوداؔ۔ میرؔ۔ اور دردؔ کی ہے۔ البتہ اشرف علی خاں فغاںؔ کا معاملہ خاص ہے۔ یہ ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے ناسخؔ و آتشؔ سے پہلے عہد محمد شاہی میں اردو زبان کی ترقی اور الفاظ کی صفائی

---

[1] نمک پاشی کرنا۔

Marfat.com

ستھرائی کی طرف توجہ کی تھی۔ میرزا عبدالقادر بیدلؔ کے ایک شاگرد نواب محمد امیر خاں عمدۃ الملک انجامؔ اور دوسرے امراء نے مل جل کر یہ کام شروع کیا تھا اور اس بزم میں الفاظ و محاورات کی جو تحقیق ہوئی تھی اس کی نقلیں بقول صاحب سیر المتاخرین سارے ہندوستان میں امراء و شعراء کے پاس بھیجی جاتی تھیں۔ اشرف علی خاں فغاںؔ بھی ایک ممتاز امیر تھے اور احمد شاہ کے دودھ شریک بھائی اور ایک اچھے شاعر۔ یہ میرؔ و مرزاؔ اور جوششؔ و دلؔ کے معاصر ہیں۔ فغاںؔ نے مرہٹہ گردی کے زمانے میں دلّی چھوڑی تو عظیم آباد چلے گئے۔ فغاںؔ کی زبان دوسرے اساتذہ کے مقابلے میں زیادہ صاف ستھری ہے۔ بعد میں ناسخؔ نے وہی خدمت انجام دی جو انجامؔ اور فغاںؔ وغیرہ[1] انجام دینی چاہتے تھے۔ اب ان الفاظ کی فہرست دیکھئے جو دلؔ کے یہاں آئے ہیں۔ الفاظ بھی اور املا بھی۔

---

[1] "فغاںؔ کے یہاں قدما کے الفاظ نہیں ملتے اور جو متروکات سوداؔ اور میرؔ کے یہاں بکثرت استعمال ہوتے ہیں فغاںؔ کے یہاں مشکل سے کہیں کہیں ملیں گے۔ پورے دیوان میں صرف کسو۔تت۔جون۔سان اور ٹک چند بار استعمال ہوئے ہیں ..... فغاںؔ کے یہاں یہ متروکات بالکل نہیں پائے جاتے ہیں ....."

دیوان فغاںؔ ص ۷۲ و ۴۰
مرتبہ سید صلاح الدین عبدالرحمٰن صاحب

Marfat.com

مترودک	رائج
	(الف)
اوٹھ	۔ اُٹھ
اوسے	۔ اسے (اس سے)
ابکے	۔ اب کے (اس دفعہ
اب تلک	۔ اب تک
اوڑکر	۔ اُڑکر
اوجڑ	۔ اجڑ۔ اُجاڑ
اوڑگے	۔ اڑگے
انے	۔ ان نے (انھوں نے)
اون	۔ ان
اودھر	۔ اُدھر
اوس	۔ اس
ایدھر	۔ اِدھر
	(ب)
بن	۔ بغیر
بہہ	۔ بہتر
بُھونا	۔ بُھنا
	۔

مترودک	رائج
	(ت)
تڑپھ	۔ تڑپ
تروار	۔ تلوار[1]
تھانبے	۔ تھامے
تھنبے	۔ تھمے
توباہ	۔ توبہ
	(پ)
پانئو	۔ پاؤں (پیر)
پھیر	۔ پھر
پہرنا	۔ پہننا
	(ج)
جنے	۔ جن نے
جیدھر	جدھر
جیون	جیون ۔ جس طرح

[1] ولی نے اپنے کلام میں کہیں بھی تلوار نہیں لکھا وہ ہر جگہ "تروار" لکھتے ہیں لیکن ان کے بھائی جوشش نے اپنے کلام میں "تلوار" ہی لکھا ہے۔

Marfat.com

متروک	رائج
	(چ)
چڑ	ـ چڑھ
	(خ)
خطرا	ـ خطرہ
	(د)
دوانا	ـ دیوانہ
دیویں	ـ دیں
دھائے	ـ ڈھائے
	(ذ)
ذبحہ	ـ ذبح
	(ڈ)
ڈول	ـ طرح
ڈستا	ـ رسہ
	(س)
سان	ـ طرح
سیوائے	ـ سوائے
سیوے گا	ـ سئے گا
ـ	ـ ـ

متروک	رائج
	(ش)
شردو	ـ شروع
شکوا	ـ شکوہ
	(ف)
فایدہ	ـ فائدہ
فسانا	ـ فسانہ
	(ک)
کاٹوں	ـ کانٹوں
کبھو	ـ کبھی
کنے	ـ کن نے (کے یہاں)
کُوا	ـ کنواں
کیدھر	ـ کدھر
	(ل)
لاوے	ـ لائے
لڑکائی	ـ لڑکپن
لوہو	ـ لہو
لون	ـ نون (نمک)
لیوے	ـ لے

Marfat.com

متروک	رائج
(م)	
ماگے	۔ مانگے
مہینا	۔ مہینہ
(ن)	
نت	۔ ہمیشہ
(و)	
ور	۔ زیادہ

متروک	رائج
وعدا	۔ وعدہ
وو	۔ وہ
وے	۔ وہ (جمع)
(ہ)	
ہات	۔ ہاتھ
(ی)	
یے	۔ یہ

Marfat.com

دلؔ اور غالبؔ

کوثر چاندپوری لکھتے ہیں کہ "شاعری کی یہ بہت پرانی خصوصیت ہے کہ بعد میں آنے والے شعراء نے پہلے شاعروں کے افکار و خیالات سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور ان کے چراغِ تخیل کی لو سے اپنے شعور میں نئی شمع جلائی ہے۔ یہ طریقہ عرب میں بھی رائج رہا ہے۔ فارسی اور اردو میں بھی کثرت سے ..... مثالیں ملتی ہیں ..... غالبؔ نے فارسی اردو اور خال خال عربی اشعار سے فائدہ اٹھایا ہے۔ کہیں خیال مستعار لیا ہے اور اپنے شاعرانہ تصرفات نیز اسلوب کے سانچہ میں ڈھال کر اسے اپنے مخصوص انداز۔ لہجہ اور آہنگ میں پیش کر دیا ہے"[1] اب ہم یہ دیکھیں کہ دلؔ کا دیوان غالبؔ کے مطالعہ میں رہا ہے تو اس سے کس حد تک اثر پذیر ہوئے ہیں اور دلؔ کا کس حد تک تتبع کیا ہے چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

---

(۱) گوہرِ مقصود تو کیا خاک ہاتھ آوے گا دلؔ
عشق میں اس کے نظر آتا ہے سودا جان کا (دلؔ)

---

[1] جہانِ غالب صـ ۱۵۲-۱۵۳

Marfat.com

فائدہ کیا سوچ آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ
دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہو جائے گا (غالبؔ)

---

(۲) کیا بلا تسخیر ہے جوہر تری شمشیر کا
جس پہ دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے ہر نخچیر کا (دلؔ)
جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیئے
سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا (غالبؔ)

---

(۳) شیخ کعبے کو گیا اور برہمن بتخانے کو
دلؔ نے گھر بیٹھے ہوئے سجدہ تیرے در پر کیا (دلؔ)
اب تک میں عبث اور جگہ ڈھونڈ رہا تھا
پردے میں اسی دل کے مرا یار چھپا تھا ″
جستجو کعبہ و بتخانہ میں اب تک تھی مجھے
یہ خبر کس کو تھی وہ دل میں نہاں ہووے گا ″

تا چند نازِ مسجد و بت خانہ کھینچیے
جوں شمع دل بہ خلوتِ جانانہ کھینچیے غالبؔ

---

(۴) عین ذات اس کی یہی عالم ہے موجودات کا
نفی خود ہو دیکھیے گر شوق ہو اثبات کا (دلؔ)

Marfat.com

ہے مشتمل نمودِ صور پر وجودِ بحر (غالب)
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں

نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا "
دی ہے جائے سخن اس کو دمِ ایجاد نہیں

---

(۵) ہمتِ ساقیٔ کوثر کب رکھے گی تشنہ لب
روزِ محشر آسرا ہے دل اُسی کی ذات کا (دلؔ)

کب تلک پھیرے اسد بہلائے تفتہ پر زباں
طاقتِ لب تشنگی اے ساقیٔ کوثر نہیں (غالب)

---

(۶) غنیمت ہے کہ اس بیدادگر نے صبح کو پوچھا
کہ شب کو کون میرے در پہ سر اپنا پٹکتا تھا (دلؔ)

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا (غالب)

---

(۷) تنگ کرتی ہے وسعتِ دنیا
لامکاں میں مکاں بنائیے گا (دلؔ)

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے پرے ہوتا کاش کے مکاں اپنا (غالب)

Marfat.com

(۸) دل ہی بے سرد سامانی ہے ساماں اپنا
کب تلک رہئے گا فکرِ سرد و ساماں کے بیچ (دل)

ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع
شعلۂ عشق کو اپنا سر و ساماں سمجھا (غالب)

---

(۹) چاہتی ہے دل میں تباں کے اثر کرے
اے آہ پر نظر نہیں آتی اثر کی طرح (دل)

آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے
ہم بھی اک اپنی ہوا باندھتے ہیں (غالب)

---

(۱۰) وحشت تو مجھے شہر میں رہنے نہیں دیتی
ناچار بیاباں ہی میں اب رہئے گا چل کر (دل)

جی میں ہے اب کسی کی سنیئے نہ اپنی کہیئے "
یک گنج عافیت میں چپکے ہو بیٹھ رہیئے

فریاد کیا سنیں گے ترے دار مارتے ہیں "
ایسے ستم گروں کی بستی ہی میں نہ رہیئے

رہیئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو (غالب)

Marfat.com

(۱۱) فتح کا ناقوس بجوایا فغان و آہ سے
ان بتوں نے کعبۂ دل کو ہمارے لوٹ کر (دلؔ)
کعبہ میں جا بجائیں گے ناقوس
اب تو باندھا ہے دیر میں احرام (غالبؔ)

---

(۱۲) وصل میں بھی تری زلفوں نے چھپایا کھڑا
نہ ٹلی سر سے مرے دہ شب دیجور ہنوز (دلؔ)
اے اسدؔ تیرگیٔ بختِ سیہ ظاہر ہے
نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز (غالبؔ)

---

(۱۳) کیا اسیری تھی کہ مدت ہوئی چھوٹے لیکن
بال و پر میں نہیں پرواز کا مقدور ہنوز (دلؔ)
خزاں کیا فصلِ گل کہتے ہیں کس کو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہیں قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے (غالبؔ)

---

(۱۴) راہ ہموار ہے حقیقت کی
واں دوئی کا نہیں نشیب و فراز (دلؔ)
نہ ہو بہ ہر زہ بیاباں نوردِ وہم وجود
ہنوز تیرے تصور میں ہیں نشیب و فراز (غالبؔ)

Marfat.com

(۱۵) دیکھیں پہونچے کب آسماں تک
آئی تو ہے آہ اب زباں تک (دلؔ)

نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا اور اب
لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے (غالبؔ)

---

(۱۶) اہلِ ہمت کو تمنا ہے ترقی اس کی
پست ہمت ہی کوئی چاہے گا یاں پستیٔ عشق (دلؔ)

تا چند پست فطرتیٔ طبع آرزو
یارب ملے بلندیٔ دستِ دعا مجھے (غالبؔ)

---

(۱۷) عشق کسی کے، کہیں زور سے آیا ہے ہات
ہوتے ہیں کیوں بوالہوس دست و گریبانِ عشق (دلؔ)

عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش [illegible]
جو لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے (غالبؔ)

---

(۱۸) پژمردہ ہو گیا گلِ عہدِ شباب دلؔ
جاتی رہی چمن سے ہمارے بہار حیف (دلؔ)

گل چہرہ ہے کسی خفقانی مزاج کا
گھبرا رہی ہے ہیمِ خزاں سے بہار حیف غالبؔ

Marfat.com

آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے
اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے

(۱۹) یاں تلک عشق نے کی خانہ خرابی آخر
بیٹھنے کو نہ رہا سایۂ دیوار دریغ (دلؔ)

عاشق کو اپنی خانہ خرابی کے واسطے
اک برقِ آہ و دیدۂ خونبار چاہئے (غالبؔ)

(۲۰) شکرِ نعمت بجز افزوئی نعمت نہ کروں
ایک بوسے پہ ترے لب کے قناعت نہ کروں (دلؔ)

امیدوار ہوں تاثیر تلخ کامی سے
کہ قند بوسۂ شیریں لباں مکرر ہو (غالبؔ)

(۲۱) تند خو بیٹھ رہا روٹھ کر اے جذبۂ عشق
تو نہ جائے گا تو جائے گا اسے لانے کون (دلؔ)

میں بلاتا تو ہوں اس کو مگر اے جذبۂ دل
اس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے (غالبؔ)

Marfat.com

(۲۲) اس کے خط میں بھی خال ہے پنہاں
خالی دانہ سے کوئی دام نہیں (دلؔ)
حکم ناطق لکھا گیا کہ لکھیں
خال کو دانہ اور زلف کو دام (غالبؔ)

---

(۲۳) اہل تحقیق اسی فکر میں مر جاتے ہیں
کون ہیں، کیا ہیں، کہاں آئے، کدھر جاتے ہیں؟ (دلؔ)
یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟
غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ (غالبؔ)
شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ہے؟
نگہ چشم سرمہ سا کیا ہے؟ "
سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں؟
ابر کیا چیز ہے، ہوا کیا ہے؟

---

(۲۴) نہ لادے منہ پہ عارف عالم اسباب کی باتیں
کہے بھی کچھ تو جیسے بھولے بھولے خواب کی باتیں (دلؔ)
یقین ہے آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو
دمِ تیغ توکل سے اگر پائے سبب کاٹے (غالبؔ)

Marfat.com

(۲۵) اپنی نوبت ہی نہیں آتی ہے تردار تلک
اس کے تیور ہی چڑھے دیکھ کے مر جاتے ہیں (دلؔ)
آتا ہے میرے قتل کو پرجوش رشک سے
مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر (غالبؔ)

---

(۲۶) بسمل ترے جو تڑپے، بھی زیر بام تو کیا
طاقت کہاں وہاں تک جانے کی بال و پر میں (دلؔ)
مگر غبار ہوئے پر ہوا اڑا لے جائے
وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں (غالبؔ)

---

(۲۷) نہ پاس اپنی وفا کا نہ خوفِ چشمِ حسود
کرے ہے بات رقیبوں سے یار آنکھوں میں (دلؔ)
اس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کئے
بیٹھا رہا اگرچہ اشارے ہوا کئے (غالبؔ)

---

(۲۸) تیرے دیوان کا مشتاق ہو دلؔ کیا کوئی
کون سا شعر ہے تیرا کہ جو مشہور نہیں (دلؔ)
ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی غالبؔ
میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں (غالبؔ)

Marfat.com

(۲۹) بن کر گدائے میکدہ اک روزجی میں ہے
پیرِ مغاں سے ہم بھی سوالِ سبو کریں (دلؔ)

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں (غالبؔ)

---

(۳۰) اتنا بھی غرور خوش نما نئیں
سنتے ہو، کسی کا کوئی خدا نئیں (دلؔ)

زندگی اپنی جو اس طرح سے گزری غالبؔ
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے (غالبؔ)

گفتنی نیست کہ بر غالبِ ناکام چہ رفت
می تواں گفت کہ ایں بندہ خداوند نہ داشت ″

---

(۳۱) کیا فراغت سے گزرتی ہے قفس میں دل کی
نہ تو فکرِ گل و بلبل ہے نہ پروائے چمن (دلؔ)

نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں
گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے (غالبؔ)

---

(۳۲) وے جو غمخوار تھے اپنے سو گئے دنیا سے
دلؔ یہ معلوم نہیں کس لئے ہم جیتے ہیں؟ (دلؔ)

Marfat.com

نادان ہو جو کہتے ہو کیوں جیتے ہو غالب
قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور (غالب)

---

(۳۳) میں خوب جانتا ہوں مرے بعد مرگ بھی
آرام دیویں گی نہ مجھے بے قراریاں (دل)

اللہ رے ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ
ہلتے ہیں خود بخود مرے اندر کفن کے پانو (غالب)

---

(۳۴) خود نمائی ہی کو ہستی کا ثمر جانتے ہیں
عیب کو بے ہنراں اپنے ہنر جانتے ہیں (دل)

عیب کا دریافت کرنا ہے ہنرمندی آسد
نقص پر اپنے ہوا جو مطلع کامل ہوا (غالب)

---

(۳۵) ہم صفیرو کیا بیاں کیجے مقامات عدم
خواب ہے سارا جہاں اس میں بجائے خواب ہوں (دل)
(اب تلک غفلت نے دھوکے میں رکھا تھا مجھ کو یاں
خواب سا آیا نظر سب کچھ، جو جاگے خواب سے) "

ہے غیب غیب جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود
ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں (غالب)

Marfat.com

(۳۶) سالک راہ فنا گم کرے منزل کیونکر
سنگِ ہر مقبرہ یاں سنگ نشاں ہے اس کو (دلؔ)
رکھا غفلت نے دور افتادۂ راہ فنا ورنہ
اشارت فہم کو ہر ناخنِ بریدہ ابرو تھا (غالبؔ)

---

(۳۷) کیا غرض تیغ تری بار بھی منت کھینچے
سنگ جانی ہی مری سنگِ فساں ہے اس کو (دلؔ)
بن گیا تیغ نگاہ یار کا سنگِ فساں
مرحبا میں کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے (غالبؔ)

---

(۳۸) نظر آیا نہ خوبان جہاں میں ایک بھی ایسا
کہ جس نے دوستی کی ہو کسی سے اور نباہی ہو (دلؔ)
مرنے تلک اسی کی رہی آرزو مجھے
اہل وفا نہ کوئی ملا خوبرو مجھے "
وفائے دلبراں ہے اتفاقی ورنہ اے ہمدم
اثر فریاد دلہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے (غالبؔ)

---

(۳۹) نہ پوچھو انقلاب دہر ایسا ہے، اگر چاہے
نظر سے مو کے، دم میں گرا دیوے سلیماں کو (دلؔ)

Marfat.com

وقت اُس افتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ
نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے (غالبؔ)

---

(۴۰) سیدرہ غیر ہوئے یا کہ مجھے بھول گیا
رات جو تو نے کہا تھا مرے گھر آنے کو؛ (دلؔ)
ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا (غالبؔ)
تو مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دوں
کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا 〃

---

(۴۱) گریں نہ گدائے عشق ہوتا
ہوتا غمِ روزگار کس کو (دلؔ)
غم اگرچہ جاں گسل ہے پہ کہاں بچیں کہ دل ہے
غمِ عشق اگر نہ ہوتا غمِ روزگار ہوتا (غالبؔ)

---

(۴۲) کیجے گلہ اگر دلؔ خود رفتہ کا، عبث
کس کی خبر ہے وہ جسے اپنی خبر نہ ہو (دلؔ)
پھر بیخودی میں بھول گیا راہ کوئے یار
جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں (غالبؔ)

Marfat.com

(۴۳) آئے ہیں جہاں میں جیسے تنہا
جائیں گے یہاں سے بھی جریدہ ۵ (دلؔ)

چوں بوئے گل ہوں گرچہ گرانبارِ شتِ زر
لیکن اسدؔ بوقت گزشتن جریدہ ہوں (غالبؔ)

---

(۴۴) جب تک ہستی ہے تب تک بال دعوئی کوتاہ ہے
نیستی جب آئی پھر اللہ ہی اللہ ہے (دلؔ)

دم واپسیں بر سر راہ ہے
عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے (غالبؔ)

---

(۴۵) عاشق ہو تم پہ سنگ دلاں کیا کرے کوئی
خواہی نخواہی آپ کو رسوا کرے کوئی (دلؔ)

چاکِ جگر سے جب رہ پرسش نہ وا ہوئی
کیا فائدہ کہ جیب کو رسوا کرے کوئی (غالبؔ)

ساغر و مینا سے تو سیری نظر آتی نہیں
مے پرستو خم ہی میں اب منہ لگایا چاہیے (دلؔ)

مے پرستاں خم مے منہ سے لگائے ہی بنے
ایک دن نہ ہوا بزم میں ساقی نہ سہی (غالبؔ)

Marfat.com

ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیٔ صہبا
یکبار لگا دو خمِ مے میرے لبوں سے

"

---

(۴۷) تمہارے در پہ جو دربان نے آستیں پکڑی
برنگِ نقشِ قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی (دلؔ)
اس فتنہ خو کے در سے اب اٹھتے نہیں اسدؔ
اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو (غالبؔ)

---

(۴۸) اتنا دھمکا رہا ہے کیا اے چرخ
تو نہ دے گا، مرا خدا تو ہے (دلؔ)
بیگانگیٔ خلق سے بیدل نہ ہو غالبؔ
کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے (غالبؔ)

---

(۴۹) جو ٹک فرصت ملے اس آہ و نالہ سے تو اے گردوں
تجھے یہ آہ و نالہ کا تماشا ہم دکھائیں گے (دلؔ)
دکھاؤں گا تماشا دی اگر فرصت زمانے نے
مرا ہر داغ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا (غالبؔ)

Marfat.com

(۵۰) سہو سے ہاتھ لگا بیٹھے تری زلفوں کو
لاکھ الحمد کہ پھر مورد تقصیر ہوئے (دل)

جب کرم رخصت بیباکی و گستاخی دے
کوئی تقصیر بجز خجلت تقصیر نہیں (غالب)

---

(۵۱) کوچۂ عشق میں بیدادگروں کے اے دل
ایسے ہم کیا تھے گنہ گار کہ شہر ہوئے (دل)

گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں
جائداد ہوائے سر رہگذار تھا (غالب)

---

(۵۲) ہر چند بادشاہ نہیں دل گدا تو ہے
گو بیٹھنے کو تخت نہیں بوریا تو ہے

اوے ہے اس کو دیکھئے اللہ کب تلک
لوگوں سے اس کے آنے کا مژدہ سنا تو ہے (دل)

ہے خبر گرم ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا (غالب)

---

(۵۳) شکوہ مری وفا ہی کا بجا کہ ہر آن ہے
بس چپ ہو یار شیر سے بھی منہ میں زبان ہے (دل)

Marfat.com

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا
بس چپ رہو ہمارے بھی منہ میں زبان ہے (غالب)

---

(۵۴) زلفوں کو منہ پہ چھوڑے، بند قبا کو کھولے
بدمست تجھ کو دیکھوں مدت سے آرزو ہے (دلؔ)

مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس
زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کئے ہوئے (غالب)

---

(۵۵) دو عالم سے کیونکر نہ منہ پھیر لے
دل اب زندگانی سے بیزار ہے (دلؔ)

مجھ سے مت کہہ تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی
زندگی سے بھی مرا جی ان دنوں بیزار ہے (غالب)

---

(۵۶) کیا گنہگار تھے اتنے کہ ترے کوچے میں
بیٹھنے کو نہ ملا سایۂ دیوار مجھے (دلؔ)

شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش
صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں (غالب)

---

(۵۷) گو نہ ہو دیدار تیرا پر فقیروں کی طرح
صبح و شام آکر ترے در پر سے ہو جانا مجھے (دلؔ)

دل ہی تو ہے سیاست درباں سے ڈر گیا
میں اور جاؤں در سے ترے بن صدا کئے (غالب)

Marfat.com

(۵۸) ہاتھوں نے میرے لوٹ مچائی ہے جیب پر
جاتا ہے کوئی ادھر لئے کوئی اُدھر لئے (دلؔ)

خدا شرمائے ہاتھوں کو کر رکھتے ہیں کشاکش میں
سبھی میرے گریباں کو کبھی جاناں کے دامن کو (غالبؔ)

---

(۵۹) خلوتیں ہیں جہاں میں جو ہم سے گرفتہ دل
آنکھوں میں ان کے دست و نیا بھی تنگ ہے (دلؔ)

کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہاں ہے
جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسماں ہے (غالبؔ)

---

(۶۰) شبینہ کیوں رکھیں ہم صبح اٹھ کر کیا نہیں کھاتے
تو کل جن کو ہوتا ہے غم فردا نہیں کھاتے (دلؔ)

کل کے لئے کر آج نہ خست شراب میں
یہ سوءِ ظن ہے ساقیٔ کوثر کے باب میں (غالبؔ)

---

(۶۱) میسّر اہل دل کو زیر خاک آسودہ حالی ہے
رگ سنگ مزار اپنا انھیں تار نہالی ہے (دلؔ)

گرم فریاد رکھا شکل نہالی نے مجھے
تب اماں ہجر میں دی بے دلیالی نے مجھے (غالبؔ)

---

(۶۲) ان دنوں سودا کا میرے بے طرح کچھ رنگ ہے
اپنی خاطر جاہ سوچیں ہوں تو صحرا تنگ ہے (دلؔ)

Marfat.com

جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ
صحرا ہماری آنکھ میں اک مشتِ خاک ہے (غالبؔ)

---

(۶۳) کچھ رقیبوں نے دعا کی : طرح ڈالی ہو
آج کیا ہے تجھے دے دے کے قسم رکھتا ہے؟ (دلؔ)

جھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دورِ جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں؟ (غالبؔ)

---

(۶۴) خدنگِ ناز تیرا یار گر پہلو میں آ بیٹھے
دلِ بسمل کیں ابھی زانو سے اپنا سر اٹھا بیٹھے (دلؔ)

ہنگامِ اضطراب ہوں دریوزہ گر بوسہ
یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے (غالبؔ)

---

(۶۵) رکھا گردوں نے جادہ کی طرح پامالِ یک عالم
ترے کوچے میں جس دن سے برنگِ نقش پا بیٹھے (دلؔ)

یہاں آ کر گرے ایسا کہ سنگِ آستاں ہو گئے
ترے در پر سجودوں کی ٹھوکریں بیجا نہیں کھاتے

دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں
خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں (غالبؔ)

---

(۶۶) قابلِ ترکِ ادب اپنی سیہ مستی نہیں
بارہا اُن نے نشے میں چھیڑ دیکھا ہے مجھے (دلؔ)

Marfat.com

ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑیں گے رکھ کر عذر مستی ایک دن (غالب)

---

(۴۷) گو یارِ بے وفا نے نہ لکھا جواب خط
پر ہم تو اپنی طرف سے اس کو لکھا کئے (دلؔ)

یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب
مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا (غالب)

اور یہ باقی بھی پڑھئے :-

کہئے تو کس سے کہئے دردِ غمِ دل چپ رہئے تو رہے بیقراریِ بیدل
نے کہتے بنے ہے کچھ نہ چپ رہتے گوئی مشکل دگر نہ گوئی مشکل
(دلؔ)

مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل! سن سن کے اسے سخنورانِ کامل
آسان کہنے کی کرتے ہیں فرمائش گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل
(غالب)

دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ دل نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں یا بعض ترکیبیں اپنے اشعار میں درج کی ہیں وہ غالب کے یہاں بھی اسی انداز سے موجود ہیں۔ اسی طرح بعض الفاظ کا املا بھی وہی ہے جو دلؔ نے اختیار کیا ہے۔ جیسے "پانو" (پاؤں) وغیرہ۔ مولانا غلام رسول مہر (مرحوم) کا خیال یہ تھا کہ "پانو" غالب کا املا ہے[1]۔ مندرجہ ذیل الفاظ نظر انداز نہیں کئے

---

[1] دیوانِ غالب۔ مرتبہ غلام رسول مہر (ص ۱۲۰) حاشیہ

Marfat.com

جاسکتے ہیں اور توجہ طلب ہیں مثلاً :-

آتش خاموش۔ آتش عشق ۔ اخلاص حیف ۔ آزردوں ۔ آزردگاں ۔ آشتی۔ اشکباری ۔ افسردگیٔ دل۔ انگبین ۔ آئینۂ دل ۔ بال ہما۔ بال و پر بالیں ۔ بدگمان ۔ بستر سنجاب ۔ بوریا ۔ بیداد گر ۔ بیداد عشق۔ بیخودی پانوٗ ۔ تار نہالی ۔ تدبیر و تقدیر ۔ تا چند ۔ تسلیم و رضا ۔ تماشا ۔ تن آسانی تکلف برطرف ۔ تیشۂ عشق ۔ تیشۂ غم ۔ ثبات ہستی ۔ جادۂ راہ ۔ جام جم جبہ سائی ۔ جگر کاوی ، جگر لخت لخت ۔ جلوہ گری ۔ جوہر تیغ ۔ چاک گریباں ۔ چاکر ۔ چرخ سفلہ پرور ۔ حباب آسا ۔ حیرانی ۔ خانہ خراب خارخار ۔ خداساز ۔ خون ناب ۔ خط و خال ۔ دامن صحرا ۔ داغ جگر ۔ داغ دل ۔ دار رسن ۔ دربان ۔ دست قضا ۔ دل و جگر ۔ دم شمشیر ۔ دود آہ ۔ دوئی ۔ دیدۂ خونبار ۔ دیوار و در ۔ راہ فنا ۔ رخنۂ دیوار ۔ رستخیز ۔ روزن دیوار ۔ زانو ۔ زندانیٔ خفتہ ۔ زہر ۔ سادہ پرکار ۔ سخت جانی ۔ سنگ جفا ۔ سنگ فساں ۔ سنگ و خشت ۔ سوگند ۔ سیل گریہ ۔ سیہ بختی ۔ شادی و غم ۔ شب مہتاب ۔ شب و روز ۔ شرار عشق ۔ شکستہ بال ۔ شور جنون ۔ صبر و شکیب ۔ صلائے عام ۔ ضعف ۔ طالع آزمائی ۔ عبارت مختصر ۔ عقدۂ دل ۔ عنقا ۔ غارتگر ۔ غزل سرا ۔ غفلت ۔ غنیمت ۔ غم روزگار ۔ غم عشق ۔ فتراک ۔ فسردگی ۔ فلک سفلہ ۔ قبلہ امید و کعبۂ مقصود ۔ قفس ۔ قناعت ۔ کافر ۔ کافر کیش ۔ کباب ۔ کوہکن ۔ لطمۂ موج ۔ ماہ و سال وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

دیوانِ دِل پہلی مرتبہ منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ یقین ہے کہ آئندہ اہلِ فکر و نظر اس پر مزید توجہ کریں گے اور بہت کچھ لکھیں گے۔ ہم نے اختصار سے کام لینے کی بہت کوشش کی لیکن بات سے بات نکلتی چلی گئی اور یہ اختصار بھی کافی طویل ہو گیا۔ لہٰذا مرزا بیدلؒ کے حسبِ ذیل شعر میں خفیف تبدیلی کر کے ان کی روح سے معذرت کرتے ہوئے ہم ان تمنّاؤں کے ساتھ اپنی بات ختم کرتے ہیں کہ

بہ تکلّم دل اگر رسی مگذر ز جادۂ منصفی
کہ کسی نمی طنبد ز توصلۂ دگر مگر آفرین

۲۵۷۔ ثروت آباد
کراچی

محمد مظفر المحسن
۱۱ اپریل ۱۹۸۳ء

Marfat.com

اعداد و شمارِ دیوان

ردیف	غزلیات	ابیات	ردیف	غزلیات	ابیات
الف	۶۷	۴۸۵	ط	۲	۱۴
ب	۴	۳۰	ع	۱	۷
ت	۵	۳۶	غ	۳	۱۷
ج	۱	۷	ف	۳	۱۹
چ	۳	۴۰	ق	۴	۲۲
ح	۲	۱۵	ک	۹	۵۶
خ	۱	۷	ل	۸	۵۰
د	۳	۱۷	م	۵	۳۳
ر	۱۸	۱۱۱	ن	۳۹	۲۶۱
ز	۳۰	۲۳	و	۲۸	۱۹۰
س	۲	۱۱	ہ	۵	۲۷
ش	۱	۵	ی	۱۰۵	۵۴۹
ص	۱	۵	-	-	-
کل تعداد	۱۱۱	۷۷۱	-	۲۱۲	۱۲۴۵

(۱) غزلیات :- ۱۱۱ + ۲۱۲ = ۳۲۳ (۲) قطعات = ۶

(۳) رباعیات = ۱۲ (۴) ابیات :- ۷۷۱ + ۱۲۴۵ = ۲۰۱۶

Marfat.com

دیوان

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

غزلیات

ردیف (الف)

ہوئی جب دل میں اپنے گرمیٔ آہ و فغاں پیدا (۱) برنگ شمع ہر مو سے لگی ہونے زباں پیدا
دفینہ اک نکلا تھا دل میں اپنے ناخنِ غم نے جگر کاوی سے آخر کو ہوا داغِ نہاں پیدا
ہوس مٹنے لگی عالم کے دل سے ماہ رویاں کی لگا ہونے کو جب چہرہ پہ خطِ مہ شان پیدا
نہ ہوتی خلق کی آنکھوں میں ہرگز قدر یوسف کی ہوا ہوتا اگر اس وقت میں تجھ سا جوان پیدا
سگانِ کوئے قاتل ہڈیوں کو دوستدار رکھتے ہما کے واسطے ڈھونڈھے نہ ہوتا استخوان پیدا
بسان دار بانان بہرِ سیرِ عالمِ بالا کرے عارف ہر ایک تارِ نفس سے نردبان پیدا

اگر یہ موج بے مے گر آئینہ دل ہو
بسان جام جم ہووے تماشائے جہاں پیدا

Marfat.com

(۲)

شب یلدا خودی کی تا نہ ہوا آنکھوں سے ناپیدا
نہ ہووے مطلع ہستی سے خورشید فنا پیدا

تری تیغ مژہ[1] بے سنگ سُرمہ رہ نہیں سکتی
ہماری جان کا پیارے خلا[2] کو تو ہوا پیدا

مبارک باد استقبال کی دی خاک کو اپنی
ہوئی کوچے میں تیرے دور جو ہیں صبا پیدا

جبا و نالۂ حفظ کو اپنے ضبط کرتا ہوں
جرس کی طرح میرے دل سے ہوتی ہے صدا پیدا

کسی زاہد کے ہات آیا نہ ہوگا طوف کعبہ سے
پرستش سے کنشت دل کی جو ہم نے کیا پیدا

نہ چھوڑا گور میں بھی مجکو میرے آہ و نالے نے
ہوئی ہر استخواں میں سے برنگ نے نوا پیدا

یہ باتیں لیلیٰ اور شیریں کی قصہ اور فسانا ہے
زمانے میں ہوا کاہے کو یہ سادہ سرا پیدا

ہنسے ہے زاہدان شہر کو کس بات پر اے دل
بتوں کی بندگی میں رہ کے تو نے کیا کیا پیدا

(۳)

ہمت نے یہ بجھا یا منہ پھیر کر ہمارا
جو سودا اہل دنیا سو ہے ضرر ہمارا

کوئی صاف ہو کے ہم سے جیون آئینہ ملا کب
معلوم کس طرح ہو عیب و ہنر ہمارا

یہاں تک تو پہنچی نوبت اے غم تری ہلاکت
ہنستی ہے ناتوانی منہ دیکھ کر ہمارا

رستا جو میرے گھر کا اوس سنگ دل نے پوچھا
اُدھڑ بولی آہ دل سے دیکھا اثر ہمارا

ہستی میں بیٹھے بیٹھے ہے سیر نیستی کی
کعبہ کے بھی سفر سے مشکل سفر ہمارا

ہم کو تاب و طاقت ملنے کی بھی نہیں ہے
دل دوڑتا پھرے ہے کیدھر کدھر ہمارا

نام و نشان اتنا بھی دل وبال جاں ہے
پوچھے ہے بے نشانی سے خلق گھر ہمارا

---

[1] تیغ مژہ — تیغ مژہ [2] خلا کو : ہلا کو

Marfat.com

ہے خوشی دل کو تیرے تیر کا پیکاں آیا (۴) گویا حاتم کے لئے تازہ کوئی مہماں آیا

میں نے جانا کہ ستارا کوئی ٹوٹا جو عرق ڈھل کے چہرے سے ترے تا رِ نخداں آیا

پھوٹی بھی زیست ہوا اور کچھ بھی قاتل ہوئے نزع کے وقت میرے جی میں یہ ارمان آیا

مژدۂ وصل جو لائی تری کوچے سے نسیم بے قراروں کو ترے جان میں تب جان آیا

قطرۂ اشک مژہ سے جو زمیں پر ٹپکا ڈوبتی خلق کو پھر نوح کا طوفان آیا

شب گلی سے تری نکلے تو بایں سوائی غیر بازار ملک دست و گریبان آیا

خلق بالیں پہ مرے دیکھ اسے کہتی ہے مر کے گھر میں عیادت کو سلیمان آیا

دل تجھے کیا کوئی غارت گر ایماں نہ ملا
کہ گلی میں سے بتوں کے تو مسلمان آیا

۸

(۵) جنوں ملا ہے گریباں کو دست کار نیا نہ اوکھنے ٹوٹے ہے ایک آدھ تار نیا

کیا ہے زلف کو فتراک صید دل کے لئے لگا ہے ہاتھ مگر ترک کے شکار نیا

جگر کو ہات سے دیکھو چشم خوں فشاں دمری دیا ہے پھیر ترے وعدہ نے انتظار نیا

وہی ہے لیل و نہار اس کے عاشقوں کی جو کچھ کہی[2] نہ چرخ کہنہ ہوا ہے نہ روزگار نیا

یہ طفل اشک میں اوارہ اس قدر کہ جن میں ہمیشہ چاہیے ..... دامان کو سہار نیا

ٹک اوس کے کان میں جھک کر کہے تو نالہ مرا کھڑا ہے در پہ ترے کوئی امیدوار نیا

شکیب و صبر کی زحمت کہاں کرے ہے کوئی
ہمارے دل کو ہے اب ایک دے روزگار نیا

---

[1] ایسے (بحاشیہ) عاشقوں [2] جو کچھ کہی کچھ نہ ہوا ہے نہ روزگار نیا

Marfat.com

ہے نت انھیں خیال مرے امتحان کا (۶) عشق بتاں کہاں ہے کہ سودا ہے جان کا
کچھ کہہ گئے گلے میں[1] زمانے کے زیرلب گر ذکر آ گیا بت نامہربان کا
رسوائے خلق عشق نے جب سے کیا ہمیں دیکھا نہ آنکھ اٹھا کبھی منہ آسمان کا
میں اپنے جانتے تو کسی سے نہیں ملا کینے سے کیوں نہ بھرا ہے دل اوس بدگمان کا
آب گہر سے کتنا ہی سرسبز ہو بخیل ہو جائے خشک دیکھ کے منہ میہمان کا
ہم جیسے پیر عشق اگر مر گئے تو کیا افسوس کیجئے تو کسی نوجوان کا

دل جس پہ علم عشق کے عقدے کھلے نہ ہوں
مطلب سمجھ سکے نہ مری داستان کا

گر یار نے آنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا (۷) اب تک دل مضطر کیا گیا نہ کیا ہوتا
اک سیر تھی قدرت کی گر وصل کے پہلو میں اس ہجر کے فتنہ کو برپا نہ کیا ہوتا
کھلتا نہ صبا سے دل غنچہ کا گلستاں میں کل بند قبا تو نے گر وا نہ کیا ہوتا
گر پہلے سمجھتے ہم غارت گر ایماں ہیں ان کافروں کے در پر سجدہ نہ کیا ہوتا
پاس آ کے جو بیٹھے تھا موقوف کیا وہ بھی کاش[2] اوسے طلب ہم نے بوسہ نہ کیا ہوتا
منظور اگر ہوتا محروم اوسے رکھنا ساقی نے طلب ہم سے شیشہ نہ کیا ہوتا

دنیا میں خوشی کی دل کیا قدر سمجھتے ہم
خالق نے اگر غم کو پیدا نہ کیا ہوتا

---

[1] کل - گلے.... (گلہ)
[2] کاش اوسے - کاش اوس سے

Marfat.com

جلتے ہی کوئے یار میں دیوانا ہوگیا (۸) دل آپ تو گیا ہی پہ مجھ کو بھی کھو گیا
سرسبز ہے جفا سے تری گلشن وفا فتنہ مگر کوئی ترا غمّاز ہو گیا
نہ دل رہا بغل میں نہ لخت جگر رہے یہ اشک خاں فشاں ہمارا ڈبو گیا
کیسا کیا تھا نامۂ اعمال کو سیاہ ابر کرم جو آیا بس ایک دم میں دھو گیا
بیدرد تجھ سے کہہ کے بھلا کیا کریں گے اب مجھ پہ تو عشق میں جو کچھ ہونا تھا ہو گیا
افسوس کیا ہے مرگ پہ مجھ بے گناہ کی چھوٹا ترے عذاب سے دنیا سے جو گیا

جیون باغبان چمن میں کل اوس مہ وش کے
دل بھی گل اپنے داغ کے لے رو برو گیا

رحم نے تیری جفا کو رفتہ رفتہ کم کیا (۹) داغ کو دل کے خدا نے قابلِ مرہم کیا
آئینہ سے بے حجابی جب تجھے منظور تھی سنگ دل تو نے شکستہ کیوں دلِ عالم کیا
اے شبِ غم چاہتی ہے ہر گھڑی[1] تو نم رہیں کیا مری آنکھوں کو تو نے دیدۂ شبنم کیا
آچکا تھا میرے اوس کے درمیاں پیغام صلح غیر کی سرگوشیوں نے پھر اوسے برہم کیا
بے وفائی کی زیادہ[2] اوس نے جب کی دوستی رفتہ رفتہ ہم نے اوس کوچے کا جانا کم کیا
دل مسلتے ہی مسلتے آئینہ خانہ ہوا ہم نے اپنے گھر میں بیٹھے سیرِ یک عالم کیا
دل خلط ہے یہ کہ مرنے پہ تیرے رو میں بتاں
کو یکن مجنوں کا تھوڑا ہی کسی نے غم کیا

---

[1] "ہر گھڑی نے" ہر گھڑی یہ [2] "اوس نے" اون نے

Marfat.com

کھول کر پڑھئے اگر نامۂ اعمال اپنا (۱۰) راہ چلتوں کو کرے منفعل احوال اپنا
صبر کی سِل مری چھاتی پر رہے گی کب تک بے قراری کہیں لے جا بھی یہ جنجال اپنا
جائو عمرِ عزیز اتنی شتابی کیا ہے رات اپنی ہے دن اپنا ہے مہ و سال اپنا
وصل میں بھی جو کبھی یاد مجھے آتا ہے خوف سے ہجر کے ہوتا ہے برا حال اپنا
ہے اگر ماہ کا بدلی میں تماشا منظور چھوڑ کر دیکھئے ٹکڑے پہ ذرا بال اپنا
قابلِ ان سنگ دلوں کے تو یہ تھا شیشۂ دل ضائع اس طرح بھی کرتا ہے کوئی مال اپنا

آئینہ سے بھی یہ دل صاف ہے پر سنگ دلاں
ضد سے اوس کو ہی دیکھا کرتے ہیں خطِ خال اپنا

آگے شہرِ عشق اگر بستانہ تھا (۱۱) تیشۂ فرہاد کیوں ستانہ تھا
رات میرے نالۂ شبگیر پر کون غم تھا جو مجھے سہنا نہ تھا
کاکلِ پیچاں میں کیونکر دل پھنسا دہم کاشانے میں تو بستانہ تھا
خوف سے اپنے ہی دو مٹھی میاں جو پہ میرے کمر کستا نہ تھا
جز گلِ داغِ محبت باغ میں ہات میں گل رو کے گلدستہ نہ تھا
کون تھا اہلِ چمن سنبل ترا جس کو کالے کی طرح ڈستا نہ تھا

دل رہا تا مسکن وارستگی
کوئی غم دنیا کا یہاں بستا نہ تھا

Marfat.com

(۱۲) شب اُس کی بزم میں تھے غیر و عاشقوں کا شکوا تھا — دل حسرت زدہ چپکا پس دیوار سنتا تھا

مبارک تجھکو شور حسن ہم اس جی سے درگذرے — کرے گا یاد کیا تو بھی کہ مجھ پر کوئی مرتا تھا

عوض بوسہ کے پہلے کس طرح منت سے مانگے تھا — دیا دل ہم نے جب اُس کو تو پھر امروز فردا تھا

بارانی میں تیری آگر ستائیں رات دن ہم کو — اسی دن کے لئے اس درد و غم کو ہم نے پالا تھا

دیا پھر چرخ نے گردش فلاخن کی طرح مجھکو — ہنوز آن سنگ کو دل سے میں زمانے کی نسمجھا تھا

تجھے منظور شور حسن تھا سو ہو چکا اب تو — گئے دے دن کہ نالہ میرا کانوں کو بھاتا تھا

پرستش میں بتوں کی دل نے اپنی عمر ضایع کی
غلط فہمی سے اپنی دد اوسنھیں کچھ اور سمجھا تھا

(۱۳) تند ہے دل کنایۂ زر کیا — تیرے کام آوے اللہ بہتر کیا

بے وفائی سی چیز بدصورت — نقش تو نے کیا ہے دل پر کیا

ہم سا وارستہ ہو جو منت کش — دے زمانہ کینہ پرور کیا

بے قراری بھری ہے دل میں مرے — صبر تو یہاں کرے گا اگر کیا

جب سیہ بخت گر ہوئے مشہور — اور رسوائیوں سے پھر ڈر کیا

تیرے تیر نگاہ کیا جانیں — گذری میرے دل و جگر پہ کیا

زادہ آخرت کا کچھ بھی نہیں — یہاں سے اب جائے گا تو لے کر کیا

دل نہ کر اس غزل کی فرمائش
کوئی شاعر ہے تیرا چاکر کیا

سلہ ۔ "شاتوں کا" ۔ "مشاتوں کا" ۔ سلہ ۔ "مانگے تھا" ۔ "مانگے تھا" سلہ "نسمجھا" نہ سنبھلا
سلہ ۔ "سب سیہ بخت گر ہوئے مشہور" ۔ "جب سے بخت ہر چکے مشہور"

Marfat.com

کیا کیا یاس نے گو غم نہ نکلتا تھا مرا (۱۴) آہ و نالے سے کچھ اجی تو بہلتا تھا مرا

بوالہوس شب تری محفل میں جو تھے اشک فشاں رشک کی آگ سے دل سینہ میں جلتا تھا مرا

مہربانی تری پلتے ہیں زیادہ حد سے اس طرح سے تو کبھی صبر نہ پھلتا تھا مرا

گرمی خلق سے اوس شمع کی شب محفل میں استخواں موم کے مانند پگھلتا تھا مرا

دل تو بڑھتا تھا بہت اوس کی گلی میں لیکن
پانوں جیوں نقش قدم آگے نہ چلتا تھا مرا

(۱۵)

کیوں نہ ہو دل اور جگر دنبو ترے پیکان کا
دیکھا ہی کرتے ہیں منھ اہل کرم مہمان کا

چھوٹنا معلوم ہے دل کا مرے اس پیچ سے
حلقۂ زلف ایک تھا ہی تس پہ بالا کان کا

ہم سے دارستہ شکستہ پا سے ہو سکتا ہے کیا
فکر بے برگی ہی سے کچھ ہو سو ہو سامان کا

گوہر مقصود تو کیا خاک ہات آوے گا دل
عشق میں اوس کے نظر آتا ہے سودا جان کا

Marfat.com

زلفوں سے اور دل سے کب تک نہ ساز ہوتا (۱۶) گر اپنی زندگی کا رشتہ دراز ہوتا

عاشق تو یک طرف ہے کہتا خداوِ عالم بندہ نواز اگر تو بندہ نواز ہوتا

گستاخ اگر نہ کرتی تیری یہ مہربانی کاہے کو اس قدر میں بے امتیاز ہوتا

رہتی نہ دل میں حسرت بوسے کے مانگنے کی گالی سے بھی کسی دن گر سرفراز ہوتا

گر درد کی تمنا ہوتی صفا طلب کو دریا سے لب صدف کا کیوں بے نیاز ہوتا

کاہے کو مجھ پہ کھلتے[1] عقدہ حقیقت گر دل میرا نہ مایل سوئے مجاز ہوتا

سینہ میں آہ سوزاں گر شعلہ زن نہ ہوتی
مانند موم کے دل کیونکر گداز ہوتا

خط نے اگر بادشاہ نوجواناں کر دیا (۱۷) اے شکر لب مور نے تجھکو سلیماں کر دیا

تا نہ ہو جلوے کہیں تو بے حجاب اس رشک سے سانولے کو تیرے لب نے نمک داں کر دیا

صبر پر یوں ہم پریشانوں کا اوس پر اے صبا جس[2] نے اوس کی زلف کو آکر پریشاں کر دیا

کیا کمی سر کو خس و خاشاک کی یوں گرد باد جب جنوں کو اپنے گھر کا میر ساماں کر دیا

بیٹھ بیٹھے آخر مرے پہلو میں اے چندہوس کشور جمعیت دل تو نے ویراں کر دیا

سامنے ہے اس دل افسردہ کے گلشن ہے گل
طبع مودوں نے مری مجکو غزل خواں کر دیا

---

[1] کھلتے = یہ

[2] جس نے ۔

Marfat.com

(۱۸)

اس فصلِ گل نے شورِ قیامت مچا دیا — سوتے ہوئے جنوں کو میرے جگا دیا
نالوں کو سانس لینے کی فرصت نہیں ہے، آہ — اے دردِ تجھ کو پہلو میں کس نے بٹھا دیا
دیکھا نہ بے قراریٔ دل کی زیادتی — پہلو سے میرے صبر کو آخر اٹھا دیا
الجھی تھی زلفِ دوست کی سر دے کے جس طرح — بالے صبا نے بیچ میں پڑ کر چھڑا دیا
دیکھا نہ بد دماغ کبھی ہوتے کبھی اُسے — تانوں سے تو نے بے اثری جی گنوا دیا
ہنستا تھا غیر سے ابھی بیٹھا دو بے وفا — دیکھا جو مجھ کو دور سے بس منہ تھوتھا دیا
جس دن سے آگرا ہوں میں کوچہ میں عشق کے — حرص و ہوا کو خاک میں اپنی ملا دیا
کیا بدگماں ہوا ہے وہ بدخو کہ بزم میں — جس نے کبھی مری سی نہ اس کو ادا دکھا دیا

زورِ آورئ فکر تو دل بس ہے اس قدر
ہو قافیہ خیال میں آیا بٹھا دیا

(۱۹)

کیا بلا تسخیر ہے جوہر تری شمشیر کا — جس پہ دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے ہر نخچیر کا
رات میں نے خواب میں دیکھا ہے اوسکی زلف کو — ہے پریشانی بیان اس خواب کی تعبیر کا
ہم سے اس افتادگی کا ہی سنبھلنا ہے پہاڑ — یہ کہاں طاقت اٹھاویں دوسرے تعمیر کا
ذبح میں کیوں دیر کی صیاد کافر کیش نے — صید دامِ عشق کب محتاج تھا تکبیر کا
ہم اسیرِ عشق تب جانے مجھے اے سیلِ اشک — سبز ہو جاوے کوئی دانہ میری زنجیر کا
کھینچ لے جاوے گا دوزخ کو تمھیں بھی روزِ حشر — مت پکڑیو شیخ جی دامان اپنے پیر کا

رات کو اُٹھ اُٹھ کے جاتا ہے گلی میں یار کی
کس قدر مشتاق ہے دل نالۂ شبگیر کا

---

۱۸ کلیات غزل ۲۲ (ص ۲۳-۲۴)

Marfat.com

(۲۰) کس کے ناوک نے میرے پہلو میں آکر گھر کیا
یتم بسمل کی طرح کتنے مجھے مضطر کیا

بے وفا تو نے کیا جو کچھ بہت بہتر کیا
سامنے تیرے گلا تیری جفا کا کیا کروں

ایک تو ویران تھا ہی اور ویران تر کیا[۲]
ملک دل کو ان جفا کیشوں کے ظالم[۱] تازہ نے

جیب سے دامن تلک آنسو نے میرے تر کیا
آگ سینے کی جلایا چاہتی تھی پیرہن

شیخ کعبہ کو گیا اور برہمن بت خانہ کو
۵
دل نے گھر بیٹھے ہوئے سجدہ ترے در پر کیا

(۲۱) در دل تک کیا تھا جو کرم تو تیرا گھر تھا
غم عشق تیرے آنے سے ہمارا کیا فسر تھا

نہ لگا دل اپنا دہشت کہ مکان مختصر تھا
یہ خرابۂ جہاں کو جو عدم سے آکے دیکھا

ہوئے سنگھ اوس کے قاتل یہ ہمارا ہی جگر تھا
جو نہ ہو سکے اجل سے سو کرے نگاہ تیری

رہ عشق میں ہمارا یہی شوق راہبر تھا
نہ کوئی تھا ساتھ ہمارے نہ کسی کے ساتھ ہم تھے

یہ کبوتر اپکے نسبت تو کچھ آگے تیز تر تھا
گئی روز ہو گئے ہیں نہ پھرا جواب لے کر

کسی دن کو زم کرتی اگر آہ کچھ اثر تھا
میرا تن گداز کر کے تجھے خاک ہاتھ آئی

دل مضطرب نے آنا ہی غنیمت اوس کا جانا
۷
یہ کہاں مجال پوچھے کہ تو اب تلک کدھر تھا

---

[۱] ظالم:- ظلم
[۲] اور:- اس کو

Marfat.com

کوئی دیکھ سکتا ہے کافر زمانا (۲۲) مری جبہہ سائی ترا آستانا
عدم سے نہ آتے تھے خواہی نخواہی ہمیں کھینچ لایا ادھر آب و دانا
شب وصل ہے اور تری مہربانی زباں ہے مری اور غم کا فسانا
چھپائیں کہاں درد کو عشق کے ہم کریں کب تک درد دل کا بہانا
مری خاک پاماں کا اے بگولے اڑی کی گلی میں ملے گا ٹھکانا
ہوا کیا جو آنسو کو آنکھوں میں پی گئے چھپے ہے کوئی درد دل کا چھپانا

الٰہی مرا دل ہے شیشہ سے نازک
زمانے کی ٹھوکر سے اس کو بچانا

جیوں برق سامنے جو دو محمود ہو گیا (۲۳) دل آبلوں سے خوشۂ انگور ہو گیا
افشائے راز عشق کیا طفل اشک نے ہیں بے گناہ مفت میں مشہور ہو گیا
کوچے سے یار کے اب اٹھاتی ہے کیا صبا یہ ناتواں تو چلنے سے معذور ہو گیا
ایماں تو مجھ سے لے گئے غارت گران دین شکر خدا کہ خوف درجا دور ہو گیا
آئی چمن میں دل کے جو باد بہار شوق سینہ مرا عشق سے پھر طور ہو گیا
شب بزم میں شراب کے آیا جو محتسب مطرب کو دیکھتے خر طنبور ہو گیا
کیا چھیڑتا ہے زخم جگر کو مرے طبیب پھلئے کے رکھے رکھے تو ناصور ہو گیا
مے نوش تیرے درد جدائی کے غش سے سینہ مرا تو خانۂ زنبور ہو گیا
آیا نہ تو بہ عیادت کو بھی مری اب ناامید زیست پہ رنجور ہو گیا
دل تو شکیبا تھا پہ تجھے مہربان دیکھ
بندہ تری وفا کا بدستور ہو گیا

Marfat.com

مانندِ غافلوں کے ہرگز نہ سوئیے گا (۲۴) آنکھوں میں تیرے غفلت کانٹے چبھوئیے گا[1]

یہ بحرِ بے خودی کا ٹک موج زن تو ہووے — ہستی بے بقا کو پل میں ڈبو ئیے گا

کوچے میں یار کے بھی غیروں سے مل نہ چلئے — یہ چال ہے تو ایک دن جان اپنی کھوئیے گا

دل کو تو دیکھتا ہوں سرگرمِ آہ و نالہ — اب کس کی جان کو اے تاثیر روئیے گا

اے غم اگر کسی دن لہرا گئے نشے میں — داغِ کہن کو تیرے آنسو سے دھوئیے گا

دنیائے بے بقا تو مزرع ہے آخرت کا — یہاں کاٹئے گا وہی جو کچھ کہ بوئیے گا

دل کارِ آخرت میں اتنی بھی کاہلی کیا
آخر تو پانو پھیلا اک روز سوئیے گا

بے نصیبی اب تلک تھی یا کہ دل قابل نہ تھا (۲۵) ورنہ یہ عشقِ حقیقی اس قدر مشکل نہ تھا

تھے غمِ دوری میں تیرے جب تلک گوہر فشاں — کون دریا تھا کہ میری چشم سے سائل نہ تھا

مار ڈالا اس ادا نے منہ بنانے کی تیری — کیوں دیا بوسہ اگر دینے کو تیرا دل نہ تھا

گو زبانِ عاشقاں ہو سو دہن معشوقاں لے — توڑ ڈالا شیشۂ دل تو نے اس قابل نہ تھا

لے چلے ہمراہ اے وامانداگاں یہ دردِ غم — اس زمانے سے تو ہمکو اور کچھ حاصل نہ تھا

جب تلک مجھ میں تھی یہ گرمِ بازارِ عشق — تب تلک وہ بھی خریدارِ متاعِ دل نہ تھا

عشق کے دریا میں طوفان خوردہ اس دل کا جہاز — ایک لنگر بھی پسِ لنگر ساحل نہ تھا

کونسا تیرِ مژہ تھا جس پہ مرتا تھا نہ میں
کونسی تیغِ نگہ تھی جس پہ دل بسمل نہ تھا

---

[1] اس غزل میں قافیہ عجیب ہے۔ چبھوئے۔ ڈبوئے۔ سوئیے۔ غالباً دل نے سوئیدار، سوئیے جائز قرار دیا ہے اور ردیف کی پابندی نہیں کی ہے۔

Marfat.com

(۲۶)

شیخ سمجھ سود نہیں زہد ریا کا کرنا — زندگانی کو نہ صرف رہ بے جا کرنا
نت یہی شغل ہے جانا مجھے لوگوں کے درمیان — اور ادسے دیدہ و دانستہ بہانا کرنا
کارِ دنیا ہے ہمارے دلِ ناداں کے حضور — آسمان اور زمین کو تہ و بالا کرنا
کس طرح دیجئے اب اور کسی کو یہ دل — مجھکو منظور ترے ہاتھ ہے سودا کرنا
گلہ کم سخنی تا نہ کرے کشتۂ ناز — ایک دشنام سے تو کار مسیحا کرنا
چھیڑتی آئیو ٹک باد سحر زلفوں کو — ہے جو منظور مرا غنچۂ دل وا کرنا
زیست کی وجہ یہی تھی کہ مری قسمت میں — تھا یہہ نیرنگیٔ گردوں کا تماشا کرنا
مردم دیدہ ہوئے مردم آبی اے اشک — خار مژگان کو بھی خار و خس دریا کرنا
خون کا اپنے نہ دے آپ ہی فتویٰ جب تک — بوالہوس کو نہ پھبے عشق کا دعوے کرنا
دل شیدا کو بھلا اب تو نہ چھیڑ اے ناصح — فعل جی آوے گی تب سلسلہ برپا کرنا

(۲۷)

ہے تیغ نگہ کا تری گھائل نہ بچے گا — میں سوچ چکا ہوں دل بسمل نہ بچے گا
اے بوالہوسو عشق میں اس کوچے نے غم کے — جس شخص کی چھاتی پر رکھی سل نہ بچے گا
گر سوچ کے ٹک دیکھئے اس دار فنا میں — ہشیار وہی ہے کہ جو غافل نہ بچے گا
مجھ زخمی کو پھکوا دیا قاتل نے گلی سے — دیکھا جو نہیں جینے کے قابل نہ بچے گا
ایک دل ہی کا مرنا تو نہیں جائے تعجب — جو دیکھے گا عارض پہ ترے تل نہ بچے گا

Marfat.com

یک عمر رہے ہم نہ پہ زنداں[1] میں دیکھا (۲۸) جو کچھ کہ تیری زلف پریشان میں دیکھا

سرگشتگیٔ طالعِ عشاق کو ہم نے اے یار ترے گردشِ داماں میں دیکھا

اے چرخِ سیہ کاسہ تو اوروں ہی سے کر فخر ہم نے تو کبھی کچھ نہ ترے خان[2] میں دیکھا

بالہ نظر انداز ہوا آنکھ سے اوس کی مہتاب نے بالا جو ترے کان میں دیکھا

گر دورہ وحدت جو ہوئی کحل بصیرت کعبہ دل ہر گبر و مسلمان میں دیکھا

حسرت ہی رہی یہ کہ تیرے باغ میں گلچیں گل کو نہ کبھی اپنے گریبان میں دیکھا

یک عمر ہوئی دیکھئے اوس عہد شکن کو پر ہم نے ثبات اوسکے نہ پیمان میں دیکھا

ساقیٔ سیہ مست سے کیا شاد ہوا دل
لختِ جگر اپنا جو نمک دان میں دیکھا

اضطرابِ ہجر میرے دل پہ زور آور پڑا (۲۹) صبر تیری اس توانائی پہ کیا پتھر پڑا

دیکھتے تھے بام کو خاشاکِ کوچے کا تیرے رشک کے مارے ہماری آنکھ میں اوڑکر پڑا

آہ کیا آباد بستی دل کی اوجڑ[3] ہو گئی جب سے آکر ان بتوں کے عشق کا لشکر پڑا

بے قراری نے مجھے مارا ہے تیرے ہجر میں مرغِ بسمل کی طرح تڑپے ہے یہ مضطر پڑا

اب ترے جورِ جفا کے جی میں آئے سو کرے میں گرائے عشق تو اکر ترے در پر پڑا

تو جو دل شمعِ سحر کی طرح اب خاموش ہے
میری آہِ بے اثر کا ہمبر یہ تجھ پر پڑا

---

[1] زنداں : پہ زنداں ۔ [2] خان میں ، خوان میں ۔
[3] اوجڑ = ویران ۔ اجڑی ہوئی ۔ نسخہ ۔ یک عمر ۔ اس بیت کی بجائے متن میں اور حاشیہ میں

Marfat.com

فکرِ دنیا کو ہیں خاطر میں نہیں لانے کا (۳۰) نہ مجھے آنے کی شادی ہے نہ غم جانے کا

مہربانی ہی تری دشمنِ جاں ہے اپنی گرمیِ شمع سے جی جلتے ہے پروانے کا

پائے زنجیر نہ کرنا ہے تاداں مجھکو ساتھ ہے سر کے۔ یہ سودا تو نہیں جانے کا

دلِ صد چاک سے واں ترکِ ادب ہوگا ہاتھ جیب زلف سے گستاخ نہیں شانے کا

دستگیری مری کرتا ہے اگر شورِ جنوں سیر جا کیجئے گا پھر کسی ویرانے کا

فیض اوٹھانا جو ہو مستوں سے اے عرفاںؔ شیخ جا پیرِ مغاں ہو کسی میخانے کا

غمِ دنیا کا تو مذکور نہیں اپنے کنے ذکر رہتا ہے تو کچھ ساغر و پیمانے کا

بزم میں یار کے اغیار سے مل جل کے نہ بیٹھ
ورنہ تو بارِ دگر بار نہیں پانے کا

ذکر کیا دل میں مرے دشمنی و کینے[1] کا (۳۱) عکس سے کس کے مکدر ہو دلِ آئینے کا

ہات اٹھایا جو دوا سے مری سمجھے ہے طبیب کہ تری چشم کا بیمار نہیں جینے کا

قدرِ خورشید کی اتنی نہ رہے عالم میں ملک نمایاں ہو اگر داغ مرے سینے کا

میکشی کی مجھے تکلیف نہ دے اے ساقی یار جب تک نہ پلائے میں نہیں پینے کا

جب تلک پوچھ نہ لوں گا میں جنوں سے ناصح تب تلک چاک گریباں تو نہیں سینے کا

شیخ جی تم میں تو یک پشم کرامات نہیں
معتبر کیا ہے اگر دلق ہے پشمینے کا

---

[1] "دشمنی و کینے": دشمنی اور کینے ۔ مہرِ منیر دوز ص (۱۵) اپریل ۱۹۳۵ء

[2] شیشے کا پیمانے کا۔

Marfat.com

کر چکی ہے سُرخ سیل اشک داماں بارہا (۳۲) پھاڑ ڈالا ہے جنوں نے یہ گریباں بارہا
اس گدازوں کی دولت دیدہ نمناک سے آچکا ہے نوح کا سر پہ طوفاں بارہا
دیکھ لی ہے اس برہنہ پانے سب کی سرکشی گر چکے ہیں پانوں پر خارِ مُغیلاں بارہا
دل مرا الجھا ہوا ہرگز نہ نکلا زلف سے کر چکی بادِ صبا اوس کو پریشاں بارہا
میں کوئی دیتا ہوں اس تیور چڑھانے سے[1] تیرے کھا چکا ہوں تیغ ابرو تیرِ مژگاں بارہا
اوس کی سوگند وفا کا دِل نہ کرنا اعتبار
میرے اوس کے ہو چکا ہے عہد و پیماں بارہا

۶

بدلے ہے رنگ دمبدم اس روزگار کا (۳۳) کیا اعتبار یہاں کی خزاں و بہار کا
ہر زشت و خوب دہر سے ملتا ہوں صاف صاف دیکھا نہ آئینہ نے مرے منہ غبار کا
عکس غبارِ خط سے نہ متغیر[2] ہو سادہ رُو کانپے ہے ہاتھ حوف سے آئینہ دار کا
ناصح بس اب خموش کہ میرے جنون کو بادِ سحر سنا گئی مژدہ بہار کا
مدت پہ آکے اوس کی گلی کی نسیم نے روشن کیا چراغ ہمارے مزار کا
تردار تو کھنچی ہے پہ ڈھرکے ہے جی مرا کہتا نہ تھا نہ تم سے کہیں میرے یار کا
دل بس ہے مجکو داغ غمِ عشق دہر سے
مشتاق نئیں ہوں اور کسی یادگار کا

---

[1] تیور چڑھانے = تیور چڑھانے
[2] متغیر = مغبر بمعنی غبار آلود۔ (۱۴ ب،) تیرہ رنگ

Marfat.com

ہمارے سامنے سے دلبر باہنہ کو چھپا نکلا (۳۴) بس ایک اہل وفا یہ تھا سو یہی بے وفا نکلا
حقیقت کی طرف لایا مجھے عشق مجاز آخر پرستش[1] کفر تھی جس کی وہی اپنا خدا نکلا
کہوں کیا خوبی طالع کہ مدت پر مرا قاتل جو اپنے گھر سے نکلا بھی تو مجکو پوچھتا نکلا
دل سوزاں جسے ہم دشمن جانی سمجھتے تھے سو وہ بیچارہ اپنا مدتوں کا آشنا نکلا

عجب حالت میں یکسا کل دل نومید کو اپنے
گلی سے یار کی روتا ہوا رو برقفا نکلا ۵

سامنے جب وہ دلربا آیا (۳۵) میں نے جانا میرا خدا آیا
خوف ہے رات اوس کے کوچے سے نقش پا کو نہ میں مٹا آیا
بے وفا جانتا نہیں کیسا تو کہ تجھے پوچھتا ہے کیا آیا
فقر و فاقہ سے توکل کے ہات پہ نقش بوریا آیا
کئی دن سے ہم سے روٹھا تھا بارے اس وقت دوستا آیا
نالہ اتنی تو کر خبر اوس کو تیرے در پر ترا گدا آیا

ادس کے ناوک سے دل بلا اس طرح
گویا مدت کا آشنا آیا ۷

---

[1] پرشش = پرستش

Marfat.com

کوچے میں تیرے رات جو یہ خاک بسر تھا (۳۰۶) دامان میں آنسو تھے اور آنکھوں میں جگر تھا

بدنام ہوئے مفت میں حاصل نہ ہوا کچھ
فریاد کی نسبت تو خموشی میں اثر تھا

جب تک کہ رہے راہ و منزل ہستی
ہر نقش قدم صورت گرداب خطر تھا

بدنام ترے عشق میں جب تک ہوئے تھے
ظالم ترے کوچے میں ہمارا بھی گذر تھا

اے نالہ مبارک ہو کہ رات اس گلی میں
مذکور ترا شام سے تا لب سحر تھا

کرتا تھا قصور اشک سا تیری نگہ میں
آنکھوں سے گرانے ہی کے قابل یہ جگر تھا

تجھ کو مبارک ترے مکھڑے کا چھپانا
مشتاق تری دید کا بس ایک نظر تھا

افسوس ترے گوشۂ دامن نے نہ کی قدر
قطرہ مرے آنسو کا ہر ایک رشک گہر تھا

قاصد تجھے ساتھ اس کے ہی آنا تھا کہ دل
نے منتظر نامہ نہ مشتاق خبر تھا

خط اگر مجکو مرا یار نہ لکھتا ہوتا (۳۰۷) دل بیتاب پہ کیا جانے کیا کیا ہوتا

آبرو رکھ لی ترے سامنے چیرا نہ گیا
اشک آنکھوں سے ٹپکتا تو میں رسوا ہوتا

مجھ تلک نوبت دیدار نہ آتی ہرگز
خط اگر یار کے چہرے پہ نہ پیدا ہوتا

چشم نامہبر عجلت منتظر قاصد ہے
اب تلک بیٹھ نہ رہتا جو نہ جاتا ہوتا

ضبط کرتی نہ اگر چشم تو ہر قطرۂ اشک
لب تلک جیب میں آدامن دریا ہوتا

ہم بھی لالہ کی طرح داغ دکھاتے اپنا
یار اس وقت اگر باغ میں تنہا ہوتا

فکر تدبیر ہے تو عمر بہ شتابی کی
دل جو کچھ ہاتھ سے تقدیر کے ہوتا ہوتا

Marfat.com

نہ میں ناداں تھا اے بیوفا نہ میں دیوانا تھا (۳۸) توقع بردفا کی اس گلی کی خاک چھانا تھا
کرے فرہاد محنت اور ملے پرویز کو شیریں کچھ اب کا ہی سا انصاف اگلا بھی زمانا تھا
ذرا تو انتظار فصل گل تو نے کیا ہوتا اگر شور جنوں زنجیر کو میری ہلانا تھا
نہ تھا کچھ باعث آزردگی نہ وجہ رنجش کی بغل سے میرے اٹھ جانے کا سارا یہ بہانا تھا
یہی کنج قفس ہیں مجکو رہ رہ یاد آتا ہے کہ اپنا بھی گلستاں میں ایک اجڑا آشیانا تھا
زنخداں کو دیکھا کر رہ گئے منہ کو نہ دکھلایا مجھی کو عشق میں اپنے کوا تجکو جھکانا تھا
کسی اغیار کا بھی رات گھر غارت ہوا ہوگا سر شام ہات میں اوس بیوفا کے زلف دشمانا تھا

تیرے اس درد و غم کو دل نہ سمجھے قمری و بلبل
کسی ہمدرد کو اپنے یہ افسانا سنانا تھا

خواب میں رات خیال رخ دلدار کیا (۳۹) منہ پہ آنسو کو چھڑک چشم نے بیدار کیا
بھر نظر دیکھنے پائے نہ کبھی روئے بتاں مفت آنکھوں نے مری مجکو گنہگار کیا
خون تو اپنا بہل کر ہی چکے تھے اوس کو یار نے قتل سے میرے عبث انکار کیا
عاشقوں سے تو عداوت اوسے ہو جاتی ہے حق تعالیٰ نے جسے ملک بھی طرح دار کیا
جانتی ہوگی ہماری ہی نہ قدر اوس کی تو نے جو کچھ کہ سلوک آہ دل زار کیا
وحشت عشق بگاڑا تو نہ تھا کچھ تیرا کر جو تشہیر مجھے کوچہ و بازار کیا
ایک بیمار کو تھا ہی دل محزوں میرا
تیری آنکھوں نے اوسے اور بھی بیمار کیا

لہ کوا تجکو = کنواں تجکو

Marfat.com

ٹک گھر سے جو وہ فتنہ سر انجام نکلتا (۴۰) ہم سے بھی گنہگاروں کا کچھ کام نکلتا
رہتا نہ اگر آٹھ پہر چاک گریباں وحشت زدگاں میں نہ مرا نام نکلتا
ہوتے تھے ہر یک سنبل و گل فرش رہ اوس کے جب سیر گلستاں کو وہ گلفام نکلتا
تھی ہمت ساقی کسی مینا سے گر اس وقت قسمت کا ہمارے بھی کوئی جام نکلتا

جوں وا لہوساں کوچہ بیدادگراں سے
جیتا تو نہ ہرگز دل ناکام نکلتا

تیری فرقت میں رو نہیں سکتا (۴۱) خلق کر میں ڈبو نہیں سکتا
جی تو نالے کو چاہتا ہے دلے ناتوانی سے ہو نہیں سکتا
عشق میں تو اگر وفا نہ کرے میں بھی جان اپنی کھو نہیں سکتا
گرم و سرد زمانہ میری طرح لہو ہوں تو سمو نہیں سکتا
ہو گئے داغ دل تو جزو بدن اشک سے ان کو دھو نہیں سکتا
ایک مدت سے جی چراتے ہیں ورنہ کیا ہم سے ہو نہیں سکتا

تیرے ہمسایہ دل بیمار
نیند بھر کوئی سو نہیں سکتا

★

Marfat.com

① دو کو نہ دوست جو دشمن سزا نہ دے گا (۴۲) یہ کج روی ہے فلک کی تو کیا نہ ہووے گا
② وفا پرست تو ہرچند نہیں زمانے میں پہ یار تجھ سا کوئی بے وفا نہ ہووے گا
③ دوسر نوشت نہیں ہم سیاہ بختوں کی دو چار حرف کہ جس کا مٹا نہ ہووے گا
④ یہی جفا ہے ترے عہد میں تو آئندہ کوئی کسی پہ کہیں مبتلا نہ ہووے گا
⑤ غلام پر جو رہے گا سدا یہی الطاف قدم کو چھوڑ کے تیرے جدا نہ ہووے گا
⑥ اگرچہ اوس نمکیں لب ہوں میں بوسہ طلب م پہ تجھ سے حق نمک تو ادا نہ ہووے گا
⑦ دل اپنے غم کا مجھے یاد دو فسانہ ہے غ کہ تو نے پیر فلک سے سنا نہ ہووے گا

(۴۳)

مشکل ہے تا فراق کرے اشتیاق وبلا ہوس کا نالوں میں دل کے ملتا نالہ اگر جرس کا
بس ایک بار پہنچوں سیدا دگر تک اپنے کافر ہوں پھر اگر ہوں مشتاق دا درس کا
کس واسطے کروں میں جیوں منت کسی کی نالہ میرا نہیں ہے محتاج ہم نفس کا
تڑپے کبھی نہ تیری تیغ نگہ کا بسمل پانی نہ مانگے مارا تجھ زلف کی ہوس کا
گر پاسبانی نہ ہوتی دنیا کی میرے دل کو یہ حرص وام لیتی کیوں بال و پر مگس کا
آخر کو نصل گل میں بلبل نے اپنی جرأت صیاد کو دکھا دی منہ توڑ کر قفس کا
پھیکی ہے اوس کے آگے زہد ریا کی لذت یہاں رند شہریی کا جس کو پڑا ہے چسکا
پہلو تہی کرا ہے دل جیوں موج ناکساں سے مت ہو حجاب وہ تو ہر ایک خار و خس کا

سلہ اس غزل میں کاتب نے بیت (۴) کو خر بینی (خ) کیا ہے۔ اور بیت (۷) کو مقدم یعنی (م) کیا ہے۔ اسی ترتیب سے یہ اشعار نقل کئے گئے۔ واضح ہو کہ بیت (۴) مقطع ہے۔ سلہ "چس کا" "چسکا"۔

Marfat.com

(۴۴)

کاہے کو تیرے تغافل کا گلا کیجئے گا
خط کتابت سے اگر یاد کیا کیجئے گا

یہی نالے یہی آہ یہی رونا ہے[1]
جب تلک زیست ہے اور تجھ سے ملا کیجئے گا

کس طرح زلف تلک اوس کی رسائی ہوگی
سازگر تجھ سے نہ لے بادِ صبا کیجئے گا

دل بھی لے لیویں بتاں اور نہ دیویں بوسہ
یوں تو یوں قسمت کا بدلا ہوگا تو کیا کیجئے گا

ہم جگر بند نہ ہوں گے تری بدعہدی سے
یوں سلوک اپنا ہے زندہ جو رہا کیجئے گا

گالیاں باتوں میں آپ دیئے جاتے ہیں
ابھی کچھ ہم بھی کہیں گے تو گلا کیجئے گا

چلئے دل اور نہ ہوگا تو لگی میں اوس کی (۷) اوس کو اور اوس کی ہنسی کو تو روا کیجئے گا

(۴۵) دشتِ عشق اگر نہیں ہوتا
دل پہ کچھ کار گر نہیں ہوتا

آہ ہر چند رسا کرتی ہے
ایک پیدا اثر نہیں ہوتا

موت ہی سوجھتی ہے وقت[2] یہاں
اور مدِ نظر نہیں ہوتا

مہرباں ہونے کو تو وہ بے رحم
زندگی سے پر نہیں ہوتا

غم فرقت میں اوس کے اے نالہ
مرنے ہم تو اگر نہیں ہوتا

تب ہی تک خیر ہے قفس کی سر
جب تلک بال و پر نہیں ہوتا

کون دن ہے کہ اشک کی دولت
جیب و دامان تر نہیں ہوتا

تو ہی رہ جاتی ہے کیا اے چشم
کس کے دل اور جگر نہیں ہوتا

سعی دنیا کی جتنی کم ہے دل ۹ اوتنا ہی درد سر نہیں ہوتا

---

[1] "رونا" = رونا
[2] "موت ہی" = میت ہی

Marfat.com

شرارِ عشق مرے دل کو تو جلا دینا (۴۶) سبا اوس کی حرص دو خاک میں ملا دینا
ہمارے دل میں یہی آرزو ہے آتشِ عشق برنگ شمع سراپا ہمیں جلا دینا
مرا یہ شعلۂ خو سرکشی پہ ہے اے اشک ذرا تو آنکھ دکھا کر اسے دبا دینا
تری وفا ہے تیری اور یہی مروت ہے کہ سب کو پاس بٹھانا مجھے اٹھا دینا
جلا نہ آتشِ فرقت سے رات دن مجھکو برا ہے دل کو کسی کے یہ داغ کا دینا
یہ مقتضائے مروت نہیں مرے بخشے صبا کہ ہات سر زلفِ مشک سا دینا

کہے ہے نامہ کہ یہ قابل سواد نہیں
دلِ اس زمیں پہ سر فکرِ مت جھکا دینا

چڑھ گئے ہم اوس کی آنکھ پہ یہ کیا ستم ہوا (۴۷) تعظیم کو مری فلکِ سفلہ خم ہوا
شرمندۂ کرم نہ ہوئے خان چرخ[1] سے کا فقیر ہات سے منعم کے کم ہوا
بیٹھے تھے اوس کی بزم میں جب تک خموش سے اے نالہ بولنا ہی مرے حق میں سم ہوا
لیک تو ہی سنگ دل تو نہ پگھلا دگر نہ یار دیکھ اپنا حال دیدۂ خورشید نم ہوا
مستوں کو بات سوجھے ہے سارے جہان کی پیالا شراب کا نہ ہوا جام جم ہوا
چھاتی بھی داغوں کی گریباں کو دیکھ کر دامانِ اشک سرخ سے رشکِ ارم ہوا

یک عمر سیر کر دلِ سرگشتہ روزگار
آخر گلی میں یار کی نقشِ قدم ہوا

---

[1] خان چرخ = خوانِ چرخ۔

Marfat.com

(۴۸)

اُس وقت سر کو ہم نے دل و دین دیا تو کیا
بدچشم سا لوک کسی نے کیا تو کیا

حاضر تھے جان و مال سے گر بادشاہ عشق
اس مملکت کو دل کی مرے لوٹتا تو کیا

دروازہ پر ترے کوئی ہم سا گناہ گار
جیتا رہا تو کیا ہوا اور مر گیا تو کیا

صیاد تیری مرگ سے اہل چمن ہوں شاد
مجھ سا شکستہ بال رہا بھی ہوا تو کیا

تب جانئے وفا کہ جدا خط لکھا کرے
ورنہ سلام اور دل کے خط میں لکھا تو کیا

ناصح تو کیا ڈرائے ہے اس کی گلی میں رات
جی کھو کے ہم گئے تھے کوئی دیکھتا تو کیا

اس بے وفا سے لگ چلے باتوں میں کیا مجاز
یہ آشنا کا حال ہے نا آشنا تو کیا

دنیا میں[1] ہے وہ مردہ دلوں کے شمار میں
بے درد عشق دہر میں کوئی جیا تو کیا

نہ اس کی کچھ خوشی ہے نہ اس کا ہے کچھ ملال
شادی ہوئی تو کیا ہوا اور غم ہوا تو کیا

دل قابل[2] کبھی تو نہ تھا دردِ دل ترا
کرتا اگر مسیح بھی تیری دوا تو کیا

---

[1] دنیا میں : (بیت برحاشیہ)

[2] قابل کبھی : اچھا ہونے کے قابل

Marfat.com

عین ذات اوس کی یہی عالم ہے موجودات کا (۴۹) خود نفی ہو دیکھ لے گر شوق ہو اثبات کا

تب تلک دل تو موحّد کا مقلد بھی نہیں — یہ فرد کرتی ہے جب تک فرق دن اور رات کا

فرق اعتباری وحدت و کثرت میں ہے — ایک تھا ورنہ عدد مات احاد عشرات[1] کا

سالک راہ حقیقت کشور عرفان کا — جب ہوا فرماں روا طابع[2] نہیں اوقات کا

آگرا ہوں در پہ تیرے اب تو اے پیر مغاں — آستانا جان کر میں قاضی الحاجات کا

مت تسلی کر مجھے وعدے سے اے پیماں شکن — اعتبار آتا ہے کس کا فرکو تیری بات کا

ہمت ساقی کو ترکب رکھے گی تشنہ لب
روز محشر آسرا ہے دل اوسی کی ذات کا

دل میں جو کچھ تھا سو انجام نہ ہونے پایا (۵۰) قاتل افسوس میرا کام نہ ہونے پایا

جل بجھے بات کے کہتے ہوئے پروانہ مفت — عشق میں اوس کے مرا نام نہ ہونے پایا

یار نے مجکو طلبا بات سے بلایا تھا حضور — باعث شامت ایام نہ ہونے پایا

رات بوسے کا لب یار سے تھا متوقع — ہوگئی صبح دو انعام نہ ہونے پایا

محتسب آگیا مخفی میں اچانک شب کو — آشنا لب سے مرے جام نہ ہونے پایا

رات تکرار میں[3] کٹ گئی شکر لب سے تیرے — کامیاب اے طمع خام نہ ہونے پایا

زیست افسوس دم تیغ سے اوس قاتل کے
سرخ رو یہہ دل ناکام نہ ہونے پایا

---

[1] آت احاد عشرات کا — آت احاد عشرات ۔ [2] طابع = تابع
[3] رات تکرار میں ۔ تیرے شکر بن لب سے رات تکرار میں کٹ گئی ۔ اس لئے اے طمع خام میں کامیاب نہ ہونے پایا ۔

Marfat.com

ہاں یاد اوسے کا ہے کو مرا نام پڑے گا (۵۱) پر یاد کرے گا جو کہیں کام پڑے گا
دیکھا ئی جو زلف اُس نے تو ہم نے بھی یہ سمجھا ایک روز گلے اپنے یہی دام پڑے گا
نالے جو اسی طرح کئے اوس کی گلی میں سودائی دیوانا ہی مرا نام پڑے گا
کوچے میں تری زلف کے دل جاتے ہی کھویا کیا جانتے تھے ڈاکا[1] شہ بدنام پڑے گا
یہ تو یہ توقع نظر آجائے گا زاہد اوس کی نگہ مست سے جب کام پڑے گا
کانٹے ہی چبھوئے گا نت اوٹھ دل میں ہمارے چسکا جو ترے جور کا گلفام پڑے گا

معلوم ہوا عشق کے آغاز سے اے دل
مشکل مجھے آخر کو سرانجام پڑے گا

بری ہے ہوس دہوا سے دل اس دیوانے کا (۵۲) نہ فکر اہل زمانہ نہ غم زمانے کا
ہمیں نے ایک تری زلف کو نہیں چھیڑا جو ہات کاٹے پیارے تو پہلے ٹھانے کا
دل و جگر تو ہدف بن ہوئے نہیں رہتے مزا ہے تیرے ترنگہ کے کھانے کا
جہاں میں جتنے دوبالے پر کیا پیدا ہمیں ہیں ایک کہ کچھ بولتے نہیں ہے خدا
ہمیں ہیں ایک کہ کچھ بولتے نہیں ہے چرخ وگرنہ رسم ہے شکوا گلا زمانے کا
کھنڈر ہوں دشت میں گرد باد سرگرداں نہ ٹھور ہے نہ ٹھکانا ہے مجھ دیوانے کا
جو امتحان جفا میں نکل گیا یہ دل
تو پھر وفا کو کبھی منہ نہیں دکھلانے کا

[1] ڈانکا = ڈاکہ

Marfat.com

(۵۳) زندگی کے نقد کو کھوتا ہے کیا — غافلوں کی نیند تو سوتا ہے کیا
چھنٹ مت دنیا میں تخم معصیت — کانٹے اپنے واسطے بوتا ہے کیا
داغ دل تو ہو گیا جزو بدن — دیدۂ تر تو اسے دھوتا ہے کیا
بے قراری کام اپنا کر چکی — صبر کی اب جان کو روتا ہے کیا
عشق بے خود کر چکا اے پیر عقل — اب ترے سمجھانے سے ہوتا ہے کیا
دل بقول میر ابھی روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

(۵۴) گہر کی طرح زلفوں میں یہ دل جب تک لٹکتا تھا — بسان خار آنکھوں میں رقیبوں کے کھٹکتا تھا
سری اور آہ سوزاں نے شب ایسی آگ دہکائی — کہ دل جیوں دانۂ اسپند سینہ میں چھٹکتا تھا
غنیمت ہے کہ اس بیداد گر نے صبح کو پوچھا — کہ شب کو کون میرے در پہ سر اپنا پٹکتا تھا
کیا فرسودہ پا دشت نے بس آرام سے بیٹھے — کہ ہر خار بیاباں آبلوں سے آ اٹکتا تھا
رہیں گی یاد ساری عمر دو بدمستیاں شب کی — پکڑتا تھا ترے دامن کو میں اور تو جھٹکتا تھا
درمیخانہ کی زاہد نے جب آ کر زیارت کی — ہوا قایل کہ راہ کعبہ میں ناحق بھٹکتا تھا
دل بیمار کو طاقت کہاں تھی آہ و نالے کی
کبھی دم بھی جو لیتا تھا تو سینے میں اٹکتا تھا

★

Marfat.com

بھروسا کیا مریضِ ناتواں کا (۵۵) ہوا سودا تمام اس نیم جاں کا
نہیں گرد و خورد شعلہ آہ تو کیوں ہے رنگ نیلا آسماں کا
نکلنا خوب نئیں نالے کا دل سے کہ ہے محرم سرے راز نہاں کا
کرے گا فتنہ برپا تیرِ غمزہ مصاحب ہو لے اوس ابرو کماں کا
کہاں تیغ نگہ اوس کی کہاں میں مگر ہے قصد اوس کو امتحاں کا
کرے پرواز جس دن روح چاہے نہیں پابند میں اس آشیاں کا
جفا میری اوٹھانے کا نہیں دل
غلط ہے یہ گماں اوس بدگماں کا

اب تک میں عبث اوس جگہ ڈھونڈ رہا تھا (۵۶) پردے میں اسی دل کے مرا یار چھپا تھا
زلفوں ہی کے پھنسنے سے تو جی خوش ہے دگر یہ میں بخت سیہ روز کی صورت سے خفا تھا
دنیا کا سفر ہم نے کیا اس سبکی سے آلودہ ذرا گرد سے دامن نہ ہوا تھا
آگے بھی ستم پیشہ زمانے میں نہ تھے کیا پر تجھ سا کوئی ہم نے نہ دیکھا نہ سنا تھا
کل رات کے شکوے کو مرے یار نے سمجھا ہر چند کہ ظاہر میں زمانے کا گلا تھا
زاہد تری مسجد میں تو کچھ اور نہ دیکھا تسبیح و دعا یا کہ مصلائے ریا تھا
جاں بر نہ پھری بادِ سحر اوس کی گلی سے
دل نے اوسے کیا جانئے کیا خط میں لکھا تھا

★

Marfat.com

یار سے وصل یہاں خواہ وہاں ہووے گا (۵۷) دل ہی رہیے گا کہیں اوسے[1] جہاں ہووے گا
جستجو کعبہ و بتخانہ میں اب تک تھی تجھے یہ خبر کس کو تھی و دل میں نہاں ہووے گا
شوق ہے اوس کو جفا کا ابھی لڑکا پن ہے[2] آگے کیا جانیے کیا آفت جاں ہووے گا
دو بدو تجھ سے کسی دن نہ کسی دن لے نئے یہ مرا نالۂ گستاخ زباں ہووے گا
میں سو مرتا ہوں پڑا اوس کے غم فرقت میں اوس کو کیا جانئے کیا دل میں گماں ہووے گا
ہر گھڑی آنکھ سے نکلا نہ کرے تغل سرشک ورنہ افشا یہ مرا راز نہاں ہووے گا
دل کو گستاخ تو کرتے ہیں ترے لطف و کرم
لیکن آخر تری خاطر پہ گراں ہووے گا

نالۂ شبگیر سینہ میں شرر طور تھا (۵۸) اشک کو نوک مژہ پر دعوی منصور تھا
ہم بھی چپکے ہو رہے کل دم نہ مارا سامنے دیدہ و دانستہ کاوش پرست معذور تھا
پستی طالع سے اپنی جن دنوں تھی دوستی قصر رہنے کا ہمارے نقش پائے مور تھا
بے وفا اوروں کے گھر جاتے نہ تھا یہ عذر لنگ کلبۂ احزاں ہمارا ہی تجھے ایک در تھا
جب سے تو آیا ہے کچھ فرصت ہے مجھ بیمار کو ورنہ کروٹ بھی بدلنے کا نہیں مقدور تھا
کھینچ تو لائی تھی تجھکو مہربانی رات یہاں یار پھر کچھ اپنی بھی قسمت کا شامل زور تھا
اوٹھ گیا سنتے ہیں دیوانہ ہو صحرا کی طرف
یار دل جس کا تخلص شہر میں مشہور تھا

---

[1] "کہیں اوسے" کہیں اس سے [2] "لڑکا پن" = لڑکپن - الطر

Marfat.com

ذرا آسودہ جبیوں نقش قدم ہوتے تو کیا ہوتا (۵۹) تری دیوار کے سایہ میں ہم سوتے تو کیا ہوتا
یہ داغ عشق دیرینہ ہوا جزو بدن اپنا گر ایسے داغ کو اے چشم نم دھوتے تو کیا ہوتا
بلا سے مر گئے در پر ترے جنجال سے چھوٹے یہ بار زندگی دو ایک قدم ڈھوتے تو کیا ہوتا
زمین[1] بے وفائی شور لے بے رحم گر ہوتی تو پھر غماز فتنہ یک قلم ہوتے تو کیا ہوتا
جگر اور دل تو غارت کر چکا یہ عشق کا فوقاں مرے[2] دیدۂ نمناک کم روتے تو کیا ہوتا
بھرے تھے خم کے خم پر تو نے ساقی تنگ چشمی کی دو ایک جام اور میرے دل کا غم کھوتے تو کیا ہوتا

کرے کیا کوئی رو کر دل لگی تیرے ستاؤں کی
جو تم تھے تو ہوا کیا اور رہے ہوتے تو کیا ہوتا

شاہ پر فخر کیوں کرے نہ گدا (۶۰) زندگانی ہے اور استغنا
تو ہی انصاف کر تو نا انصاف وہ وفا یہ ری اور تری یہ جفا
کب نہ نکلے تیری گلی سے دم حسد خائف کی طرح دزد فقا
نقش پا کی طرح ترے در پہ جبہہ ساجو ہوا سو پھر نہ اٹھا
تیرے مژگاں دل و جگر میرے کرتے رہتے ہیں کاوش بیجا
مار ڈالا تمہارے رکنے نے کہیں بولو کبھی از برائے خدا

کون سنتا ہے دل غریبوں کی
اب تو غماز اوس کے کان لگا

---

[1] "زمیں بے وفائی" ۔ یہ مصرع تصحیح شدہ ہے ۔ مصرع جو بلگیا "زمیں گر بے وفائی کی کرے" ہے آہ ری شور ۔
[2] "مرے دیدہ نمناک" ۔ "تے دیدۂ نمناک" ۔

Marfat.com

نعل گل کی جو بار کھائے گا (۶۱) دھجیاں جیب کی اڑائے گا
بت کدہ ہو گیا ہے کعبہ دل ڈھا کے پھر کر اسے بنائے گا
اتفاق ہو گیا تو محشر میں داغ خورشید کو دکھائے گا
تنگ کرتی ہے وسعت دنیا لامکاں میں مکاں بنائے گا
مل ہی جائے گا کبھی کوئی ہمدرد قصۂ غم جسے سنائے گا
کوئے قاتل ہے نالہ جائے ادب اس طرح وہاں نہ سر اٹھائے گا
زندگی میں تو ننگ ہے ملنا گور پر میری خاک آئے گا

نالہ و آہ سر پھرا میں گے
دل کو پہلو میں گر بٹھائے گا

اس عبر سے رفیق کو اپنے جدا کیا (۶۲) لے دردِ عشق ہم نے تو وعدہ وفا کیا
ایک عمر پھر کے در بدر اس مشت خاک نے آخر مقام یار کے کوچے میں جا کیا
بدنام کیوں کرے ہے عبث تو خدا سے ڈر کس کے حضور ہم نے ترا میاں گلا کیا
گذرا جو رات بزم میں اوس کے بیان شمع رویا کیا میں سامنے اور دد ہنسا کیا
کب ہو قبول توبۂ میخار کی طرح ایک عمر گو کہ شیخ نے شغل ریا کیا
دو گالیاں دیا کیا شب اپنی بزم میں میں دور سے کھڑا ہوا چپکا سنا کیا
کہتا تھا میں نہ بحث[۳] تو اوس کے مزہ[۴] سے تو میرے دل و جگر نے نہ میرا کہا کیا
دل اپنے جان و مال سے تجھ پر ہوا نثار تو نے سلوک اوس[۵] سے بھلا کہہ تو کیا کیا

---

[۱] بار کھلائے گا = ہوا کھائے گا۔ [۲] توبہ میخار = توبہ بیزار [۳] بحث تو۔ بحثیو
[۴] مزہ = مژہ [۵] سلوک اوس سے = سلوک اوس سے

Marfat.com

کوچے میں جو اوس کے جایئے گا (۶۳) جیتے جی پھر نہ آیئے گا
نالہ جو اوس سے سنایئے گا سوتا فتنہ جگا یئے گا
چھوڑے جاتے تو ہو پہ آکر جیتا ہم کو نہ پایئے گا
کوہ غم عشق ادھر تو آوے سر آنکھوں سے بوجھ اٹھایئے گا
محراب دعا سمجھ کے قاتل سر تیغ تلے جھکایئے گا
مکھڑے کو تیری دغا پہ چھوڑا آنکھیں تو بھلا دیکھا یئے گا
مستوں کو ستا کے شیخ صاحب کیا اپنے خدا سے پایئے گا
ملیئے گا جو میر سے کبھی دل ۸ اپنی بھی غزل سنایئے گا

رہ گئے ہیں[1] ہم کنار وہ طناز ہو گیا (۶۴) یہ بھی ایک اتفاق خدا ساز ہو گیا
مغز آہ گرم نے تو گلا کر بہا دیا جیوں نے ہر استخوان پر آواز ہو گیا
آگے تو اوس کو جور سے کچھ بھی نہ تھا سوا اتنے دنوں میں صاحب پرواز ہو گیا
اوروں کو اوس طرف سے خط آتے ہیں لاکھ دن اپنا جواب بھی قلم انداز ہو گیا
قاتل نے سب کے پہلے جو مجھکو طلب کیا میں اتنی مہربانی میں ممتاز ہو گیا
تھا جو نصیب میں دل بسمل کے بام دست پہلو کا تیر ہی پر پرواز ہو گیا
افتادگی کی بات نہیں پوچھتے مجھے میں کس کے چشم سے نظر انداز ہو گیا
میں کاٹتا رہا لب حسرت ہی بزم میں اور جام تیرے لب سے سرافراز ہو گیا
لکھنے لگا جو یہ غزل درد ناک دل ۹ نالہ صفیر خامہ کا دم ساز ہو گیا

---

[1] رہ گئے = رہ گئے [2] مغز : کرم خوردہ

Marfat.com

کون صاحب نصیب ہے ہم سا (۶۵) آہ جس کی جلو کرے غم سا
سرو گلشن میں تجھ بن اے سرکش نظر آتا ہے نخل ماتم سا
غم ہی میں اپنی بیت گذرتی ہے جو مہینا ہے سو محرم سا
نالہ خاموش تند خو کا مرے اس گھڑی ہے مزاج برہم سا
تیری فرقت میں سمجھے ہم کہ نہیں سخت جانی میں کوئی آدم سا
ہوں وہ درویش جس کے زخموں پر نون بھی ہو گیا ہے مرہم سا

شکر درگاہ میں خدا کے دل
شعر کہتا ہے یاد کم کم سا

نامہ مراد سے جو کبوتر نے جا دیا (۶۶) کھولا پڑھا جواب ہنسی میں اڑا دیا
اس فصل گل نے شور قیامت مچا دیا سوتے سوئے جنون کو میرے جگا دیا
دیکھنا نہ بد دماغ ..... نالوں سے تو نے .....
الجھی تھی زلف ..... بارے صبا نے .....
ہنستا تھا غیر سے ..... دیکھا جو مجھکو .....
جس دن سے آگرا ہوں گلی میں دشمن کے ..... حرص و ہوا کو .....
کیا بدگماں ہوا ..... جن نے کہی .....

زور آدمی فکر .....
جو قافیہ خیال .....

لہ ۔ اون ۔ نمک ۔ خون ۔ لہ یاد کم کم = زیادہ کم کم ۔ ہوا ذہنی جیسی ۔ ہوا سے کر ۔
ع نکر غزل (۱۸) ص ۱۰ ۔ جس لف سے ۔ بستہ (۶) کی تصحیح متن میں ہے

Marfat.com

(۶۷)

جوشنے تک گوش دل سے یہاں فسانا عشق کا
پھر دوسری کہلائے دیوانا عشق کا

زلف سے زنجیر پا ہوئے دیوانا عشق کا
ہے زمانے سے نرالا کار خانا عشق کا

نام پیدا کیا کرے کوئی لیلیٰ و مجنوں کی طرح
اب نہ دور حسن ہے، وہ نہ زمانا عشق کا

کھولدی ہے منہ[1] پہ اوسنے آج زلف تابدار
دیکھئے نکلتا ہے کس کو تازیانا عشق کا

عشق میں ہیں معتبر نالے دل پردرد کے
درنہ آہ و بوالہوس ہے منھ چڑانا عشق کا

اب حصار توبہ و تقویٰ توڑ ڈالا شیخ جی
جا کسی میخانہ میں پڑھئے دوگانا عشق کا

دل اگر کہنے میں ہو تو ضبط نالہ کیجئے
ہے مرے مقدور سے باہر چھپانا عشق کا

ایک دم حسرت ہی بس ہے دردمندوں کو ترے
نالہ و فریاد سب ہے شاخسانا عشق کا

اے زبان آہ تو اتنے ہی میں اوکتا گئی
تجھکو تو ایک عمر کہنا ہے فسانا عشق کا

دیکھتا ہوں اپنے ہی نالوں کو میں شہباز درد
دل ہوا پہلو میں شاید آشیانا عشق کا

دن بدن ہوتی ہی جاتی ہے پریشاں میری طرح
کیا تری زلفوں کے بات آیا ہے شانا عشق کا

آفریں تیری وفا کے قوت بازو پہ دل
۱۲
مرتے مرتے تک نہ چھوڑا آستانا عشق کا

---

[1] منھ پہ اوسنے ۔ منھ پہ ان نے

[2] عشق میں ہیں ۔ کرم خدا دے

Marfat.com

ردیف (ب)

(۶۸)

دیکھا جو خنجر مژۂ دل شکن میں آب — زخمِ دل و جگر کے بھر آیا دہن میں آب
سبزے کو تیرے خط کے ترقی ہے دن بدن — سوکھے کہیں خدا کرے چاہ ذقن میں آب
اوس سرد پر کہاں سے زر گل کرے نثار — جس باغبان کے نہ ہو جوئے چمن میں آب
حلقے میں زلف کے یہ دُرِ بگوش[1] دیکھ کر — خوں ہو حسد سے نافۂ مشکِ ختن[2] میں آب
سمجھے گی خاک اشک فشانی کی میرے قدر — جس شمع کے گرا نہ ہو پائے لگن میں آب
آنسو تھمے نہ شمع صفت تا بقائے عمر — لے سر سے پا تو تک ہے ہمارے بدن میں آب

دل سرخوشی میں مجھ سے جو کہتے ہوں شعر تر
تو بھیجے ملا کے شراب کہن میں آب

(۶۹)

نہ صبح دشنم نہ لیل و نہار سے مطلب — مجھے سدا ہے رخ و زلف یار سے مطلب
برنگ گلشن تصویر اس زمانے میں — نہیں ہے مجھکو خزاں و بہار سے مطلب
یہ ہمت فلک سفلہ سے ہوا معلوم — کبھی نہ کہیے کسی نابکار سے مطلب
بلا سے اوس کے کسی کا جگر ہے نہ رہے — خدنگ یار کو اپنے شکار سے مطلب
مری یہ برسنہ پائی ہے اور کوچۂ یار — نہیں ہے مجھکو بیاباں و خار سے مطلب

ہوا ہے جب سے دل عزلت گزیں میتابی
نہ کام صبر سے ہے نہ قرار سے مطلب

---

[1] دُرِ بگوش = قُدگوش — [2] مشکِ ختن = مشکِ ختی

Marfat.com

نکلیو دل سے ٹک اے نالہ تو شتاب شتاب (۷۰) میرے فسانے سے آیا ہے اوس کو خواب شتاب
یہ کس کی چشم سیہ مست کی ہے فرمائش کہ عاشقوں کے جگر کا بنے کباب شتاب
غم فراق سے فرصت نظر نہیں آتی ہمارے خط کا صبا لائے تو جواب شتاب
گلا عبث ہے مجھے اپنی بے نصیبی کا ہوا ہے در پہ ترے کون کامیاب شتاب
یہ بیکسی ہے یہ دریائے غم یہ لطمۂ موج[1] فنا نصیب کہیں ہوں بھی جیوں حباب شتاب
جب اوس کو نیند فسانے سے میرے آنے لگی کہا مجھے دل مضطر نے۔ کہہ شتاب شتاب
(سواں) بوسہ کیا نس پہ تنگ چشموں نے نکالی منہ سے نہ گالی ہم نے جواب شتاب

لکھی ہے دل کو غزل اس زمیں میں تسبی نے
جو کلک فکر نے اوس کو لکھا جواب شتاب

دیکھ کر یار کو منہ کیوں نہ چھپائے مہتاب (۷۱) سچ ہے خورشید کی گرتا ب نہ لائے مہتاب
باج گوہر سے لیتا ہو وہ تابانی میں تو بھی تجھ رو کے درخشاں کو نہ پائے مہتاب
عارض اوس ماہ لقا کا مرے دیکھے تو کبھی[2] سر گریباں سے اپنے نہ اٹھائے مہتاب
شمع کا منہ ہے کرے دعوئ حسن اوسکے حضور سامنے جس کے حجالت سے نہ آئے مہتاب
بے حجابی جو ابھی کھینچے منہ پر سے نقاب میرے خورشید سے آنکھیں نہ ملائے مہتاب
یار بن کس کو خوش آتی ہے کسی کی صورت شب فرقت میں مجھے منہ نہ دکھائے مہتاب
شب یلدا ہوئی ایجاد تری زلفوں سے اور کھڑے سے ہوی تیرے بنائے مہتاب
خشک اس چاندنی پر تو ہی کر اب جدا اے شیخ اپنے تین جام[3] ہو بینا ہو تو بھائے مہتاب
دل تزا داغ کہاں اور کلف ماہ کہاں ۹ اپنے خوش کرنے کو یوں بات بنائے مہتاب

[1] نطہ بطہ۔ [2] تو کبھی [3] اپنے تین تا اپنے تئیں

Marfat.com

ردیف (ت)

جمع کر دیکھیں جو ہم ساری خدائی کی رات (۷۲) بڑی ہوتی ہے دادی میں جدائی کی رات

تم فرقت میں تری زلف مسلسل کی طرح آہ سینہ سے میرے صبح تک آئی کی رات

نہ سنے کوئی تو کروں کیا میں دگر نہ فریاد بحساب اور شبوں کے تو سوائی کی رات

گو برآہ میری سن سن کے ہوا تھا مغبر پر خوش آمد کے وسیلہ سے صفائی کی رات

در تلک اس کے جو پہنچے بھی نہ تھی طاقت آہ ناتوانی نے بھلے وقت برائی کی رات

داغ حسرت ہی ملے جائے دم جھولی بھر کس کے دروازے پہ جاکر کے گدائی کی رات

پیچ میں پڑ کے بگاڑا ہی تھا غماز دل نے
آفریں دل کہ بہت تو نے سمائی کی رات

۵

بوالہوس ہو کب کرے ہے عاشقی بیدل گرفت (۷۳) نقص ہے اس کا جو ناقص پر کرے کامل گرفت

چھوڑنے کا نئیں اگر کاتل تیرے ہاتھ آ گئے یہ دل صد چاک شانے سا نہیں کا ہل گرفت

سانس بھی آتے ہوئے سینہ میں اب رکنے لگی تنگ کر بیٹھی مرے پہلو میں جائے دل گرفت

چشمۂ فیض سخن سے فکر دل سیراب ہے
کیا کرے بخشش پہ دریا کے کوئی سائل گرفت

---

(۷۳) "برا ہوس ہو" : بوالہوس کا (گرفت)

Marfat.com

ہے عشق اس آغاز کا انجام تیرے ہات (۷۴) ایسا نہ ہو میں مفت ہوں بدنام تیرے ہات

دو دن مجھے اللہ ہی دیکھائے تو میں دیکھوں شیشہ ہے بسر سے پات میں اور جام تیرے ہات

ملنے پہ نہ بھول اس کے یہ دنیا ہے دو قہبہ[1] گر صبح میرے ہات لگی شام تیرے ہات

شب بات مری تو نے صبا زلف سے کہہ دی بھیجا میں محبت نامہ و پیغام تیرے ہات

اے باد صبا ہوں میں اسی دن سے پریشاں جس دن سے لگی زلف سیہ فام تیرے ہات

مفت عشق کے بازار میں اس شیشہ دل کو بے چوں ہوا رفتند سر انجام تیرے ہات

نیتوں سے رنگ جاتے ہیں ہم بے گنہوں کے محتاج حنا کے نہیں کلفام تیرے ہات

گو کار روا ہے تو یک عالم کا مجھے کیا تب جانوں جو کچھ کہ ہو کام تیرے ہات

یہ دور پیالے کا جو دل تک نہیں آتا ۹ کیا ڈیٹ گئے گردش ایام تیرے ہات

نہ دیکھا تجھکو غم خوار محبت (۷۵) رہے یک عمر بیمار محبت

وہی تجھے اسیر زلف کی قدر ہوا ہو جو گرفتار محبت

نہ تھا دو بے وفا یا قابل حسن بتایا میں سزاوار محبت

میرے بھی دل میں ہے آہ شرر بار نہ کرلے شمع تکرار محبت

میرے اس عشق کے داغ کہن نے کیا بھر گرم بازار محبت

رہا دل جب تلک پہلو میں اپنے کھٹکتا ہی رہا خار محبت

جہاں میں ہے وہی ناکارہ دہر نہ ہو جس کو سر و کار محبت

مرے منہ پہ کہے ہے بے مروت کیا تھا کہنے اقرار محبت

رخ زرد اور میری چشم تم سے ۹ نمایاں ہے دل آثار محبت

---

[1] قہبہ ، قحبہ

Marfat.com

(۷۶)

پہنچے پائے نہ عارض تلک اوس یار کے ہات
زلف نے باندھ لئے جیسے گنہگار کے ہات

گر رہے گی تیرے کوچے میں یہی آمد و رفت
موت ہے اپنی کسی دن کسی اغیار کے ہات

نہ ہوئے ہم کبھی شرمندۂ نقد زر گل
آہ کیا سوکھ گئے بہت گلزار[1] کے ہات

دیکھا کہتا ہے مرے منھ کو طبیب ناداں
زندگانی ہے تری شربت دیدار کے ہات

دامن کوہ نے پیدا کی بہار لالہ
پائے ہر آبلہ میرے جو لگے خار کے ہات

کشور عشق میں اس شیشہ دل کو اپنے
بیچ ڈالوں کا کسی دن کسی میخوار کے ہات

ضعف سے آہ بھی سینہ میں کھٹکنے کو لگی
دم مرا ہونٹوں پہ آیا ہے دل زار کے ہات

ردیف (ج)

(۷۷)

آنکھوں میں اس آنسو کی مرے دیکھ کے ہر موج
موندے ہے حباب انکھ جو آتی ہے نظر موج

آئینہ میں وہ جلوہ گری حسن کی تیرے
جس طرح سے مارے لب جو عکس قمر موج

اب نکلی ہے جس دن سے مرے دیدۂ تر سے
آئی نہ سمندر سے کبھی پھر ادھر[2] موج

تو نے مرے رونے کا ابھی منھ نہیں دیکھا
اس دیدۂ نمناک کے آگے نہ ابھر[3] موج

مت پوچھو اس عشق کے دریا کی حقیقت
انگارہ ہے ہر ایک حباب اوس کا شرر موج

غارت کیا آنسو نے مرا گھر تو بلا سے
تو جھینکے ہے کیا اور کو بے اپنی خبر موج

ہے راہ فنا میں دل وارستہ سبک رو
جس طرح سے دریا میں ہو سرگرم سفر موج

---

[1] گلزار :- گلزار - [2] پھر ادھر : پھر اِدھر [3] ابھر : ابھر موج

Marfat.com

ردیف (چ)

(۷۸) صاحب دلوں کو ہے وہ مزا پیرہن کے بیچ — لذت ہے بعد مرگ کے جو کچھ کفن کے بیچ

جب غیر ہم نشیں ہو تیرا چمن کے بیچ — کیونکر نہ ہوئے سینہ عشاق خار خار

تلخی نہیں رہی ہے شراب کہن کے بیچ — پیری میں کیوں نہ ہووے حلاوت کلام کی

میں نے قدم رکھا تو ہے تیرے لگن کے بیچ — دیکھوں تو کیا ہو شمع کے مانند شعلہ رو

سو بار ہو چکا ہوں تری انجمن کے بیچ — آج ہی نہیں ہوا ہوں میں رسوا ذلیل خوار

بھونا ہے تجکو آتش غم نے کسی کے دل
آتی ہے بوئے دود تیرے ہر سخن کے بیچ

(۷۹) قاتل اب ترکش سے اپنے تو بھی کوئی تیر کھینچ — سامنے تیرے تو لائی ہے مجھے تقدیر کھینچ

مار بیٹھوں گا کسی دن پانو کی زنجیر کھینچ — چھیڑتے ہیں بار بار اکر نصیحت گر مجھے

ناتوانی نے کہا میری ہی تو تصویر کھینچ — جب مری تصویر کا آیا مصور کو خیال

خون ناحق سے ٹک اپنا ہات اے گلگیر کھینچ — کیا بگاڑا شمع نے تیرا کہ سر کاٹے ہے تو

منھ مرا کیا دیکھتا ہے میان سے شمشیر کھینچ — تجکو قاتل کام کیا ہے بے گناہی سے میری

کھینچنے کو یکدم چلے تو جیوں نہ گیر کھینچ — زاہد اس زہد ریا سے تو نہ رکھ چشم کشود

دل تو وہاں جاتا نہ تھا پر کیا کروں زور آوری
لے گیا کوچے میں تیرے شوق دامن گیر کھینچ

Marfat.com

(۸۰)

شکر ہے ہم نہیں ہوں میں گلستاں کے بیچ — گل بکھرے ہیں تیری دولت میرے دامان کے بیچ
شانہ کر چھیڑے ہے اس کو تو سمجھ کر ٹک چھیڑ — دل عاشق ہیں پھنسے زلف پریشان کے بیچ
ہم سے آزردہ جو رہتا ہے تو بے وجہ نہیں — کس[1] نے پھونک دیا ہے تیرے کان کے بیچ
کوئی دیتا نہ ہوا ہے لخت جگر دانستہ — پائوں رکھ تو میرے اشک کے طوفان کے بیچ
زاہد پوچھ تو جا معشق صفا مشرب سے — ہے سدا ایک[2] شئے کفر اور ایمان کے بیچ
ہمدمی کا بھری دعوی نہ کریں ماہ و مہر — اپنا منھ ڈال کے دیکھیں جو گریبان کے بیچ
دل بھی بے سوز و سفا ہے بے سامان[3] اپنا — کب تک ہے بیچنے کا فکر سر و سامان کے بیچ

ردیف (ح)

(۸۱)

سینہ میں مضطرب ہے چراغ سحر کی طرح — بے طرح دیکھتا ہوں میں داغ جگر کی طرح
خون جگر سے دیدۂ ناصور[4] زخم دل — رہتا ہے پر ہمیشہ میری چشم تر کی طرح
تو چاہتی ہے دل میں بتاں کے اثر کرے — اے آہ پر نظر نہیں آتی اثر کی طرح
پیغام گر میرا لئے جاتی ہے اے صبا — مت پھیر تو بے جواب میرے نامہ بر کی طرح
ہمراہ اشک بکھرے کیوں ملے ہے بات — دل تو کبھی لخت لخت ہو بہہ چل جگر کی طرح
حیرت بلا ہے جب سے خریدار چشم کی — ہو گئے ہیں[5] قیمتی میرے آنسو گہر کی طرح
ایسی نہ آگ عشق نے پھونکی دل و جگر — سینے سے میرے اور گئی دونوں شرر کی طرح
گر عشق مجھ کو داغ غلامی کرے عطا — چھاتی سے اپنی لوں اسے لگا لیپر کی طرح

---

[1] "کسی" سے "غیر نے"۔ [2] "سدا" = نشہ۔ [3] یہ مقطع ابیات (۵) پر قلمی دیوان میں لکھا ہوا ہے۔ [4] ناصور = ناسور۔ [5] ہو گئے ؟

Marfat.com

کب تک رہے گا خشک یہ دستِ دعائے صبح (۸۲) دریائے فیض ہے دردِ دولت سرائے صبح

عہدہ برآ تو ایک بنا کوشش کی نہیں کس منہ سے مہر و ش کو میرے منہ دکھائے صبح

ساقی نہ ہو شراب نہ ہو جس چمن کے بیچ باد سموم ہوئے نہ کیونکر ہوائے صبح

ہے تجھ سے اہلِ دل کو برگ[1] زندگی ہے شمع کو میری دم عیسیٰ ہوائے صبح

ہے جائے سیر گرسنہ چشمیٔ روزگار ڈھونڈے ہے نان و نعمتِ کاشانہ کہاں صبح

غنچہ چمن میں نافۂ تاتار ہو گئے کاکل سے اس کے لگ کے جو آئی ہوائے صبح

ساقی بیاض گردنِ مینا کی تیری قدر سمجھے ہے تو ہی جب سے ہوا آشنائے صبح

ردیف (خ)

نہ کہتا نامہ بر تھا کبھو تلخ (۸۳) سو اب کہنے لگا تو رو بہ رو تلخ

چمن بھی ابر بھی ساقی بھی سب ہے ہوا ایک یار بن ہنگام و سبو تلخ

صبا مشتاق کوئے یار مت کر نہیں ہے مجکو اپنی آبرو تلخ

میرے نامہربان شیریں دہن کی رہے گی کب تلک یہ گفتگو تلخ

تیرے زہر جفا سے بے مروت ہوئی ہے زندگی کی آبجو تلخ

نہیں بھیتی ہے کڑوی بات تجکو شکر لب ہو کے اتنی گفتگو تلخ

دلِ وارستہ کو اب ذائقہ میں
ہوئی دنیا کی ساری آرزو تلخ

---

[1] برگ - (ب ب ر گ) = یہ برگ ۔

Marfat.com

ردیف (د)

آنسو چلے جب آنکھوں سے کارواں کے مانند (۸۴) ٹھہرے نہ ایک جا بھی ریگ رواں کے مانند

جب تک کہ زندگی[1] ہے اوس یار دلربا سے ممکن نہیں جدائی جسم اور جاں کے مانند

ہر چند تیغ ابرو کام اپنا کر چکی ہے پر مرگ بدگماں ہے، اوس بدگماں کے مانند

اے چرخ سفلہ پرور مت کر تو لاف ہمت محتاج کب ہوں تیرا دوں ہمتاں کے مانند

کافر ہوں یا مسلماں پر راستی تو یہ ہے کعبہ نہیں ہے تیرے اس آستاں کے مانند

عاشق تو خیر سے ہیں سچ کہیے اے ستمگر کیوں چڑھ رہے ہیں ابرو تیرے کماں کے مانند

ایک دن نہ ایک دن دل تیری شراب غفلت
بخشے گی سرگرانی خواب گراں کے مانند

رہے کس طرح سے دل میں نہاں درد (۸۵) ہوا نالہ سے میرے ہم زباں درد

چھپایا اس طرح سے دل میں تجکو نہ تھی گویا میرے منھ میں زباں درد

تجھے میں دل سے اپنے چاہتا ہوں نہ ہو نالے سے میرے بدگماں درد

کیا نالہ تو کیا اہل ہوس نے کہاں پاویں گے یہ دل ہمتاں درد

دل اوس کشور میں اب چل کر کے رہئے
جہاں رکھتے ہوں ہر پیر و جواں درد

---

[1] زندگی : زندگی

Marfat.com

کب ہو ان آنکھوں کے آگے دیدۂ شبنم سفید (۸۶) سینۂ پر داغ کے منہ پر نہ ہو مرہم سفید
دیدۂ یعقوب کے مانند فرقت میں تری رو تے رو تے ہو گئی اپنی بھی چشم نم سفید
آئینہ دل کا مرے ہر چند زنگ آلود ہے تو بھی اس کے سامنے ہوئے نہ جام جم سفید
خوش خرام آتا ہے کب اس کلبۂ احزاں تلک تو تے اے مہتاب چھوائی ہے کیوں جام سفید
کچھ تو درد عشق نے تسکین پایا ہے ترے
منہ ترا دل نسبت سلمیٰ روز دن کے ہے کچھ کم سفید

ردیف (ر)

دل بیمار کو چھوڑا نہ قضا نے آخر (۸۷) نہ کیا سود طبیبوں کی دوا نے آخر
مل کے ہاتھوں میں تیرے اپنے لہو کو ظالم خون ثابت ہی کیا تجھ پہ حنا نے آخر
خبر زلف جو لانے کو گئی بیٹھ رہی مجھکو خاطر سے بھلایا نہ قضا نے آخر
سر تسلیم و رضا سے مرے جب تن سے چلا مجھکو آزاد کیا تیغ جفا نے آخر
غیر اٹھاتے رہے ہر چند تیرے در پر سے نہ اٹھایا ہی وہی تیرے گدا نے آخر
گور و عشق میں تھے خار خرد دامن گیر ایک کانٹے کی ترے اس آبلہ پا نے آخر
دل نہ کہتے تھے شب ہجر میں نومید نہ ہو
دیکھ لی صبح دکھائی نہ خدا نے آخر

Marfat.com

(۸۸)

کیا خوگر جفا کا کیوں تجھے یہ جور سہہ سہہ کر
ہمارے دل میں پچھتاوا یہی آتا ہے رہ رہ کر

نہ بولا تھا کبھی تو اب تلک ہم سے ترش رو ہو کر
مگر بدظن کیا غیروں نے کچھ کانوں میں کہہ کہہ کر

جس آہ سرد کو ہم آپ سے دل میں جگہ دی تھی
وہی سینہ میں اب کھٹکے ہے جیسے پھانس رہ رہ کر

بہانا درد دل کا تھا کہ عیب اپنا چھپانا تھا
کیا رسوائے خلق آنسو نے ان آنکھوں سے بہہ بہہ کر

(۸۹)

شکر و احسان قضا تیر اس کی زہ سے چھوٹ کر
جا لگا اغیار کو دل میں ہمارے پھوٹ کر

فتح کا ناقوس بجوایا فغان و آہ سے
ان بتوں نے کعبۂ دل کو ہمارے لوٹ کر

ہے تمنائے[1] فقط ادھر ہی وہ دیکھا کرے
ہاں مگر تیر نگہ رہ جائے دل میں ٹوٹ کر

محتسب نے دیکھ کر مینا کو اپنی بزم میں
مار ہی ڈالا گلا اوس نے گنہ کا گھوٹ کر

دل تری بیتابیوں نے توڑ ڈالے بال و پر
دام سے زلفوں کے اب تو کیا کرے گا چھوٹ کر

★

---

[1] "ہے تمنائے فقط" یہ لفظ

Marfat.com

(۹۰)

کس طرح سے چھاتی پہ رکھوں صبر کا پتھر
دل شاد ہوا غیر کا محرم ہے ہم
ظالم تری خاطر مجھے ہر طرح سے رکھنا
کوچے میں ترے شور قیامت ہی رہے گا
وحشت تو مجھے شہر میں رہنے نہیں دیتی
دیکھا متوجہ[1] جو تجھے دیکھ کے اپنے
یوں اپنے تغافل[2] کی شکوہ اور ہے ورنہ

دم لینے کی فرصت نہیں دیتا دلِ مضطر
کافر نگہِ یار جو بہکی بھی دو یک بار
راضی ہے اگرچہ جی ہی کے لینے میں تو بہتر
جب تک نہ ترے آہ مری دل میں ہے گھر
ناچار بیاباں ہی میں اب رہیے گا جا کر
کی صلح مرے ساتھ رقیبوں نے بھی سب کر
جی جانتا ہوگا تیرا اندازِ جفا پر

دنیا میں نہ اب دل سا کوئی اہلِ وفا ہے
نہ دل شکنوں میں ہے کوئی تجھ سا ستمگر

(۹۱)

پہنچے جو کوئی مجھ سا سبک دستِ فلک پر
چہرے سے نقاب آج کی شب کنے اٹھائی
جلتوں نفرتا[3] ہے جو یہ کاسہ گردوں
جب مور ہوا تجھ سے مسیحائے زماں کا

عیسیٰ کو ہو تجدید فراموش فلک پر
مہتاب[4] کو دیکھوں ہوں میں بیہوش فلک پر
کیا کوئی فرشتہ نہیں مے نوش فلک پر
ناچار ہو عیسیٰ[5] ہوئے روپوش فلک پر

آبِ لِ یار کے بدلے میں دھوئیں نے
آگے ہی کیا شب کو سیہ پوش فلک پر

---

[1] "دیکھا متوجہ" یہ بیت پہلے کاتب نے غزل (۳) میں لکھ کر کاٹ دی۔ کیونکہ اس کی جگہ شاید یہی ہے۔
[2] "یوں اپنے تغافل" یہ دونوں شعر کاتب نے حاشیہ پر لکھے۔ [3] "مہتاب کو" مصرع کم ہے۔
[4] ناچار ہو: کرم خوردہ خانہ پوری از مہر نیروزی (۲۲) اپریل ۱۹۶۱ء
[5] آگے ہی کیا: " " " " " "

Marfat.com

(۹۲) ساقی دئے جادو میں اپنے نہ دیر کر — پگڑی سبو[1] نے بزم میں باندھی (ہے پھیر کر[2])
حاتموں نے دام زلف کے میدان عشق میں — آخر کیا شکار مرے دل کو (گھیر کر)
لگ جائے گی نظر کہیں حیرت کی چشم تر — آنسو کے موتیوں کا نہ دامن پہ ڈھیر کر
سوکھیں ہیں پیاس سے لب زخم دل و جگر — قاتل تمک آب تیغ سے پھر ان کو سیر کر

اگلی غزل کہی تھی سو دل بھول ہی گئے
دو چار قافیہ یہ نکالے ہیں پھیر کر[5]

(۹۳) روز اٹھ کے دیکھتا ہوں تجھے میں اثر سے دور — اے آہ سرد ہو بھی کہیں اس جگہ سے دور
ناصح کو دیکھ کر یہی مانگوں ہوں میں دعا — یارب رگ جنوں رہے نشتر سے دور
کیا ہنسے تنگ چشمی اہل زمانہ کو — جب ہمت زمانہ ہو اہل ہنر سے دور
کس کام کا اگرچہ کھلا ہے در قفس — پرواز تو بھرے ہے مرے بال و پر سے دور
جز نقد (پاس) اور کے خزانے میں خاک نہیں[3] — چشم امید رکھ فلک بدگہر سے دور
مدت کے بعد اور ہی کو روانہ کیا ہے خط — چشم زمانہ نامہ سے اور نامہ بر سے دور

(سیل سرشک گرم کا دل) کیا گلا کرے
برسے گر آگ بھی تو نہیں چشم تر سے دور

---

[1] پگڑی سبو نے: پگڑی سبوں نے
[2] ہے پھر کرد۔ کریم خود دہ خانہ پری از مہر نیمروز ص (۲۲) اپریل ۱۹۵۵ء
[3] خاک نہیں " " " " " " " "
[4] سرشک گرم " " " " " " " "

Marfat.com

(حال میرا دیکھ کر مجھ سے ٹک متوجہ ہو کر (۹۴) اے وفا اور نہ ہو تجھ سے تو اتنا تو کر
(چشم خوں بار غم عشق تو جانے کا نہیں کیا کہیں گے تیرے داغ دل کے متعلق
(ایک بوسہ کے بھی شرمندۂ احسان ہوئے منع کرتے ہیں تجھے بیٹھ رہے دل تھام کر
بارہا میں نے کہا پر تری خاطر نہیں اے وفا تیری میرے بار کو مت بد خو کر
بندھ چکا ہاتھ یہ تیرے دل کا تیری زلفوں میں اب تیرے جی میں ترحم دے تو گر ہو کر
کیا کوئی چشم رکھے چرخ سیہ کار سے ایسا پریشان نہ دیکھا ہے نہ سنا ہو کر

سایۂ بام کہیں دام اجل ہے اے دل
" آسماں کے تئیں تو ہیچ تو غافل ہو کر

جو تیغ کھینچی ہے قاتل تو درگذر مت کر (۹۵) میرے گناہ کو اپنی تو نظر مت کر
نگاہ۔ زلف سے اوس کے کہے گذر مت کر الف کہے ہے کہ خالی پہ تو نہ مر مت کر
ترے خدنگ کو اس آرزو سے اے نگہ کھاوے ہے کہ عاشق کے دل میں گھر مت کر
گلی میں یار کی آہوں سے جا کے اے نالہ فغاں کے واسطے غوغا ہمارا کو تو خبر مت کر
بزنگ شمع سراپا گداز کرتے مجھے حقیر خلق کی آنکھوں میں چشم تر مت کر
رہیں گے چشم تو تیرے ہی کام آویں گے تصرف کر یہ ہمارا دل دگر مت کر

مطلع یہ ہے کہ دو دن کی زندگی کے لئے
" دل اختیار یہ دنیا کا دو سر مت کر

★

Marfat.com

(۹۶)

طعنہ زن مت ہو میرے شیشۂ و پیمانہ پر
زاہد حکم شریعت نہیں دیوانہ پر

داغ صد چاک کے طالع تو کچھ ایک خاکی ہیں
کہ تیری زلف پریشاں ہے خفا شانہ پر

لون[1] چھڑکے گا نہ تیری آنکھوں میں اے چرخ کبود
کان رکھیو نہ تو ہرگز میرے افسانہ پر

جانفشانی کا صلہ اور تو کیا دیوے گی
کبھی تحسین بھی نہ کی شمع نے پروانہ پر

تھک نہیں جاتے جب پانو میری وحشت کے
تنگ عرصہ نہ ہو کس طرح سے ویرانہ پر

دولت عشق نہ ہات آئی کبھی زاہد کے
تا کہ قابض متصرف نہ ہو میخانہ پر

چشم تحقیق سے دیکھا تو دل اوس کا ملنا
نہ تو کعبہ پہ ہے موقوف نہ بت خانہ پر

(۹۷)

یہ دل کرتا ہے تیرے تیر کے پیکان کی خاطر
عزیز میزباں ہوتی ہے ہر مہمان کی خاطر

(نصیبوں) کو میں اپنے اس لئے رو تا ہوں اے ناصح
کہ مرتی چاہیئے[2] ہے یار کے دامان کی خاطر

(دروغ وعدہ) سے اوس کے تسلی دل کو کرتا ہوں
گلے اپنے پڑی ہے اوس غلط پیمان کی خاطر

جگر اور دل تھا سو تو صرف گریہ ہو چکا اے غم
کیے گا کون اب اس دیدۂ گریان کی خاطر

) زنار پہرایا
نہ کی ان کافروں نے کچھ میرے ایمان کی خاطر

تو کل پیشہ کیئے اوس کو جو در بند کر بیٹھے
نہ گاڑے پانو باہر نعمت الوان کی خاطر

اگر مشتاق ہے تو جوشش و نالاں کی تحسین کا
تو کر مضمون تراشے[3] دل سرے دیوان کی خاطر

---

[1] "لون" نون ۔ نمک
[2] چاہیئے ہیں = چاہیئے ہیں
[3] مضمون تراشے ، مضمون خراشی ۔ مضمون تیرا ے (دل)

Marfat.com

(۹۸) اے نالہ صبح زباں مت قصور کر
کچھ تو علاج دردِ دلِ ناصبور کر

اے نورِ عشق دیدۂ دل میں ظہور کر
جیسوں کو رہا طغیانِ زمانہ نہ رکھ سکے

رونق تو اس میں شمعِ تجلّی طور کر
کعبہ ہمارے دل کا اندھیرا بڑھا ہے عشق

زاہد تو شوق سے میرے شیشہ کو چور کر
مست الست ہوں مے عرفاں سے کم نہیں

دل کس قدر جہاں میں سبک دوش ہو گیا
گردن سے اپنے بارِ تعلق کو توڑ کر

(۹۹) پیدا ہوا ہے قیس سا کوئی ہر ذرہ گردِ پھر
اڑنے لگی ہے دامنِ صحرا میں گرد پھر

اوٹھتا ہے کوئی تجھ سے یہ صحرا نورد پھر
آوارگی جب اوس کی گلی میں بٹھا دیا

آنے لگی ہے نسل سے وہی آہ سرد پھر
جس نے کیا تھا مشتعل آتش کو عشق کے

کھائی قسم کہ ست نہ کھیلیں گے نرد پھر
بس ہار نے میں ایک ہی دورِ کمیت باقی

معلوم ہوتے ہے میرے پہلو میں درد پھر
کس بے وفا کے بات کی دل کو لگی ہے چوٹ

دل خیر ہے اداس تو ہیں درد عشق کا
کیوں ہو گیا ہے منہ کا تیرے رنگ زرد

لہ پیدا ہوا ہے
پیدا ہوا نہ

Marfat.com

کہہ نہ یوسف کو تو اوس ماہ لقا سے بہتر (۱۰۰) کوئی بندے کو بھی کہتا ہے خدا سے بہتر

اپنے ہاتھوں کو جسے چاہے دکھالے قاتل ہے لہو میرا ترے رنگ حنا سے بہتر

کوچۂ زلف میں جانے کو مرے گلرو کے کوئی قاصد نہیں دنیا میں صبا سے بہتر

ایسے دل برسے کوئی عہد برا ہو کس طرح جن کے نزدیک جفا ہووے وفا سے بہتر

گر عیادت کو نہ آتا دم عیسیٰ اے زباں
دل بیمار کو تھی مرگ شفا سے بہتر

(۱۰۱)

ہائے ہم نے کچھ نہ جمع کیا برگ و بار عمر
غفلت میں حیف ہو گئی آخر بہار عمر

کیا جانتے تھے جائے گی یک دم کی طرح
پچھتائے کر کے سال گرہ میں شمار عمر

جس دن سے کوئے عشق میں ہم نے قدم رکھا
درد و غم فراق رہا سد بکار عمر

گر خوب سوچئے تو برنگ حباب ہے
ٹھہرے ہے ایک دم ہی پہ آخر مدار عمر

گلشن میں اس جہاں کے آکر کے نالہ وار
اس دل نے داغ عشق لیا یادگار عمر

Marfat.com

بوسہ طلب ہوئے تھے ہم آشنا سمجھ کر (۱۰۲) ناحق جو گالیاں دیں تو نے سو کیا سمجھ کر
( ) جب تک جئے جہاں میں کھایا غم اور غصہ کڑوی دوا سمجھ کر
یہ سنگ و خشت سمجھ زاہد تجھے مبارک ہم بت کو پوجتے ہیں اپنا خدا سمجھ کر
جاناں[1] نہ تھا کہ ایسا نکلے گا بے وفا تو ہم آشنا ہوئے تھے اہل وفا سمجھ کر
سرمہ کی طرح نت اٹھوا نکھوں میں کھنچتے ہیں تجھ خاک آستاں کو ہم توتیا[2] سمجھ کر
اپنے تو پانو کیونکر کانپے نہ اوس گلی میں جاتی ہے جس گلی میں بادِ صبا سمجھ کر
کرتے تھے دل سے اپنے شکوہ اگر زباں کا بدظن ہوا اور مجھ سے اپنا گلا سمجھ کر

(۱۰۳)

پکڑا تھا کل گریباں قاتل نے میرا آکر جاں دے کے جی چھٹا یا بارے خدا خدا کر
بگڑی جو میری اوس کی مانند شمع فانوس رویا تمام شب میں منھ کو چھپا چھپا کر
دل سے جو صبر نکلا بولا کہ بے قراری یہ گھر بھی کو بخشا تو شوق سے رہا کر
دیتا ہے دل گواہی وعدہ وفا کرے گا چھوڑا ہے رات اوس کو میں نے قسم کھلا کر
اغیار یک کنائے اب تو گلی میں تیرے ہر کس[3] لگا ستانے مجکو غریب پاکر
دے اور لوگ ہیں جو سنتے ہیں پند تیرا ناصح تو میرے آگے یہ پوچ مت بکا کر
کہتا ہے سر مجکو گر دینا چاہتا ہے بیداد گر کے در پہ بیٹھا ہوا دعا کر
کیا کینہ ور ہے ظالم تیروں کے پاس بیٹھا کرتا ہے اون سے باتیں مجکو سنا سنا کر
دل کیا ہوا ہے تجھ کو میرے کا رنگ تیرے بے طرح نند ہوتا جاتا ہے کچھ دوا کر

---

[1] "جاناں تھا" = جانا نہ تھا۔ [2] "توتیا" = توتیا۔
[3] ہر کس = ہر کسی۔

Marfat.com

میاں ہم باوفا بندے ہیں کرتے ہو خطا اکثر (۱۰۴) اگر جیتے رہے ہم تم سے سمجھیں گے بھلا بہتر
میرے حق میں ہے اب تدبیر سے تو بات اٹھانا صبح کہ ہے حق میں دعا گو کے یہی دست دعا بہتر
کہا جب مجھکو قاتل نے کہ آ شمشیر کے منھ پر غنیمت میں نے جانا اس کو اور دو منھ کیا بہتر
پھنسا کر دل کو میرے بات میں غیر کے زلفیں قسم کھا کر وفا کی، تو نے کی مجھ سے دغا بہتر
زیر و آتاج شاہی کی نہ تخت سلطنت کا غم
۵ سکندر اور دارا سے ترے در کا گدا بہتر

ردیف (ز)

دیکھتا ہوں غضب آلود بدستور ہنوز (۱۰۵) ہے مگر قتل میرا یار کو منظور ہنوز
کیا اسیری تھی کہ مدت ہوئی چھوٹے لیکن بال و پر میں نہیں پرواز کا مقدور ہنوز
ناخن غم سے یہ دل شانہ صفت چاک ہوا تو بھی اوس زلف پریشاں سے ہے دور ہنوز
وصل میں بھی تیری زلفوں نے چھپایا مکھڑا نہ ٹلی سر سے میرے وہ شب دیجور ہنوز
دل کو چھوڑے ہوئے صحرائے جنوں مدت ہوئی
۵ تو بھی جیون قیس دیوانوں میں ہے مشہور ہنوز

---

۱ مقطع: مدت ہوئی = مر ہوئی۔

Marfat.com

(۱۰۶)

نادک تیرِ نگاہ[1] نہ گیا ہو اگر ہنوز — حاضر ہے بندگی میں ہمارا جگر ہنوز
نالے سے گور میں بھی پریشاں دماغ ہوں — سر جا چکا دلے نہ گیا دردِ سر ہنوز
پکڑیں گے دامن اوس کا قیامت میں کس طرح — قاتل کی آستیں تو نہ تھیں خوں سے تر ہنوز
کوئے وفا میں کون مزا زندگی کا ہے — بولے ہے مجھ سے تلخ میر لب شکر ہنوز
نامہرباں سنگ دلاں ہیں اوسی طرح — پیدا کیا نہ آہ نے میری اثر ہنوز
تیغِ نگاہ یار بھی کیا آبدار ہے — لب جس کے زخم کا نہیں لوہو سے تر ہنوز
کیا جانے کیا ہوا کہ صبا کوئے زلف سے — آئی نہیں ہے دل کی ہمارے خبر ہنوز
دیکھی تھی رات خواب میں تیغ مژہ تیری — گڑتے ہیں میری چشم سے لختِ جگر ہنوز

(۱۰۷)

تو جو کہتا ہے عشق سے آباز — کون عاشق ہے اے غریب نواز
نہ مروں اوس پہ کس طرح جس کی — ہر ادا میں ادا ہے ناز میں ناز
خوبرو سب ہیں پر صنم کا میرے — اور ہے ٹھل اور ہے انداز
نالہ خاموش قول سعدی ہے — برنیاید ز کشتگان آواز
جان دی کشتۂ تغافل کو — یہ بھی تیغ نگاہ کا آغاز
وہاں ہے تیغ جفا و دست ستم — یہاں سر عجز اور روئے نیاز
عشق کی مملکت کی آب و ہوا — اب تک تو نہیں مجھے ناساز
راہ ہموار ہے حقیقت کی — وہاں دردی کا نہیں نشیب و فراز
دل تیرا یار سامنے ہے تیرے — قبلہ رو کیا کو نہیں درست نماز[2]

---

[1] نگاہ نگیا ہو : نگار نگیا ہو ؟
[2] قبلہ رو تجکو نہیں درست نماز
قبلہ رو کب ہوں وہ درست نماز ؟

Marfat.com

ردیف (س)

یک شعلہ آتش ہو اگر پیکرِ طاؤس (۱۰۸) پہنچے نہ مصرت دلِ غم کو دلِ پرطاؤس
دیکھے جو مرے یار کو گلشن میں خرامال آجائے گریباں میں جھلک کر پرِ طاؤس
اس بوقلموں داغِ غمِ عشق سے تیرے یہ سینۂ صد چاک ہوا منظرِ طاؤس
ہے ہیچ ہمارے دلِ پرداغ کے آگے اس مملکتِ عشق میں کیا فرِ طاؤس
دو سینۂ سوزاں ہے گریباں میں ترے دل
ہو داغ جسے دیکھ کے بالِ پرِ طاؤس

آچکی اب ہاتھ دنیا جس قدر تھی دسترس (۱۰۹) آگے اب بقیہ ہے اللہ بس باقی ہوس
یا کہ میری طرح داں تیرا نہیں ہے دردمند یا کہ تجھکو آہ و زاری کر نہیں آتا جرس
اشک کی کیا خارِ مژگاں آستیں سے کر سکے ستارہ کب ہو سکے سیلاب کے یہ خار خس
(داد) کو میں اپنے پہنچا ہوتا کب کا اب تلک گر ملا ہوتا مجھے تجھ سا کوئی فریادرس
کب تلک سر پر ہے گا میرے اے صیاد تو توڑ دالے ہیں تڑپ کر تم نے فالکھوں ہی قفس
تو نے ٹکرا کر کے توڑا اس کا سنگِ آستاں
دل تیرے سر پھوڑنے میں ہوئے گا کیا خاک جبس

★

Marfat.com

ردیف (ش)

صیاد سے جوں صید گرفتار فراموش (۱۱۰) خاطر سے مری ہے یہ گنہگار فراموش
خاطر سے کیا بے خودیٔ عشق نے آخر[1] اس کون و مکاں کا گل و گلزار[2] فراموش
دوری میں تری ہو نہ اس آئینۂ دل کی خاطر سے خیال رخ دلدار فراموش
گو دیکھئے یوسف کو نئے دن سے نہ ہووے وہ حسن ترا سادہ پرکار فراموش

افسردگیٔ خاطر ناشاد نے دل سے
کی ساری وہ شیرینیٔ گفتار فراموش ۵

ردیف (ص)

نہ دیکھے ساقی دریائے مے باخلاص (۱۱۱) کرے نہ شیشۂ دل سینہ صاف باخلاص
عجب نہیں کہ پری بھی نہ بنتی ہو یں گدا پسند خاطر اشرافی جبہ صاف باخلاص
میری وفا و جفا سے تیری نہ بنتی تھی خدا نے غیر کی آتش میں ہو گیا اخلاص
عجب نہیں کہ ہو پامال اشک خونیں میرا اگر نہ کیف یاسے کرے صاف اخلاص

بتاں کی سنگ دلی کیا نہ جانتے تھے دل
امید لطف و وفا پر عبث کیا اخلاص ۵

---

[1] مصرع اول و ۲ اس بے خودیٔ عشق نے آخر
[2] " دوم : گلزار = گلزار

Marfat.com

ردیف (ظ)

گرم جوشی و تپاک اور تیرا ویسا غلط (۱۱۲) دل سے تو چاہتا ہو مجکو میرے یار غلط
خوب سمجھوں ہوں کہ تو مجھ سے نہیں ملنے کا جن سے وا عدے[1] ہیں تیرے جھوٹے اور اقرار غلط
غیر کے دل کو کیا شاد تیرے ناوک نے انداز کیا تو نے گنہگار غلط
منھ کو مہتاب سے تشبیہ اگر دیجے چھوٹ زلف کو اس کی اگر کہیے شب تار غلط
جن کی آنکھیں ہوں مودی یا نرگس تیرے اس کے آگے یہ حجاب در و دیوار غلط
ہے خطا کہیے جو کاکل کو تیرے مشک ختن[2] جعد کو کہیے اگر نافۂ تاتار غلط

بخت خفتہ کو میرے غیر ہے شکر خوابی کی
کوئی اس بات سے سمجھے کہ بیدار غلط

غلط ہے کریں یہ بتاں اختلاط (۱۱۳) کہاں میں کہاں تو کہاں اختلاط
وفا تمکو کرنی نہ منظور ہو تو کاہے کو کرتے ہو میاں اختلاط
تواضع مری یار موقوف کر تکلف تکلف جہاں اختلاط
صنم گو نہ ظاہر میں[3] بولا تو کیا رکھے ہے وہ مجھ سے، یہاں اختلاط
تیرے تیر مژگاں کے تیور بُرے ہیں نہ کر ہم سے ابرو کمان اختلاط
بسب جارئے ممثل[4] سیماب اگر کریں ہم سے سیمیں تناں اختلاط
سیہ بخت و آوارہ سرگشتہ دل سے عجب کیا کرے آسمان اختلاط

---

[1] واعدے: وعدے [2] حطن۔ ختن [3] گو... ظاہر میں، گو (نہ) ظاہر میں
[4] یہاں: نہاں [4] اب جارئے۔ لیٹ جائے مثل سیماب۔

Marfat.com

ردیف (ع)

(۱۱۴) پائے وحشت کو نہیں خار بیاباں مانع
کب ہوا آوارگیٔ اشک کی مژگاں مانع

ہے مگر یار تیری زلف پریشاں مانع
صبر و جمعیت خاطر تو نہیں لگتی بات

جب تلک ہووے نہ یہ دیدۂ گریاں مانع
کم نہ ہو شعلۂ غم سینہ سے میرے ہرگز

گر نہ ہوتا یہ میرا گوشۂ داماں مانع
رات رو رو کے میں کیا جانے کیا گر یار

بے وفائی کا تیری عہد نہ پیماں مانع
سدہ ہو رد جفا کا نہ ترنم تیرا

چاک سینہ کو نہیں میرا گریباں مانع
تیری کوتاہی ہے اے دشت جنوں ورنہ یہاں

نہ کوئی گل متعرض نہ گلستاں مانع
خوش نصیبی تیری بلبل کہ تیری باتوں کا

ردیف (غ)

(۱۱۵) بسمل تیر جب تک کہ نہ ہو جاں سے فارغ
حسرت کی نگہ کے نہ ہوا احساں سے فارغ

جیوں صبح نہ ہیں چاک گریباں سے فارغ
اب جی میں شب ہجر کی وحشت کے ہیں آ

اے دست جنوں تیرے احساں سے فارغ
مخلوق ہوں دنیا میں گریاں و دیدہ

ہوں دست بہ تیرے منت درباں سے فارغ
صد شکر کہ اس نالہ و فریاد کی دولت

جیوں شاہ خراج دہِ ویراں سے فارغ
فارغ ہے دل عاشق کا غم و عیش جہاں سے[1]

غفلت میں فراغت سے نہ کس طرح سے دل
زندانیٔ خستہ غم زندان سے فارغ

---

[1] عیش جہاں ۔ عیش جہاں سے۔

Marfat.com

(۱۱۶) نہ تڑپتا میں نہ پاتی آبرو تیغ — میرے خوں سے ہے تا تیرِ خرد تیغ
میں ٹک تیغ کر مجھکو دیکھتا نا — نکلتے ہم نہیں دیکھی کبھو تیغ
مبرا جی جائے گا قاتل تجھے کیا — ہچکنا کیا ہے اس میں مار تو تیغ
تجھے کافی تھا ابرو کا اشارا — نکالی کیوں تو میرے روبرو تیغ
تجھے قاتل جو رحم آتا ہے دل پر
تو اپنے ہاتھ سے دے اور کو تیغ

(۱۱۷) شربت وصل کے پینے میں کہے یار دریغ — دل بیمار[1] میرے تشنہ دیدار دریغ
(اس) قدر مرگ طلب ہیں کہ سنتے ہیں صدا — یا الٰہی نہ کرے یار کی تردار دریغ
یہاں تلک عشق نے کی خانہ خرابی آخر — بیٹھنے کو نہ رہا سایۂ دیوار دریغ
غم اگر ہے کبھی خزاں کا تو یہی ہے بجز — ہو گئے دست بنوں جیب بیکار دریغ
ناامیدی کو نہ دے دل میں جگہ اے دامن — تجھ سے کرنے کی نہیں چشم گہربار دریغ
بات بد سے کبھی نہیں پوچھتے ہے کوئی[2] اں کو
یہاں تلک سرد ہوا عشق کا بازار دریغ

---

[1] "دل بیمار میرے" = دل بیمار مرا

[2] "بات بد سے بھی" = (کرم خوردہ) مشکوک۔

Marfat.com

ردیف (ف)

کیا کیا خیال آتے ہیں فریاد کی طرف (۱۱۸) جب دیکھتا ہوں اس دلِ ناشاد کی طرف

فی القور مرغِ روح کا پرواز کر گیا گلشن میں جب نظر پڑی صیاد کی طرف

دل میں بسا ہے عشق اگر تو، تو آج سے سجدہ کریں گے کعبہ نو آباد کی طرف

جوہر ترے آئینہ کو ترے حسن نے بھر دیا حیراں ہے دیکھ حسن کی ایجاد کی طرف

صورت جو خوب کوئی نظر آتی ہے یہاں مجھ میں دیکھتا ہوں عالمِ بیداد کی طرف

ایسی زمین شور جو دل نے شگفتہ کی
تھی خصمنی اد سے کسی استاد کی طرف

تا وقتِ نزع بھی نہ ہوا دیدِ یار حیف (۱۱۹) لے گور میں چلے دلِ امیدوار حیف

لے دستِ نارسائے جنوں اس بہار میں ثابت ہے یہ گریباں سزا حیف

ملنے کریں ہمیشہ ملا کیجئے یار سے لیکن جب آنکھ بند ہو، کیا حیف

روزِ فراق میں ترے باشغل درد و غم آئی شبِ وصال تو سوئے دکھا حیف

غصہ ترے ستم فرقت کے ہم تو کر گئے دنیا سے کیجئے یہی اب گلا حیف

خالی خراب شیشۂ کو ساقی نے دیکھ کے واعظ پہ اس نے توڑ دیا حیف

پژمردہ ہو گیا گل عہدِ شباب وا
باقی ہے چند روز سے ہمارے بہار حیف

Marfat.com

غلط خیال ہے یہ اکہ ہوئے گا یہاں انصاف (۱۲۰) کہاں یہ کوچہ بیداد گر کہاں انصاف
کہا یہ وصل کے پہلو میں دیکھ فرقت کو خدا کے واسطے اے مرگ ناگہاں انصاف
جو کوئی سنے نہیں فریاد داد کیا دیوے بجا ہے گر نہ کریں سنگ دل بتاں انصاف
جدا ہے ساری خدائی سے عشق کا بازار ستم جو ڈھونڈھے ستا ہے یہاں گراں انصاف
ہمارا لخت جگر چڑھ کے دار مژگاں پر پکارتا ہے کہ اے چشم خون فشاں انصاف

ہزار شعلہ کا محسود داغ دل ہوئے
وہ کبھی نہ کریں کو رباطنان انصاف ۶

ردیف (ق)

چھوڑ دنیا جو لیا تو نے یہ دیرانہ عشق (۱۲۱) دل خوش آئے مگر ادعا غریبانہ عشق
نہ اسے خواب خوش آوے نہ اسے افسانہ طالب شور جنون ہے سر دیوانہ عشق
چشم انصاف سے ٹک دیکھ تو ادھر اے شیخ فخر کعبہ[1] یہ رکھے ہے نہ صنم خانہ عشق
جذبہ شوق نے اوس (بت کے) بنایا آخر ڈھا کے[2] اس کعبہ دل کو میرے بتخانہ عشق

کیوں نہ چاہے دل مخمور شراب وحدت
ہے گردوں کی طرح دور میں پیمانہ عشق ۵

---

[1] مصرع دوم:۔ فخر کعبہ پر رکھے ہیں یہ صنم خانہ عاشق ۔ ؟
[2] ڈھاکے ۔ ڈھا کے ۔

Marfat.com

مجھے دل پہ لے جاتی ہے مستیٔ عشق (۱۲۲) دیکھنا دیکھنا یارو یہ زبردستیٔ عشق

اہل ہمت کو تمنا ہے ترقی اس کی
پست ہمت ہی کوئی چاہے گا یہاں پستیٔ عشق

بوالہوس بزم میں اس کے ہے چراغ خاموش
صحن خلوت میں جب عاشق کے جلے ہستیٔ عشق[1]

چشم میگوں کے یہ مستوں کی تیرے کیا بات
جو مے ہے مستیٔ مے یہاں قدم مستیٔ عشق

آئے تجھے کا ہے کو دنیا میں تبا تو اے دل
جب سے تو خلق ہوا تب سے ہوئی مستیٔ عشق

۵

جب سے ہوئی زلف تار سلسلہ جنبان عشق (۱۲۳) رات کو دیکھو ہوں میں خواب پریشان عشق

عشق کسی کے کہیں زور سے آیا ہے ہات
ہوتے ہیں کیوں بوالہوس دست و گریبان عشق

درد کی ایک داستاں ہے یہ زبان خموش
سمجھے میری گفتگو ہو جو زبان دان عشق

عیب نہیں مسند[2] مور خاک نشینی مجھے
ہاتھ لگا ہے میرے تخت سلیمان عشق

اشک ان آنکھوں سے تب سرخ ہی پڑے دل
جب سے چھپا ہے میرے دل میں یہ پیکان عشق

۵

---

[1] عاشق کے ، عاشق کی ہستیٔ عشق)

[2] مسند : مثل مور

[3] جس : جو

Marfat.com

اگر قاتل سے خوش ہو تو اے غارت گر عاشق (۱۳۴) تیری (تلوار) کو بال ہما سمجھے سر عاشق

جہاز دل کو طوفان اشک کا غارت ہی کر چھوڑے — اگر یہ صبر فرقت میں نہ ہووے لنگر عاشق

کرے منت حباب اس سے پہ شست خاک اپنی — دل بیتاب ہی پہلو میں ہے بال و پر عاشق

نہیں جی دیتا ان نیچوں پہ اپنی خورشید قیامت — کر سایہ میں تیری تلوار کے ہے محشر عاشق

نہ بک اے شیخ تیرے کلمہ نے شک تقوی کا — ابھی چاہے تو دم میں پھونک دیوے اخگر عاشق

کیا ہے اس کو تیری نخور آنکھوں نے — جام شک حباب شیشہ ہے چشم تر عاشق

دل ان خانہ خرابوں کا کوئی کیونکر نشان پاوے
جسے کہتے ہیں ویرانہ سو ہیں وہ در عاشق

ردیف (ک)

خالی نہیں ہے نعمت الوان اشک سے (۱۳۵) جیسے ہوئے ہیں لخت جگر میہمان اشک

نکلی زبان سے درد نے اپنا کیا تو کیا — رکھے خدا ہمیشہ سلامت زبان اشک

مشفق کو مہ طرب کی نہ حاجت ضرور ہے — تاثیر توڑ دیوے دل ناتوان اشک

دکھلا رہا ہے قہر یہاں کس کا دور دور — غم کے سوا نہیں ہے کوئی قدردان اشک

کس طرح سے رکے وہ توقع اثر کی دل
سو بار لے چکا ہو جو کوئی امتحان اشک

Marfat.com

دیکھیں پہنچے کب آسماں تک (۱۲۶) آئی تو ہے آہ اب زباں تک
کوچے میں تیرے سر کو ٹکرا مر گئے - پہنچے نہ آستاں تک
ناوک تیرا ادھر تو آوے حاضر ہے جگر دل اور جان تک
ہونٹھا اپنے ہلے اور اُنے[1] سمجھا نوبت پہنچی نہ داستاں تک
ہے لخت جگر بھی ساتھ تیرے جائے گا اشک تو جہاں تک
سیلاب سرشک نے ہمارے ڈھایا ہے خانۂ[2] کماں تک
دیکھیں کیا ہو گلا ہمارا پہنچا تو ہے گوشِ بدگماں تک

تاراج کرے نہ کشور دل
پہنچے بات عشق کا جہاں تک

کھینچے غم فراق کا آزار کب تلک (۱۲۷) ہیں زندگی جئے دل بیمار کب تلک
کرنا تھا ایک قتل مجھے سو تو کر چکا نکلی رہے گی اب تیری تلوار کب تلک
ہم سے شراب خوار کی صحبت میں زاہد دیکھیں بچے ہے جبہ و دستار کب تلک
بازار عشق سرد ہے اب دیکھئے بتاں ہوتے ہیں جنس دل کے خریدار کب تلک
شور جنوں بہار تو آخر ہوئی مجھے زنجیر سے رہے گا سر و کار کب تلک
شام غم فراق ہی میں حال ہے تباہ رہتی ہے دیکھئے یہ شب تار کب تلک

دیکھیں تو اس کے سامنے دل تیرے عشق کا
اقرار کو یہ پہنچے ہے انکار کب تلک

---

[1] اُنے = اُن نے (اس نے) [2] خانۂ کماں = خانۂ گماں -

Marfat.com

ہے رسائی میرے ہونٹوں کو لبِ جامِ تلک (۱۲۸) شام سے صبح تلک صبح سے لے شام تلک

گردشِ چشم ہی کافی ہے سیہ روزوں کو
احتیاج اپنی نہیں گردشِ ایام تلک

میں تو مارا ہوں غمِ عشق کا گلرویوں کے
زندگانی ہے میری اوس (بت) کلفام تلک

دیکھ لیتے ہیں تیرے آج کے بھی وعدے کو
زندگی اپنی وفا کرتی ہے گر شام تلک

آگے ہی ذبح[1] کیا تیغِ نگہ نے تیری
پہنچے بھی نہ دیا زلف کے اس دام تلک

تیرِ خرگاں نے تیرے کس کے کلیجے کو رکھا
چھان ڈالا ہے جگر دیدۂ بادام تلک

ناتوانی اسی حسرت میں گئے نالۂ دل
بات ان کا کبھی پہنچا نہ لبِ بام تلک

روبرو عارضِ گلرو کے ہے گلزارِ[2] خنک (۱۲۹) سامنے زلفِ سیہ کے ہے شبِ تار خنک

خلق جس دن سے ہوا نالۂ جانکاہ میرا
ہو گئی دہر میں آہِ دلِ بیمار خنک

ایک دن بھی نہ ملی گرم رگِ گردن سے
اب تجھ اور بھی ہو گئی تیری تردار خنک

دل ربا دل کے بھی لیتے دلِ افسردہ ہوئے
ہو گیا اس قدر اب عشق کا بازار خنک

کشورِ عشق میں گیا خاک ہو سودا دل کا
بیچنے والا غرض مند، خریدار خنک

---

[1] آگے ہی ذبح = آگے ہی ذبح

آتے ہی ذبح

[2] گلزار = گلزار

Marfat.com

خامشیِ مثلِ نَے نہ رہی یہ زبانِ خشک (۱۳۰) ہے نغمہ سازِ دردِ ہر ایک استخوانِ خشک

جب سے ہوا ہوں ملکِ قناعت میں گوشہ گیر — منت کشِ فلک نہ ہوا ابرِ نانِ خشک

نالہ میں جب اثر ہی نہیں پھیر[1] لطف کیا — بھائے کسی کے کان کو کوکبِ داستانِ خشک

دار کھ ہمیشہ تو درِ میخانہ اے مُغاں — دد کان تا نہ گرم کریں زاہدانِ خشک

ہوں نخلِ بندِ گلشنِ مضمون تازہ دلؔ
آبِ سخن سے تر ہے سدا یہ زبانِ خشک

وعدۂ وصل جو ہو جائے وفا سے نزدیک (۱۳۱) کچھ اچنبھا نہیں سب کچھ ہے خدا سے نزدیک

کسی دن بھی تو ادا ہو دیں حق ہمسایہ — ہم بھی رہتے ہیں تیری تیغ جفا سے نزدیک

زلف کو کاٹے ہے[2] منہ پر یہ بنا گوشِ اوس کی — ہے شبِ زیست میری صبحِ قضا سے نزدیک

گلشنِ عشق میں جیوں خار اٹک کے آکر[3] — آشیاں ہم نے کیا دامِ بلا سے نزدیک

نہ اوٹھے سامنے سے اوس کے خودی کا پردا
جب تلک پہنچے نہ دلؔ اپنی فنا سے نزدیک

---

[1] پھیر لطف : پھر ہے لطف

[2] زلف کو کاٹے ہے (کرم خوردہ) زلف کو کاٹی ہے (؟)

[3] اٹک کے آکر : اٹک کے آخر ۔

Marfat.com

دل تو میں دے چکا ہوں تجھے بلکہ جاں تلک (۱۳۲) دیکھیں تو اب کرے ہے جفا تو کہاں تلک
بے بال و پر قفس کے تڑپھنے نے کر دیا چھوٹیں بھی اب تو جا نہ سکیں آشیاں تلک
قاصد کھڑا ہو سن لے تو یک عرض ہی میری قطعہ پہنچے اگر تو جا کے میرے مہربان تلک
کہیو یہی کہا ہے کہ اس درد ہجر سے جیتے بچے تو پہنچیں گے ہم بھی وہاں تلک
گریہ نے میرے زمیں کو تہ آب کر دیا نالے نے میرے پھونک دی آگ آسمان تلک
تیور چڑھے ہیں اوس کے میرے راز عشق کو پہنچا دیا کسی نے میرے بدگمان تلک

چاہے کبھی حریص گر دل دار ستہ کا میرے
پہنچے نہ ہاتھ دامنِ دولت ہمتاں تلک

محروم ہی رہے دل و لخت جگر تلک (۱۳۳) تیغ نگاہ یار نہ پہونچی ادھر تلک
کتنا ہی کہہ رہی اسے اوس کی وفا ولے آیا نہ رات یار میرا میرے گھر تلک
دیویں گے ہات میں اسی میل سر شک کے حاجت نہیں ہے خط کو میرے نامہ بر تلک
کیا ذکر میرے دخل کا محفل میں یار کے نالہ تو بار یاب نہیں بام در تلک
غنچہ دہن تیرے لب شیریں کے سامنے پھیکے پڑے نبات سے نے شکر تلک
کچھ مہربان ہے مجھ پہ وہ شنگین دل ان دنوں فریاد میری آہ کی پہنچی اثر تلک

بد عہد رات دل کی تیرے انتظار میں
روتے ہی گذری شام سے لے کر سحر تلک

★

Marfat.com

ردیف (ل)

سمجھتے کہ پائے گا آزار دل (۱۳۴) تو کاہے کو دیتے تجھے یار دل

گلی میں تیری آہ جاں سوز سے کہاں تک کرے گرم بازار دل
نہ ہوتی اگر اضطرابی تیری نہ دیتا کوئی ہم کو آزار دل
جدائی میں یہ بے قراری تیری چبھوتی ہے پہلو میں نت خار دل
ذلیل اور رسوائے عالم ہوا تیرے عشق کا کر کے اقرار دل
رہے نت وہ غفلت ہی کا ہم نشیں نہ ہو جس کے پہلو میں بیدار دل
بس اب حد سے باہر نکلنے لگی ہوا بے قراری سے بیزار دل
ہمیں کیا ہنسے ہے مزا دیکھ لے ۸ کہیں تو بھی ہو کر گرفتار دل

(۱۳۵)

(ملفل) سرشک چشم سے ایسا گرفتہ دل آتا ہے جس طرح کوئی دریا گرفتہ دل

( ) رہو آئینہ سو ہم ہیں ( ) کوئی کیا گرفتہ دل
سچ کہیو اے نسیم کہ اوس جعد کے سوا دیکھا ہے اور بھی کوئی ہم سا گرفتہ دل
میں خانماں خراب دو شوریدہ بخت ہوں شور جنوں سے جس کے ہو صحرا گرفتہ دل
دہرا چند سعی کی ہے نسیم بہار نے غنچہ سے گل ہوا نہ ہمارا گرفتہ دل
کاٹوں[1] کی یہ بہار ہے صحرا کی یہ فزا کیوں ہیں میرے یہ آبلہ پا گرفتہ دل
دل بار بار نالہ و فریاد تو نہ کر ۷ ہو جائے تند خو نہ ہوا گرفتہ دل

[1] کاٹوں = کانٹوں [2] فزا = فضا

Marfat.com

(۱۳۶)

جب شبِ فرقت میں تیری مضطرب ہوتا ہے دل
دو گھڑی رہتا ہے اوٹھ کر دو گھڑی سوتا ہے دل

نالۂ جاں سوز سے کرنے لگا سرگوشیاں
دیکھئے سینہ میں اپنے آگ کیا بوتا ہے دل

کہہ دے اپنے داغ کو تیری سپر داری کرے
رو برو اوس تند خو کے تو اگر ہوتا ہے دل

بے وفا کرنے کے نہیں تجھ سے کبھی ہرگز وفا
دیدہ و دانستہ اپنی جان کیوں کھوتا ہے دل

جتنی کچھ رسوائیاں تھیں عشق میں سب ہو چکیں
آگے اب اسے زیادہ[1] اور کیا کھوتا ہے دل

(۱۳۷)

آہ وہ دل جو بکے تھا دُرِ شہوار کے مول
چاہتا ہے تو خریدوں اُسے بازار کے مول

عشق میں دولتِ بہشت جو لگی ہات اپنے
خار کو ہم نے خریدا گل و گلزار[2] کے مول

کیا خوش[3] (آئے ہیں) جگر کو تیری تردار کے زخم
مول لیتا ہے نمک مرہم زنگار کے مول

گرم حیرت نے کیا جب سے کہ بازار اپنا
دانۂ اشک بکے ہے دُرِ شہوار کے مول

دُرِ شہوارِ گل چشم ہو ہر منعم کا
دل اگر لیویں نہ موتی تیری گفتار[4] کے مول

---

[1] اسے زیادہ ۔ اس سے زیادہ

[2] گلذار = گلزار

[3] کیا خوش: (کرم خوردہ) خانہ پُری از مہر نیمروز ص (۲۰) اپریل ۱۹۷۱ء

[4] تیری گفتار ، (کرم خوردہ) مشکوک

Marfat.com

جس گھڑی اس سینۂ سوزاں میں گھبراتا ہے دل (۱۳۸) ہائے آہ سرد سے آرام تک پاتا ہے دل

کیا کروں میں رو نہیں سکتا سبھوں کے روبرو ۔۔۔ ورنہ تیری یاد جب آتی ہے بھر آتا ہے دل

یہ غم فرقت جو جاتے ہی نہیں تو کیا کرے ۔۔۔ اپنے بھر مقدور سمجھانے کو سمجھاتا ہے دل

اے وفا ہم تجکو جاتے درمیاں دے کر تجھے ۔۔۔ مفت ہر وعدہ پہ بوسے کے لئے جاتا ہے دل

تا نہ ہو افشائے راز عشق تیرے سامنے ۔۔۔ آنکھ میں آنسو بھر آتے ہیں تو پی جاتا ہے دل

بے تکلف باغ میں ہمدرد اپنا جان کر ۔۔۔ داغ اپنا بھی ہر یک لالہ کو دکھلاتا ہے دل

وعدۂ وصل آن پہنچا ہے جو کوئے یار میں
بے قراری سے کبھی جاتا کبھی آتا ہے دل

مجھے اب اس قدر اے شیخ سمجھانے کا کیا حاصل (۱۳۹) میں تیرے دام میں ہرگز نہیں آنے کا کیا حاصل

(مجھے جب دیکھتے ہیں ہم نشیں ناصح کہتے ہیں ۔۔۔ میاں پاس اپنے دیوانے کے بٹھلانے کا کیا حاصل

( ) تجھے گر بد دماغی ہے[2] ۔۔۔ تو پیہم جام میرے ہات ڈالنے کا کیا حاصل

( ) فخر منعم کو ۔۔۔ تو ساغر پر سر مینا کے گر جانے کا کیا حاصل

سخن دان تو جہاں میرا کہیں ڈھونڈھے نہیں ملتے
تجھے دل اس قدر خون جگر کھانے کا کیا حاصل

---

[1] ۔ درمیان دے کر تجھے ۔ : اے وفا ہم تجکو جاتے درمیاں دیکر ۔ تجھے (مجھے) بجائے (تجھے) صفت ہر وعدہ پہ بوسے کے لئے جاتا ہے دل

[2] ابیات بہت کرم خوردہ ہیں ۔

Marfat.com

جب تلک تو ہے سرحبہ جفاکاریٔ دل (۱۴۰) یہی زلفیں ہوں کھلی اور گرفتاریٔ دل
گرمیٔ کرتا اگر عشق کی دوکان نار کشورِ حسن میں ہوتی نہ خریداریٔ دل
حیف صد حیف کہ اس ہجر کی بیتابی میں نہ کیا صبر نے اگر کبھی دلداریٔ دل
ایک نظر دیکھ تو آکر کے میرے عیسیٰ وقت دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے بیماریٔ دل
پھیر میں ایسے غم عشق کے کیا کیا دیکھوں سینہ چاکیٔ جگر دیکھوں کہ خون باریٔ دل

تیری زلفوں میں پھنسا دل سے یہ تقصیر ہوئی
نقد جاں لیجئے حاضر ہے گنہگاریٔ دل

تیرا ہی بت کدہ ہوئے گا شیخ خانۂ دل (۱۴۱) میرا تو قبلہ و کعبہ ہے آستانۂ دل
سُنا ہی چاہئے کیا دردمند کیا بیدرد ہر ایک کا نمک دیدہ ہو فسانۂ دل
کریں ہوا شک سے کشت انتظار کا سیراب اسی امید پہ (لہ)
تمہاری زلف کے کوچے کی بس ہوا کھاتے بتاں یہ شور جنوں (ا) ترا نہ دل
کبھی غبار تعلق سے ہو نہ آلودہ بسان آئینہ یہہ ( )
ہوا ( ) سے تاکہ طائر روح نہ دیکھے دشت ( )

عجب نہیں ہے کہ آنکھوں سے نیند اڑ جاوے
سُنے اگر کوئی یہ آہ عاشقانۂ دل

★

لہ ابیات بہت کم خوردہ ہیں۔

Marfat.com

ردیف (م)

رخصت ہو صنم سے جب چلے ہم (۱۴۲) رو رو کے ملے گلے گلے ہم
ظالم اب رحم سے مشورت کیا سر دھر چکے تیغ کے تلے ہم
نہ تیغ جفا کر تو نے چھوڑا میدان وفا سے نہ ٹلے ہم
آیا جو محتسب تو اوٹھ کر قلعہ گرمی سے ملے گلے ہم[1]
بس بیٹھتے ہی گلابی رکھ دی اوس کے دامن ہی کے تلے ہم

اس عشق میں نخل شعلہ مانند
دل اپنی ہی آگ میں جلے ہم

حضور یار کے جز آہ گفتگو معلوم (۱۴۳) ابھی تو اتنا بھی کہتا ہوں رو برو معلوم
شراب خوار نے میرے سنا ہے توبہ کی بس اوس کی بزم میں مستوں کی باد ہو معلوم
( ) سر شک سے شب و روز یہ چشم اب مجھے ہووے ہے آب جو معلوم
( ) جزو بدن ہوے اے چشم (سر شک سے) تیرے ہو اس کی شست و شو معلوم
( ) ( ) تا سر شک ہو یہ رفو معلوم
یہی خرابی و ذلت ہے اور رسوائی شمگروں کی گلی میں دل آبرو معلوم

دل گرفتہ سے کیا مل کے خوش ہو باد سحر
کہے ہے غنچۂ تصویر اس میں بو معلوم

---

[1] اس قطعہ میں کاتب نے نشان (:) بنایا ہے۔ مطلب یہ کہ بیت اول کا پہلا مصرع بیت دوم کے دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ اور اسی طرح بیت دوم کا پہلا مصرع بیت اول کے دوسرے مصرعے سے۔ یہ غلط ہے۔ نشان صحیح نہیں۔

Marfat.com

یار تجھ بن ہے شراب اور شب مہتاب حرام (۱۴۴) تیری دوری نے کیا مجھ پر خور و خواب حرام
لب میگوں کی تیرے چاشنی لی جس دن سے ہوگئی مجھ پہ اسی دن سے مے ناب حرام
دردمندوں کو تیرے چاہیے تسلیم و رضا کلمۂ کفر یہ نالا ہے تب و تاب حرام
اپنے ہاتھوں سے اگر وصل میں ہو موت حلال مذہب عشق میں ہے دوری احباب حرام
نہ لگی آنکھ میری شام سے لے تا صبح تلک رات وعدے نے ترے مجھ پہ کیا خواب حرام
مجھ تنک ظرف کو جس دن سے قسم دی تو نے جائے مے ہم نے پیا ہو دے اگر آب حرام
راہ پر اپنے چلا جائے تو خطر اکیا دل
نہیں سالک کو رہِ عالم اسباب حرام

ہو کے محرم وفا یہاں سے کیدھر جاتے ہم (۱۴۵) تیرے در دانے ہی پہ سر پٹک کے مر جاتے ہم
گر نہ کرتی تیرے کوچہ کی ہوا دربانی جیوں چراغ ( )
زندگانی تھی کہ جو تجھ سے ( ) کوئی دن اور ( )
سرخ رو ( ) ہم اپنی وفا کے نزدیک ( )
جانتے اشک ندامت سے بھی ہوگا نہ سفید توسیہ نامۂ اعمال کر جاتے ہم
یار بن باغ میں لالہ کی طرح تنہا دل
کسے دیکھانے کو یہ داغ جگر جاتے ہم

لہ ان دو بیتوں کی ترتیب کاتب نے نشان (بہ) دے کر بتائی ہے کہ مصرع اول ایک کا متعلق ہے مصرع دوم دوسری بیت سے۔ یہ نشان صحیح ہے اور ترتیب درست ہے۔
لہ ہم نے : میں نے ۔ مصرع اول میں ہے۔

Marfat.com

نہ درد دل کا ہمارے ہوا اضطراب سے کم (۱۴۶) نہ تیرے غم کا سرشتہ ہو پیچ تاب سے کم
نہ اوس کی زلف پریشاں کم از شب یلدا نہ عارض اوس کے ہیں مہتاب و آفتاب سے کم
کھلی جو آنکھ تو اثبات یہ کیا ہم نے ثبات ہستی نابود ہے سراب سے کم
ٹک اوس کو شوخی چشم اب سکھا دے اے نرگس دو دیکھتا ہے ہماری طرف حجاب سے کم
سدا برستی ہی رہتی ہیں مثل ابر بہار کہے ہے کون میری چشم کو سحاب سے کم

کبھی تو یاد کر اس کو شراب پیتے وقت
دل برشتہ ہمارا نہیں کباب سے کم

ردیف (ن)

کیا نمک رکھتا ہے ناصح کا سخن (۱۴۷) تازہ تر ہوتے چلے داغ کہن
دھویئے کس طرح لے سیل سرشک داغ دل تو ہو گئے جزو بدن
( ) اس زلف میں (کون ( ) مشک ختن
( ) فیض ہے (شیخ بھی کرنے لگا خرقہ رہن
( ) خون بار کے (جیب و دامن ہو گیا رشک چمن
زلف سلجھانی صنم آسان ہے کھولنا دل کی گرہ کا ہے کٹھن

چھوڑنے دیتا نہ کار ناتمام
دل اگر ہوتا رفیق کوہکن

Marfat.com

پری کی طرح راز دل ہے اپنا بند شیشے میں (۱۴۸) شراب ناب کا رکھتا ہے جوش[1] ایند شیشے میں
نہ ہو تیرہ دروں کو محبت روشن دلاں موثر مکدر کو صفا کب ہو رکھیں ہر چند شیشے میں
صفائے حسن کی تیرے حلاوت کیا بیاں کیجئے بھرا ہے کوٹ کر گویا کنھیں[2] نے قند شیشے میں
تیرے حقے میں دیکھے برگ گل بکھرے ہوئے جس نے نہ دیکھی ہو بہار دامن الوند شیشے میں
نہ تھا مذکور اب تک دل میں اپنے داغ کا ہرگز تیرے غم نے لگایا آ کے یہ پیوند شیشے میں

ملائی آنکھ بھی تو نے تو دل اون ترک چشموں سے
نہ ہو جن کی نگہ کا تیر ہرگز بند شیشے میں

شکر نعمت بجز افزونی نعمت نہ کروں (۱۴۹) ایک بوسے پہ تیرے لب کے قناعت نہ کروں
صیقل آئینہ دل سے نہ کھینچوں میں ہات جلوہ گر جب تلک اوس یار کی صورت نہ کروں
اے خوشا مرگ کہ ( ) محراب دعا اور میں سر کے ( )
بخشنے کا نہیں زنہار ( ) گناہ سر کو تا کوئی ( )
دل یہی جی میں ( ) کہ نہ لوں راہ سلوک
جب تلک ( )

---

[1] "جوش ایند" : جوش ایک بند

سہو کاتب (۱) بجائے یک

[2] کنھیں نے : کسی نے ۔

Marfat.com

یہ اہلِ حال جتنے ہیں رہِ وحدت سے غافل ہیں (۱۵۰) کسی سے بات کی فرصت کہاں اُن کو جو کامل ہیں[1]

نہیں گو ضعف سے طاقت جلو کی تیرے گلگوں کے
پہ گردِ کارواں کی طرح پہونچے تا بمنزل ہیں

کرے بدنام قاتل خواہ ابرو خواہ مژگاں کو
پہ جی میں تو یہ سمجھے ہے کہ یہ میرے ہی بسمل ہیں

پہونچنے کی نہیں نوبت عطا کی ہم گدایوں تک
تیری زلفیں ہی عارض سے تیرے بوسہ کی سائل ہیں

گل خوش رنگ و بوکب کسی کے دل کو بھاتے ہیں
نہ ہووے درد کی بو جن دنوں میں دل نہیں سِل ہیں

کنارہ کر کے جو بیٹھا ہو دنیا سے وہی سمجھے
کہ سیلِ موج کے صدمے سے ایمن کیسے ساحل ہیں

دلِ اپنا آئینہ ہے اور محبت اُس کی جوہر ہے
جدا سمجھو جدا بھی ہیں وگر شامل تو شامل ہیں

غلط بینی سے اپنی کچھ کوئی سمجھے حقیقت میں
وہی چالاک راہ دیں ہیں جو دنیا کے کاہل ہیں

در بزمِ سخن سے دور ڈر تحسین نے یہ پوچھا
۹
ابھی جو شعر پڑھتے تھے یہاں دے کو نسے دل ہیں

جہاں میں دردمند عشق مجکو سوچ کر دل میں (۱۵۱) جرس کی طرح سے آکر کیا نالوں نے گھر دل میں

ہماری زندگانی ( ) ہیں بھی نظر نہیں آتے
تیرے تیر نگہ ( ) ڈول بھوڑے ہیں جگر دل میں

(مسیحائی پہ تیرے جو کہتے) سنتے آیا بھی
تو مژگاں (نے تری) غمزے جھما دی نشتر دل میں

( ) سینہ چھلنی ہے
ابھی تو ( ) کھا کھا کے شرمندل میں

بہ مشت خاک ( ) تیرے آستاں پر
(کسی دن آ) گئی کوئی لہر اپنے بھی اگر دل میں

اگر تا ابرو یا بار بھی ادسے[2] مقابل ہو
برابر ایک قطرے کے نہ سمجھے چشم تر دل میں

کھلے بندوں گلی میں اُس کی دل دن رات پھرتے ہے
نہ خطر اجان کا اُس کو نہ پروائی کا ڈر دل میں

---

[1] کامل ہیں : کاہل ہیں [2] ادسے : اُس سے

Marfat.com

بلندیٔ ہمت سے چشم گدا میں (۱۵۲) نہیں فرق کچھ مسند و بوریا میں
کیا پنبۂ داغ نے کار ناخن نظر آئی بہبود اپنی دوا میں
کف پا تیرے تاکہ ہوں خوب رنگین ہمارے لہو کو ملا لے حنا میں
میری خاک لے جائے اوس کی گلی تک یہ قدرت نہیں دیکھتے ہم صبا میں
لب نوخطاں دیکھ اے خضر اگر مزا زیست کا ہے اس آب بقا میں
نہ تیری وفا میں ہی آرام تھا کچھ نہ کچھ رنج ہے تیرے جور و جفا میں

کرے ہے سدا درد غم خوارئ دل
کہاں یہ مروّت کسی آشنا میں

اے ماہ لقا تجھ سا اس عالم امکاں میں (۱۵۳) سنتے ہیں کہ تھا یوسف نامی کوئی کنعاں میں
شرمندہ ہوا آخر (میرے دل) پُر خون سے منہ ڈال کے (جب دیکھا غنچے نے گریباں میں)
بستے تیرے[1] غم کو بھی اوجڑ[2] ( ) اے دل کس طرح رہے کوئی (اس خانۂ ویراں میں)
زور آوریٔ عشق اور ضعف اپنا ہی جانے جو فرق سمجھتا ہو ( )
گردش میں زمانے کی جو کانوں نہ سنتے تھے سو دیکھتے ہیں آنکھوں اس گردش داماں میں
ہم پر تو کرم تیرا ظاہر ہی ہے پر پیارے غیروں کی بھی خاطر ہے اس غمزۂ پنہاں میں

یہ عشق مجازی بھی دل عین حقیقت ہے
کیا ہم نے نہیں دیکھا اس حضرت انساں میں

---

[1] بستے تیرے غم کو: یعنی غم جو دل میں بستا تھا [2] "اوجڑ" = اوجاڑ - ویران

Marfat.com

قاصد میرا تو دشمن ہوا میاں (۱۵۴) سنتا ہے کچھ یہاں کہتا ہے کچھ وہاں

دیکھی نہ اب تک زلف پریشاں کتنے غلط تھے خواب پریشاں
دیکھیں تو بارے طالع کو میرے گردش میں کب تک رکھے ہے دوراں
کتنی غلط ہے پیارے یہ تشبیہ تجھ لب کے آگے کیا آب حیواں
روتے نہ تو بھی اس درد دل کو جتنا چھپاتے ہوتا نہ پنہاں
نامہ جسے تو سیوے گا آکر اب تک لکھا ہے یہاں وہ گریباں

طبع سخنداں گر ہو نہ ہموار
دل شعر تیرے اوس کو ہین سوہان

جو دیوان[1] دیکھ کر مجکو تجھے تر دار دیتے ہین (۱۵۵) خدا را) ناحق مجھے آزار دیتے ہین
غم دل بھی کبھی رخصت ہوے گلزار[2] دیتے ہین تو گلچیں دیکھنے کو رخنہ دیوار دیتے ہین
شب فرقت مین جب روتے ہین اوس کے سامنے جا کر خجالت ابر کوے دیدۂ خون بار[3] دیتے ہین
تیری تیغ نگہ نے تو رکھا امیدوار اب تک اب اپنے ہاتھ جلن اپنی تیرے بیمار دیتے ہین
ندم لینے کی قدرت ہے نہ طاقت بات کہنے کی مجھے یہ نالۂ دل تسپہ نت آزار دیتے ہین
بلا سے اور مت ہو فایدہ صحرا نوردی مین پھپھولون کو میرے داد بارے خار دیتے ہین
فریب مہربانی فایدہ کیا سنگ دل ہم سے کب اپنا دل کسی کے ہات مین ہشیار دیتے ہین

بھلا دل رو برد تو غیر تجکو کچھ نہین کہتے
بلا سے خایہ بار گمانیان دو چار دیتے ہین

---

[1] دیوان ۔ دیدہ [2] گلزار ۔ گذار [3] ے ۔ ے

Marfat.com

دل تو جلتا ہے میرے سینے میں ہم جلائے کون (۱۵۶) دردمندوں کو تیرے عشق کے پہنچائے کون

زلف و کاکل کے خیالات پریشان تا چند
کعبۂ دل میں بنایا کرے بت خانے کون

مجھ دیوانے کو تو آوارہ رکھے ہے دہشت
خاک کوچے میں تیرے بیٹھ کے اجھانے کون

میں تو الجھڑے میں حیراں کے ہوں اب راتوں کو
نالے کرتا ہے تیرے در پہ خدا جانے کون

تند خو بیٹھے ہار دکھا کر اے جذبۂ عشق
تو نہ جائے گا تو جائے گا اسے لانے کون

ناصحوں کی میرے تقصیر نہیں کچھ اے عقل
دے تو سمجھانے کو سمجھاتے ہیں پر مانے کون

تو نے بدمست کو میرے تو روٹھایا اے دل
اس سے ملنے میرے ہر دور میں پیمانے کون

اون لبوں سے کہیں کہ کام نہیں (۱۵۷) اتنے بھی تو نمک حرام نہیں

ایک صورت پہ زلف و رخ کی طرح
اس زمانے کے صبح و شام نہیں

اپنے دشمن سے بھی زمانے میں
ہمکو منظور انتقام نہیں

اوس کے خط میں بھی خال ہے پنہاں
خالی دانہ سے کوئی دام نہیں

کون دن ہے کہ تیرے دیوانے
پس دیوار و زیر بام نہیں

اور سب کچھ ہے خال و خط میں تیرے
ایک مروت وفا کا نام نہیں

فکر عالم سے کام کیا دل کو
دل ہے جمشید کا یہ جام نہیں

★

Marfat.com

ہرچند جان عزیز مجھے اس قدر نہیں (۱۵۸) پر اوس کے سامنے ہوں یہ میرا جگر نہیں
ممکن نہیں کہ راکھ پہ آتش اثر کرے ہم دل جلوں کو نار جہنم ضرر نہیں
مت پوچھو میری آہ کو لے ہمدمان درد یہ نخل دود ہے جس میں اثر کا ثمر نہیں
برگشتہ بخت میں ہی کچھ حرمان نصیب ہوں ورنہ تیری نگاہ تو پھرتی کدھر نہیں
لے جاوے کون یار تلک نامہ و پیام یک مرغ آہ ہے سو اوسے بال و پر نہیں
دل (زلف یار) ہات سے چھوڑوں نہ زینہار جاوے وہ بے تاب کہ مجھے مار کر نہیں

دل بار بار اپنی بغل جھانکتا ہے کیا
دل جا چکا تیرا تجھے اب تک خبر نہیں

اہل تحقیق اسی فکر میں مر جاتے ہین (۱۵۹) کون ہیں کیا ہیں کہاں آئے کدھر جاتے ہین
تیرے عاشق نہ ڈریں تجھ سے نہ رسوائی سے انہیں باتوں ہیں تو ان لوگوں کے گھر جاتے ہین
غیر تسپر یہ منماتے ہیں نہ اوے تو بھلا کیا تیرے دیکھنے کو ایک نظر جاتے ہین
دیکھئے کیسی گذرتی ہے عدم میں اے زیست اب تو آرام کی سن کر کے خبر جاتے ہین
گو خوش آئے گلۂ دہر غلط بینوں کو اہل تحقیق کے جی سے تو اتر جاتے ہین
غیر رہتے ہیں کمین میں تیرے سایے کی طرح رات کو بھی تیری محفل میں اگر جاتے ہین

رہئے جان کو غفلت کے انھوں کے اے دل
یہاں سے جو لوگ کہ بے زاد سفر جاتے ہین

---

۱۵۸ ۔ دل ..... کرم خوردہ
۱۵۹ ۔ زلف یار ۔ خانہ پری

Marfat.com

(۱۶۰)

نہ لاوے منہ پہ عارف عالم اسباب کی باتیں
کہے بھی کچھ تو جیسے بھولے بھولے خواب کی باتیں

تیرے مکھڑے کو جس دن سے کہ دیکھا ہے زمانے نے
نہیں بھاتی اوسے خورشید اور مہتاب کی باتیں

پڑھے یہ آہ کا مصرع مکرر تیری خدمت میں
اگر کانوں کو بھاتی ہوں دل بیتاب کی باتیں

(۱۶۱)

طلب شربت دیدار کروں یا نہ کروں
کچھ علاج دل بیمار کروں (یا نہ کروں)

نالہ دم لیجئو ٹک یار میرا سوتا ہے
ہوں پس و پیش میں بیدار کروں یا نہ کروں

دیکھنے کا تو گنہگار ہوا میں تیرے
اور تقصیر جفاکار کروں یا نہ کروں

ناصحو داغ کے شعلے نے تو اب سر کھینچا
طرۂ گوشۂ دستار کروں یا نہ کروں

تیغ کھینچے ہوئے قاتل میرا اب آ پہنچا
مرگ کو جان پہ مختار کروں یا نہ کروں

دل سے جب غم ہی نہ نکلے تو برابر ہے سب
منت دیدۂ خونبار کروں یا نہ کروں

جو زمین فیض سخن سے بھی نہ ہوئے سرسبز
اوس کے کہنے سے دل انکار کروں یا نہ کروں

Marfat.com

مجھے افسوس ہے تیرا کہ جفا کار نہیں (۱۶۲) تجھے افسوس ہے میرا کہ گنہگار نہیں
اور تو کیا تیری آنکھوں میں مروت ہوگی سامنے بھی کھڑے ہونے کا روادار نہیں
آئینہ دیکھا ہی کرتا ہے جو تو آٹھ پہر کیا خدائی میں کوئی اور طرحدار نہیں
ناگوارا نہ ہو کس طرح یہ رسوائی عشق کبھی کوچے میں بھی جانے کے گنہگار نہیں
ان دنوں ہے تیری کچھ اور ہی جفا انداز کہ میرے نالوں کی وہ گرمی بازار نہیں
عشق کی آگ کو بھڑکا دیا کچھ سینے میں یہ دم سرد میرے دل کو سزاوار نہیں

چہرہ ہی دیکھتے دل کا یہ طبیبوں نے کہا
جز غم عشق اسے اور کچھ آزار نہیں

داد کیا دیں گے بتاں اور بھی فرماتے ہیں (۱۶۳) تیرے نالہ میرے کانوں کو نہیں بھاتے ہیں
آنکھ مارے ہیں جو اغیار کو یہ سنگدلان آپ کیا گالیاں دیتے مجھے شرماتے ہیں
تو نے جس دن سے کیا کم میرے گھر کا آنا ہم بھی اس دن سے ترے کوچے نہیں جاتے ہیں
عشق نے تیرے ہمیں شہر میں بدنام کیا ہم نے تو سبکی اگر آپ یہ فرماتے ہیں
اپنی نوبت بھی نہیں آتی ہے تہ دار تلک اس کے تیور ہی چڑھے دیکھ کے مر جاتے ہیں

کون منت کرے دل اس فلک سفلہ سے
غم و غصہ ہی کے کھانے میں مزا پاتے ہیں

Marfat.com

(۱۶۴)

اٹھے نہ دل سے کبھی نالہ و فغاں تجھ بن
ہلے نہ منہ میں ہمارے کبھی زباں تجھ بن

ہماری چھاتی پہ پتھر سے کم نہیں شیشہ
مئے دو آتشہ کرتی ہے سرگراں تجھ بن

بہار حسن کی تیرے نہ اپنے کام آئے
جو ہم نے کی ہو کبھی سیر بوستاں تجھ بن

غم فراق میں نالوں نے رات دل کے میرے
کیا ہے ایک زمین اور آسمان تجھ بن

جو صبر ہات پکڑتا نہ ناتوانوں کا
تو اپنا کام ہی آخر تھا مہربان تجھ بن

شراب پینے کو ساقی نے بارہا پوچھا
پہ مجھ گرفتہ کے منہ سے نہ نکلی ہاں تجھ بن

زمانے میں نہیں کوئی دردمند تجھ سا دل
کسے سنایئے جا کر یہ داستان تجھ بن

(۱۶۵)

دل مضطر کو ہمارے درد و غم ناحق جدائی میں
یہی انصاف ہے شاید خدا تیری خدائی میں

دکھاتا ہے جو اپنی گانٹھ میں یہ نقد حیرت کا
مگر پایا ہے آئینہ نے اس کی منہ دکھائی میں

یہ غفلت ان کو بھی ہے جو کوئی دنیا پہ مرتے ہیں
کرے اوقات ضائع کیا کوئی بخت آزمائی میں

قناعت پر کمر باندھی جو ابراہیم ادہم نے
تو کتنی خوش گذر کی بادشاہت سے گدائی میں

زمین اور آسمان عشق جس دن سے ہوا پیدا
میری گذری وفا میں اور تیری بیوفائی میں

توقع اور تو کیا ہے مگر سنگ جفا اے دل
سو پتھر بھی نہ ہات آیا بتاں کی آشنائی میں

★

Marfat.com

آتی نہیں نگاہ جفاکار ان دنوں (۱۷۶) کیا گر گئے نظر سے گنہگار ان دنوں
حیرت نے عشق کی کہیں کی ہے نگاہ گرم خشک ہو گئے ہیں دیدۂ خونبار ان دنوں
سنتے ہیں حاسدان تیرے کوچے میں رات دن پھرتے ہیں میرے درپے آزار ان دنوں
ہیں اوس کو بے وفا کہوں اور کچھ کہے کہ تو رہتی ہے میرے اوس کے یہ تکرار ان دنوں
ایکے اوسی کے پانو پہ جا گر ے جی میں ہے روٹھا ہے کچھ مجھ سے میرا یار ان دنوں
دنیا سے[۳] اوٹھ گیا مگر آزار عشق کا آتا نہیں نظر کوئی بیمار ان دنوں
چہرے کو میرے دیکھ کے کہتی ہے ایک خلق کھینچا ہے تو نے کیا کوئی آزار ان دنوں
کتنا تیری وفا کی نظر سے گرا ہے دل ۸ مارا پھرے ہے کوچہ و بازار ان دنوں

(۱۷۷)

سایہ فگن ہے تیرے سر پہ سحاب آج کے دن جلد پیا ہے تجھے پی لے شراب آج کے دن
اتنی مدت تیرے لب نے متوقع رکھ کر آخر الامر دیا مجھکو جواب آج کے دن
کار امروز کو فردا پہ (نہ چھوڑا یہ) قاتل تیغ کھینچی ہے تو کر قتل شتاب آج کے دن
قصہ گر یہ یعقوب (نسخ) یادہ خلق کی ہیں چشم پر آب آج کے دن
خوف کیا ان کو محاسب سے ہے کل روز حساب آپ لیتے ہیں جو کوئی انکا حساب آج کے دن
زاہد شہر کہیں اس ابر و ہوا میں نکلا کہہ دے ساقی نہ بھرے خانہ خراب آج کے دن
مژدۂ صد دو غم عشق مبارک اے دل ۷ عیش سنتے ہیں کہ ہے یار کباب آج کے دن

---

۱ قلمند - میں اوسکے گر کے پانو پہ جا یوں فا کہوں
میں اوسکو بے فا کہوں .....

۳ دنیا سے روٹھ گیا - کاتب نے بیت (۵) سطر (۶) پر نشان (×) بتایا ہے جو غلط ہے

۳ روٹھا ہے پھیر ۔ روٹھا ہے پھر

Marfat.com

مشکِ ختن کی ترک ابھی آرزو کریں (۱۶۸) بادِ صبا کی طرح جو زلفوں کو بُو کریں
سمجھے ہے نان توشۂ فلک مہر و ماہ کو ہم ایسے تنگ چشم سے خاک آرزو کریں
باہر تو نکلے یہاں سے سمجھ لیں گے اسے ہم تیری گلی میں غیر سے کیا گفتگو کریں[1]
ناصح بس اب دماغ پریشاں نہ کر مرا تیرے لئے یہ چاک گریباں رفو کریں
درپے ہے شامِ ہجر ہر یک صبح و صل کے آنکھوں کو ہے ضرور نہ گریہ سے جُو کریں
بن کر گدائے میکدہ ایک روز جی میں ہے پیرِ مغاں سے ہم بھی سوال سبو کریں
کس دن ہو مرگِ محتسب اے کس دن عید ہو بیٹھیں شراب خانے میں اور ہاؤ ہو کریں
دیر و حرم میں تو نہ ملا دل سراغِ یار ۸ اب تو جدھر بتائے اودھر جستجو کریں

(۱۶۹)

تا وقتِ مرگ نالہ و نہ گریہ سر کروں اس وردِ دل سے میں نہ کسی کو خبر کروں
اے درد عشق مجھ سے تو پہلو تہی نہ کر اس دہرِ بے ثبات سے جب تک سفر کروں
وصفِ اثر میں یہ تو بلاغت کرے ہے آہ ( ) شرر کروں[2]
ہوں دو بدو گلی میں تیری غیر سے مدام کس طرح زندگی ہو اگر در گذر کروں
سودا زدہ ہوں خلق سے نفرت ہے اس قدر آوے کوئی ادھر تو منھ اپنا ادھر کروں
مستوں کا ہے یہ دست سبو دستگیرِ حشر زاہد سیوائے میکدہ سجدہ کدھر کروں
پاتا نہیں ہے نالۂ شبگیر میں اثر آتا ہے میرے جی میں کہ آہِ سحر کروں
ہمدرد کون ہے کہ سنے دل تیری غزل ، رخصت دے درد و غم تو سخن مختصر کروں

---

[1] بیت (۳)، (۴)، کے درمیان کاتب نشان ( ) دیا ہے اس کے مطابق اشعار نقل کئے گئے
[2] "نالہ و گریہ" ، نالہ و گریہ ؛ (سر کروں)

Marfat.com

اتنا بھی غرور خوش نما نہیں[ع] (۱۷۰) سنتے ہو کسی کا کوئی خدا نہیں

تیرے دامن سے لگ کے چلنا کیا بادِ صبا کو سوجھتا نہیں

تو غیر سے چھپ کے ہو ہم آغوش اپنے دل کا یہ مدعا نہیں

سب اپنی غرض کے آشنا ہیں یہاں کوئی کسی کا آشنا نہیں

میں جب سے تیری گلی میں بیٹھا جیوں نقشِ قدم کبھی اوٹھا نہیں

میرے احوال پر دل اوس کا پتھر ہے کیا۔ پسیجتا نہیں

دیکھا جو مجھے طبیب بولا ایسے بیمار کی دوا نہیں

یوسفؑ کے بعد (تجھ سا) کوئی دیکھا تو کیا کبھی سُنا نہیں

اب شعر کہوں (تو کیا کہوں دل)

۹ اپنا تو حواس[ع] ہے بجا نہیں

نہ ہوا یار میرا انجمن آرائے چمن (۱۷۱) ہائے رے ہائے چمن ہائے چمن

سبزۂ آہ سے ہے سبز میری خاکِ مزار گور میں بھی نہ گئی دل سے تمنائے چمن

جلوہ فرما جو ہوا یار میرا گلشن میں چشمِ نرگس کی ہوئی چشم تماشائے چمن

دھرے ہی رہتے ہیں دامن پہ گلِ اشک سدا دل ہے بلبل کی طرح تجکو بھی سودائے چمن

کیا فراغت سے گذرتی ہے قفس میں دل کی

۵ نہ تو فکرِ گل و بلبل ہے نہ پروائے چمن

ع یوسف کہے مجھ کو

ع۲ ہے ، ہیں

ع۵ نہیں ، ہیں

Marfat.com

اے ابر ہم تو وے ہیں اگر چشم نم کریں (۱۷۲) طوفان نوح سے نہ ہوا ہو سو ہم کریں
ترک ادب کو کیا کریں قاتل کے سامنے فرصت نہ دی اجل نے کہ گردن کو خم کریں
گو خوف جان ہو ہمیں غیروں کے ہاتھ سے لیکن گلی میں یار کی جانا نہ کم کریں
تیری جفا و جور کے ہاتھوں سے بے وفا فرصت کہاں کہ درد دل اپنا رقم کریں
سمجھے ہیں طاق خانہ دے محراب کعبہ کو جو اپنا سجدہ گہ تیرے نقش قدم کریں
تو مجھ سے بدگماں ہے میں تجھ سے بدگماں کیا فایدہ صلاح یہی ہے قسم کریں

اوٹھ جائے دل سے دغدغۂ رستخیز حشر
گر ئے بتاں[1] (مزار تک) اپنے کرم کریں

گر دل بھی دیں پہ اوسسے نہ بوسہ طلب کریں (۱۷۳) یہ ہم سے ہو سکے ہے کہ ترک ادب کریں
خرم ہمیں نہ دیکھ سکے ایک دم فلک منھ پھیر لے تبسم اگر زیر لب کریں
ہمکو تو عشق میں تیرے راحت ہے رنج سے کیونکر گلا جفا کا تیری بے سبب کریں
بد وضع اختلاط کی یہ بھی ہے کوئی وضع تو گالیاں دیا کرے اور ہم ادب کریں
گلشن میں ہووے خندۂ گل بے نمک[2] ہے غنچہ دہن تبسم اگر زیر لب کریں
آئینۂ خیال سے اے سادہ رو تیرے اس دل کو تو ہی کہ جو رشک حلب کریں

غفلت میں مانگے لاذم[1] کبھی تو یہ ہے دل
آگے جو کچھ کریں گے وہی بات اب کریں

---

[1] گرئے بتاں : " گریہ بتاں [2] رہے = ابھی

Marfat.com

(۱۷۴) خود نمائی ہی کو ہستی کا ثمر جانتے ہین — عیب کو بے ہنران اپنے ہنر جانتے ہین
توڑتے کیوں ہیں اسے ہات میں لے سنگ دلان — دل نازک کو میرے شیشہ اگر جانتے ہین
سبب بندہ نوازی ہے کہ ناوک تیرے — جگر اور دل کو میرے اپنا ہی گھر جانتے ہین
ان بتوں نے کبھی ہمکو نہ نوازا اس طرح — دشمنوں ہی سے میرے دوستی کر جانتے ہین
عیش و آرام پہ اس کے کبھی تکیہ نہ کرین
دل ہم اس منزل ہستی کو سفر جانتے ہین

(۱۷۵) یار ہین تشنہ دیدار جو ہم جیتے ہین — ورنہ بیمار تیری چشم کے کم جیتے ہین
متحمل نہین ہم یار جفا کے تیری — ہم پہ جب تک ہے تیرا لطف کرم جیتے ہین
بھر نظر دیکھ تو لینے دے ہمین قاتل کو — اے اجل دم لے ابھی تو کوئی دم جیتے ہین
ہو گر فتاریٔ دل تب ہے مزا جینے کا — ورنہ جینے کو فرس[1] اور غنم جیتے ہین
زندگی مرگ برابر ہے ہمین بے ثمر عشق — جیتے ہین ان پہ جو بے درد و الم جیتے ہین
دے جو غم خوار تھے اپنے سو گئے دنیا سے
دل یہ معلوم نہیں کس لئے ہم جیتے ہین

---

[1] فرس ۔ فرس (اسپ)
غنم ۔ (بزو گوسفند)

Marfat.com

کیا بھیڑ آپڑی تھی اس آہ کو جگر میں (۱۷۶) سو آگ دے کے نکلی کم بخت اپنے گھر میں

میں جانتا ہوں تجکو تو جانتا ہے مجکو میں ہوں تیری نظر میں تو ہے میری نظر میں

بے جیب تا بدامن ہے شعلۂ مسلسل انگارے ہی بھرے ہیں کیا اپنی چشم تر میں

شاید ترحم آکر میری کرے شفاعت کیا دیکھتا ہے ظالم تروار ہی کمر میں

آتا نہیں نظر کچھ جیدھر کو دیکھتا ہوں ایک تو ہی جلوہ گر ہے دیوار اور در میں

خنکی تیرے ملاحت نے ماہتاب میں ہے لب کی تیرے حلاوت نے شیر و نہ شکر میں

بسمل تیرے جو تڑپے بھی زیر بام تو گیا طاقت کہاں وہاں تک جانے کی بال و پر میں

اس کا خیال دل کو کھینچے پھرا پھرے ہے
کیا پوچھتے ہو (گذری) میری اسی سفر میں

(۱۷۷)

اغیار چھوڑنے کے نہیں بدشعاریاں جب تک کہ ایک دن نہ چلیں گی کٹاریاں

تو نے مژہ دکھائیاں تجکو کہاں کہ یار گویا میرے کلیجے میں برچھی سی ماریاں

کیا پوچھتا ہے عشق فسوں کرنے اے صنم لے کر بلائیں زلف کی مجھ پر اتاریاں

میں خوب جانتا ہوں میرے بعد مرگ بھی ۴ آرام دیویں گی نہ مجھے بے قراریاں

Marfat.com

رچا ہے اس قدر اب انتظار آنکھون مین (۱۷۸) لگے ہے آنکھ تو پھرتا ہے یار آنکھون مین

نہ وہ جنون نہ وہ دیوان پن نہ وہ دونا خزان سے کم نہیں اپکے بہار آنکھون مین

نہ پاس اپنی وفا کا نہ خوف چشم حسود کرے ہے بات رقیبون سے یار آنکھون مین

خدا ہی خیر کرے دیکھ دیکھ دل کو میرے نت اٹھکلے ہے غم روزگار آنکھون مین

جہان مین کون ہے ہم سا شراب خوار مغان کہ جام بات مین ہو اور خمار آنکھون مین

نہ شب کو آنکھ لگے ہے نہ دن کو چین خورشید کٹے ہی جاتی ہے لیل و نہار آنکھون مین

تیری نظر سے گرا ہے جو طوطیا[1] اے دل
پڑا ہے کس کی گلی کا غبار آنکھون مین

سنیے گر بزم مین اس ترک کے دستور نہیں (۱۷۹) روئیے سامنے دل کھول کے مقدور نہین

صبح امید شب تار سے پیدا ہو میرے کیا بڑی بات ہے اللہ کچھ دور نہین

سرد و شیخی ( ) اس وقت حیف مدحیف کہ میرا بھی مغرور نہین

اب فریبا اوس کا کوئی کھاتے[2] ہین وعدہ تو کیا ایسے بدعہد کی سوگند بھی منظور نہین

رخصت گریہ نہین دیوے ہے یہ غیرت عشق ورنہ رونے سے میری آنکھین معذور نہین

یا کہ نالون کا رواج اوس کی گلی مین کم ہے یا کہ سینے ہی مین اب دود دل پر نور نہین

پیارے اب ہم سے تو نانگے گا کہان تک رخصت کہے ہے جاؤن گا[3] مین تا لب گور نہین

تیرے دیوان کا مشتاق ہو دل کیا کوئی
کون سا شعر ہے تیرا کہ جو مشہور نہین

---

[1] طوطیا = توتیا [2] کھاتے ہین = کھاتے ہین [3] جاؤن گا = جاؤن گا

Marfat.com

ہمارے اگر ہات آئے گریباں (۱۸۰) رفو کو تماشا دیکھائے گریباں
لگا جیب گل کی طرح چاک ہونے جگر[1] کو بھی لگ گئی ہوائے گریباں
رہا شغل زنجیر سے فصل گل میں میاں چاک کرنے نہ پائے گریباں
رہی میل گریہ خرابی کے درپے ہوئی جس گھڑی سے بنائے گریباں

دیوانوں کے ہاتھوں کو اے دل خدا نے
بنایا ہے شاید برائے گریباں

۵

کاش اوس کی بزم میں یہ دزدیدہ آنکھیں (۱۸۱) جیون آب زدہ ہوئیں آنسو کی چور آنکھیں
بیمار چشم تیرے[2] باغ جہان میں دو ہے جس پر کرے تصدق نرگس کرور آنکھیں
اوس[3] بدخمار نے سب شاید شراب پی تھی زوروں سے ہو رہی ہیں جیون تا رپور آنکھیں
جب چشم نم سے میرے طوفاں اماں طلب ہو کس طرح سے ملائے دریائے شور آنکھیں
شب بام پر کھڑا تھا دو ماہتاب میرا کرتی تھی یہاں کمندی اپنی چکور آنکھیں
رہتے ہیں ہم کبھی اودھر قبلہ نما کے مانند پھرتی ہے وقت غمزہ اوس کی جس اور[4] آنکھیں

دل اس غزل کو سن کر بولا کہ مثل نرگس!
تو نے بھی اس زمین میں پیدا کی زور آنکھیں

---

[1] "جگر کو بھی لگ گئی" (ناموزون) جگر کو بھی لگے جی

[2] "بیمار چشم تیرے" = بیمار چشم تیرا

[3] "اوس بدخمار نے" = شب شاید شراب پی تھی۔ [4] "جس اور" = جس طرف۔

Marfat.com

مفت ہر مول سن کے ہنستے ہیں (۱۸۲) دل بھی کیا ان دنوں میں سستے ہیں
آئینہ دیکھے ہے تیرے منہ کو ہم کھڑے دور سے ترستے ہیں
شیخ صاحب بتاں کی مت پوچھو کعبۂ دل میں وے ہی بستے ہیں
کوچ یہاں قافلہ کا ہے درپیش کمر اپنی ہر ایک کستے ہیں
تیری زلف سیاہ کے کالے نہیں بچتا ہے جس کو ڈستے ہیں
سانگوں سے نہ پوچھو کفر اسلام ایک[1] منزل ہے بہت رستے ہیں

مدعی سن کے دل غزل تیری
کیا خجالت کا سنسنا ہنستے ہیں

کیا کہوں تیری جدائی میں غرض بیتاب ہوں (۱۸۳) قطرہ سیماب ہوں یا ماہیٔ بے آب ہوں
چھوت[2] تا نہیں کفر میری جان کا لحن[3] ہوا یار غم سے عشق میں گو صورت محراب ہوں
آہ و نالے سے میرے نفرت کرے ہے خلق یہاں لے چل اے وحشت کہ بار خاطر احباب ہوں
ہم سفیر[4] دکیا بیاں کیجئے مقامات عدم خواب ہے سارا جہاں اس میں بجائے خواب ہوں
عکس سے عارض جدا کہتے ہیں ہم ہیں آفتاب اور بنا گوشیں جدا کہتی ہیں میں مہتاب ہوں

باندھا رہتا ہے نت مضمون کمر کا یار کی
ہے بجا دعویٰ کرے دل تو کہ معنی یاب ہوں

---

[1] "ایک منزل بہت رستے ہیں" = ایک منزل ہزار رستے ہیں
(۲) "چھوٹ تا" = چھوٹتا (۳) "لحن" = لہن
(۴) "ہمسفیر د" = ہم صفیر د .

Marfat.com

خوبرو دل کو جو کچھ گھر میں کہا کرتے ہین (۱۸۴) ہم بھی چپکے پس دیوار سُنا کرتے ہین

کشتۂ تیغ تغافل ہیں نہ کچھ پوچھ ہم سے[1] خوش گذرتی ہے بہرحال دُعا کرتے ہین

کوئی کس طرح سے ہو عہدہ برآ ایسوں سے جو نت اوٹھ[2] کر کے نیا ظلم نیا کرتے ہین

سنگدل تجکو تو کہہ سکتے نہیں منھ پہ تیرے نالہ و آہ کا اپنے ہی گِلا کرتے ہین

تا نہ ہوئے گذر غیر عبس کے مانند رات کو ہم تیرے کوچے میں پھرا کرتے ہین

ایک تو ہو ہی رہا ہون میں خفا دنیا سے تُرّہ یہ لوگ آکے مجھے اور خفا کرتے ہین

کام ہیں بہتیرے کہ دل اوقات کو ضایع کرنا
کار ہشیار نہین ہے جو حمقا کرتے ہین

چشم معنی گر نہ ہو سوئے بتان (۱۸۵) حق نہ دکھلائے مجھے روئے بتان

مرگ ہے مجھ ناتواں کی دستگیر دیکھئے چل کر کے ٹک کوئے بتان

شیخ جیو دیکھا نہ آخر عشق نے تمکو بھلایا ہے بہلوئے بتان

ایک بوسے سے بھی گھٹ قیمت لگی دل کو دیکھا یا جو اردوئے بتان

مرگ کے گر شوق میں مرتا ہے دل
تیغ سے کیا کم ہے ابروئے بتان

---

[1] کچھ پوچھ ہم سے : کچھ ہم سے پوچھ
[2] اوٹھ = اوٹھ

Marfat.com

ردیف (و)

نہیں ممکن کہ قاطع حرص کی کبریت احمر ہو (۱۸۶) قناعت کا خزانا جس کے ہاتھ آوے تونگر ہو[1]

سر شوریدہ سے میرے نہ جائے عشق کا سودا
اگر تن پر سراپا ہر سر مو نوک نشتر ہو

اسیر دام آفت ہو نہ اوس کے بام پر جاکر
الٰہی جو کچھ ہوئی ہو کبوتر پر سو ہم پر ہو

قسم تجکو صفائے حسن کی تو صاف ہی کہدے
ہماری طرف سے جو کچھ کدورت تیرے دل پر ہو

موافق ہو زمانہ ہم سے تو وہ یا رہو ناخوش
غرض قسمت ہی سے کچھ دیکھنا اوس کا میسر ہو

مجھے تکلیف فریاد و فغاں دیتا ہے کیوں اے غم
یہ فرمائش کیا کر اوس پر جو کوئی تیرا چاہا کر ہو

کرے ہے خون ناحق کیوں خطا اپنا آپ بے جادل
مبادا تند خو کے ہات سے ضائع کبوتر ہو

نہیں ممکن تیرے خط کا غبار اوس کو نہ رہتا ہو (۱۸۷) خوش آمد سے تیری گو آئینہ منھ پر نہ رکھتا ہو[2]

خدا جانے کہ اوس کی چشم تر کا حال کیا ہوگا
کہ جس کا داغ دل ناصور[3] ساری رات بہتا ہو

غرض کیا دیکھئے اوس غارت گر دین کو
جب اپنا کعبۂ دل اپنے ہاتھوں سے نہ ڈھاتا ہو

نہ ہے طالع کہ تنگ[4] ہو کر رقیبوں نے کہا اوس سے
اوسی سے بول تو جا کر جو تیری بات سہتا ہو

مجھے کھٹکا ہے دل اوس کی خمار آلودہ آنکھوں سے
مبادا دختر رز سے نہ شیخ شہر رہتا ہو

---

[1] تونگر = توانگر

[2] "آئینہ منھ پر نہ رکھتا ہو"
آئینہ (غبار) نہ رکھتا ہو۔ غبار آلود نہ ہو۔

[3] ناصور = ناسور

[4] تنگ ہو کر = تنگ آکر

Marfat.com

روبرو بیٹھنا میرا بھی گراں ہے اوس کو (۱۸۸) خیریت پوچھے دماغ اتنا کہاں ہے اوس کو

کیا غرض تیغ تیری باڑھ کی منت کھینچے — سخت جانی ہی میری سنگ فساں ہے اوس کو

سالک راہ فنا گم کرے منزل کیونکر — سنگ ہر مقبرہ یہاں سنگ نشاں ہے اوس کو

پوچھتا ہے تو صنم پوچھ میرے نالہ سے — ماجرا ہجر کا سب نوک زباں ہے اوس کو

بخل آب دم شمشیر عبث کام سے کام — تلخ اگر زندگی تشنہ لبان ہے اوس کو

معتبر کیا ہے اگر صادق ملاظاہر میں — دل میں کیا جانیے کیا کیا نہ گماں ہے اوس کو

دل لبسمل تجھے حسرت سے نہ دیکھے کس طرح
اپنے جینے کی اب امید کہاں ہے اوس کو

نہ دیکھ اوس طرف دوظالم مبادا دیکھتا ہی ہو (۱۸۹) دل اپنی جان کا دشمن تو مت خواہی نخواہی ہو

اگر محضر کریں فریاد کے خون کا تو لازم ہے — میرے بھی داغ دل کی مہر سے اوس پر گواہی ہو

تعدآیا نہ خوبان جہان میں ایک بھی ایسا — کہ جس نے دوستی کی ہو کسی سے اور نباہی ہو

ہوئے دامن کشاں یہاں تک کہ بوی حور دیتا ہے — مبارک ملک استغنا کی تجکو بادشاہی ہو

گلی میں اوس کی مرجاویں تو وہ بدنام ہوتا ہے — اگر جیتے جی پھر آویں تو اپنی روسیاہی ہو

اگر ہو دلربا اہل مروت عشق پھیکا ہے — مزا دے مرگ اوسے معشوق جس کا تک سیاہی ہو

رضا تسلیم کے بندوں کو دل کیا کام ہے اسے[1]
کہ وہ ہرگز نہ ہوئے اور یہ خواہی نخواہی ہو

---

[1] "اسے" = اس سے

Marfat.com

(۱۹۰)

کیا کرے یار جو تو ہو تیری شمشیر بھی ہو
سامنے میں بھی رہوں اور میری تقصیر بھی ہو

آہ و نالے سے نہ ہات آئے کبھی حاصلِ عشق
ساتھ تدبیر کے ہے شرط کہ تقدیر بھی ہو

بے وفا صید تیرا ہوں نہ کبھی میں ہرچند
دام خط کا بھی ہو اور زلف کی زنجیر بھی ہو

نوک چڑھی رہتی ہے ہر دم تیرے ابرو کی کمان
پر مرے قتل کو غمزے کا کوئی تیر بھی ہو

آرزو دل میں اگر ہے بھی تو یہ ناممکن
کہ گذر بھی ہو تیری بزم میں تو تیر بھی ہو

ایک تو ہے کہ روادار نہیں ورنہ سبھی
چاہتے ہیں کہ یہ رسوا بھی ہو تشہیر بھی ہو

داد چاہے تو دل اپنی یہ غزل وہاں پڑھنا
کہ جہاں درد ہو، سودا بھی ہو اور میر بھی ہو

(۱۹۱)

دم حسرت سے ڈر گیا ہے ہمارے داغِ پنہاں کو
ہوا کا کچھ نہیں خطرا چراغ زیرِ دامان کو

پریشانی میری تا از سرِ نو تازہ پھر ہوئے
صبا نے دھر کو سونپا تیری زلفِ پریشان کو

عجب کیا ہے اگر دیکھے دلِ صد چاک کو میرے
گریباں[1] یعنی دامن کو کرے دامن گریبان کو

وفا ہم سے بھی آئندہ نہیں نبھنے کی سنتا ہے
اگر تو اب کے پھر بھولا ہے اپنے عہد و پیمان کو

ہمارے دیدۂ خونبار سے سیراب ہو ہو کر
کیا شہ مندِ ہر خار مژہ نے شاخِ مرجان کو

عجب کچھ کش مکش میں عشق کے جذبے نے ڈالا ہے
جنوں تھا بھیجے ہوئے ہے جیب اور تمکینِ دامان کو

نہ پوچھو انقلاب دہر کا ایسا ہے اگر چاہے
نظر سے موئے کے دم میں گرا دیوے سلیمان کو

گلی میں ان بتوں کے اور آ مرشد تو کہ چندے
ابھی کیا جھینکتا ہے شیخ اپنے دین و ایمان کو[2]

اب آوے گا اب آوے گا بس آدھی رات تو گذرے
دلِ مضطر نے اب بخشی ہے کیا صبر و تحمل جان کو[3]

---

[1] "گریباں یعنی" گریبان طعن دامن کو کرے " دامن گریباں کو "
[2] و [3] یہ دونوں شعر کتاب کے حاشیہ پر ہیں۔

Marfat.com

(۱۹۲) عاشق تو چھوڑ بیٹھے دنیا و دین دونو
تو آسمان اپنا اور یہ زمین دو نو

لو ہو سے بھر گئی ہے یہ آستین دونو
اے چشم کچھ تو آفت آئی دل و جگر پہ

الجھے تھے ورنہ ہات اور دامان زین دونو
رخصت کے وقت فرقت نے کھینچ کر چھڑایا

کیا ہرزہ گرد۔ کیا ہے گوشہ نشین دونو
رکھتے ہیں گانٹھ میں سب یہاں نقد آرزو کا

دھوکا ہی ہے مکاں سے لے تا مکین دونو
بس سیر کر چکے ہم دنیا اور اہل دنیا

دے ڈالے کسی کو اک چین و چین دونو
ہم پوچھتے ہیں اون کو صدقے ہیں جن بتوں کے

اس درد و غم سے اپنے دل کندھ نہ پھیر لو تو
۷ غم خوار و مہربان ہیں یہ ہم نشین دونو

(۱۹۳) جب تلک سینۂ عشاق نیستان نہ ہو
نے ناوک کا تیرے کشتۂ احسان نہ ہو

جسم مٹی کا برابر ہے اگر جان نہ ہو
لطف کیا تا کہ سخن میں نہ ہو لطف معنی

مور میں کیا ہے اگر سر پہ سلیمان نہ ہو
سایۂ زلف نہیں خط پہ تو کچھ لطف نہیں

تا کہ پھر مجھ سے جنوں دست و گریبان نہ ہو
تا صحو میرے بدل کاش اوسی کو رد کو

یارب اس طرح سے پھر کوئی مسلمان نہ ہو
ہم گرفتار ہوئے زلف بتاں میں جیسے

کہ جو اس لخت جگر کا میرے مہمان نہ ہو
کون سا تیر ہے ترکش میں تیرے اے قاتل

سنبل زلف کہیں اوس کی پریشان نہ ہو
جی دھڑکتا ہے صبا باغ میں جاتی تو ہے

چاک سے ہات اٹھانے کا نہیں دل یہ جنون
۸ جب تلک جیب سے لے تا سر دامان نہ ہو

Marfat.com

(۱۹۴) ہم ہی سے دیکھ کے سیکھا ہے دو مر جانے کو ۔۔۔ ورنہ یہ بات کہاں یاد تھی پروانے کو

چاک چاک ہم بھی ابھی کرتے ہیں دل کو اپنے ۔۔۔ دوست رکھتی ہو اگر زلف تیرے شانے کو

ہجر میں وصل کا غم وصل میں ڈر فرقت کا[1] ۔۔۔ خلق دنیا میں ہوئے تھے اسی دکھ پانے کو

سدرہ غیر ہوئے یا کہ مجھے بھول گیا ۔۔۔ رات جو تو نے کہا تھا میرے گھر آنے کو

دل صد چاک میرا تجکو نہ جینے دے گا ۔۔۔ نہ کر اقدام صبا زلف کے سلجھانے کو

مجھ سے بگڑی ہے اگر میں نے اسے سمجھا دن ۔۔۔ کیا ولایت سے کوئی آوے گا سمجھانے کو

یہاں ایک عالم کو اذیت ہے تیرے نالے سے[2]
دل اب شہر سے اوٹھ جا کسی ویرانے کو

(۱۹۵) بنا وٹ زلف ابتر کی نہیں منظور تھی اوس کو ۔۔۔ یہ مشاطوں نے سکھلا یا دیکھا کر آرسی اوس کو

ڈر دل کس واسطے ہیں آفتاب روز محشر سے ۔۔۔ مرے بھائیں قیامت آچکی دیکھا جبھی اوس کو

ہمیں جب گالیاں دیتا تھا تب حاشا مانع تھے ۔۔۔ ہوا کیا کفر اگر ایک بات ہم نے بھی کہی اوس کو

جنون عشق اب جدھر مجھے چاہے اودھر کھینچے ۔۔۔ عنان اختیار اب دیدہ و دانستہ دی اوس کو

نگاہ اور زلف ہی سے پوچھ گر آئینہ منکر ہے ۔۔۔ سکھایا کس نے خوں ریزی اور افسوں گری اوس کو

ادھر قاصد پھر آتا تھا ادھر دل تڑپتا تھا
دیکھا یا جب جواب خط تب آیا جی میں جی اوس کو

---

[1] "فرقت کام" ۔ فرقت کا ۔ (م) زائد ۔
[2] "یہاں ایک عالم کو" ۔ ایک عالم کو ۔ لفظ یہاں فاضل

Marfat.com

اگر اپنے مرنے مین تاخیر ہو (۱۹۶) تیری تیغ اجل کے گلوگیر ہو
نہ آزاد ہون دام سے زلف کے موافق اگر مجھ سے تقدیر ہو
تیری قتل گہ کا جو ہو تشنہ لب کب آسودۂ آب شمشیر ہو
کرے کیون تو دعوئ سنگین دلی اگر آہ میں اپنی تاثیر ہو
الجھتے تو غیرون سے ہیں بار بار مبادا کہیں وہ نہ دلگیر ہو
جو آجائے مسند پہ میرے وہ ترک تو خاک اپنی اوڑھ کر عنان گیر ہو

کہیں شب کے خواب پریشان کی دل
گرفتاریٔ زلف تعبیر ہو

درد دل تو بیکسی پر اپنی مت دلگیر ہو (۱۹۷) کیا عجب غم خوار تیرا نالۂ شبگیر ہو
شکل ہم سے ناتوان کی کب مصور سے کھنچے خاک مجنوں کی نہ جب تک گردہ تصویر ہو
اس طرح سے چل تو چلتے ہیں سوئے گلشن جنوں ہاتھ میں بیڑی ہو میرے پانون مین زنجیر ہو
دونوں ہی باتیں معما ہو دیں یہ حسن اتفاق میں اسیر زلف ہوں اور وہ مرا تسخیر ہو
چھوٹے دیکھا ہے دل کو دام سے زلفون کے رات اس پریشان خواب کی دیکھیں تو کیا تعبیر ہو
سعی کتنی کیجئے پر کچھ نہ ہوئے پیش رفت ناموافق جب تلک تدبیر سے تقدیر ہو

دل سخن سنجی سے اپنی کیون نہ ہو ہر دل عزیز
دوست رکھے سب کوئی بلبل جو خوش تقریر ہو

۱؎ "گردہ تصویر" غیاث اللغات (ص ۴۲۶) خاکہ، نقاشان ۲؎ چھوٹے دیکھا ہے
۳؎ ہوں ہو ۴؎ یہ ہ

Marfat.com

(۱۹۸) گر ادا اور ناز کی یہ گرم بازاری نہ ہو — حسن کی تیرے مہ کنعاں خریداری نہ ہو
صحبت اہل ہنر روشن دلاں کو ہے عزیز — جوہر آئینہ کی خاطر پر کبھی بھاری نہ ہو
کون پہنچے درد کو میرے بغیر از آہ سرد — دوسرے سے اس دل غمگین کی غم خواری نہ ہو
اس قدر بالیں پہ بیٹھا سوچتا کیا ہے طبیب — ہے مجھے بیماری دل اور بیماری نہ ہو
مردمان دیدۂ عاشق بغیر اے طفل اشک — اس قدر تیری کسی سے باربرداری نہ ہو

جب تلک دل ہے سلامت دہر میں اے تیغ یار
مرہم زنگار کو درپیش بیکاری نہ ہو

جائے عجب نہیں کہ دل عذر خواہ کو (۱۹۹) بخشے کریم روز جزا سب گناہ کو
رو رو کے دھوؤں نامۂ اعمال کو اگر — باراں کرے سپید گلیم سیاہ کو
سر پر کلاہ کج نہ رکھے پھر کبھی ہلال — دیکھے جو ایک نظر بھی میرے کج کلاہ کو
سمجھیں ادا و ناز یہ عاشق نہ بوالہوس — مت حکم قتل عام کر اپنی سپاہ کو
ظالم عیادت دل بیمار کے لئے — بھیجے ہے تو تو بھیجیو زہر نگاہ کو
سوز و گداز نالۂ بلبل میں ہو تو کیا — پہنچے نہ زینہار میری سرد آہ کر

دل ہم سے غافلوں کو نہ عبرت ہو گور میں[1]
نیند آوے اور دیکھ کر اس خواب گاہ کو

---

[1] اس مقطع کے بعد کاتب نے ہوا ردیف (م) کا ایک مقطع لکھ دیا ہے جو نقل نہیں کیا گیا ۔
"ہو کے محروم وفا سے کہاں جاتے ہم"

Marfat.com

(۲۰۰)

حسرت ہی رہ گئی کہ شب ماہتاب ہو — ساقی ہو اور یار ہو میں ہوں شراب ہو
اس آہ سرد سے جگر شعلہ آب ہو — سیل سرشک سے دل آتش کباب ہو
ہر صفر داغ ہے الف زخم پر میرے — جور و جفا کا اوس کے کہاں تک حساب ہو
تب جانے اوج موج ہم اوس دود آہ کا — جب مزرع امید پہ میرے سحاب ہو
اوس کی نگاہ مست نے دی ہے صلائے عام — (آ کر مرید پیر مغاں) شیخ و شاب ہو
تیرے شب فراق میں رونے کے ہات (سے) — (فرصت کہاں کہ چشم ہم آغوش خواب ہو
الفت رہے جفا کی سدا دل میں یار کے) — (اپنی یہی دعا ہے) اگر مستجاب ہو
اے چشم ضبط اشک تو لازم ہے (وصل میں) — ایسا نہ ہو کہ یار کا دامن خراب ہو
ہوتا ہے سب سے دل متواضع شراب کا ۹ — چاہے خراب باد کہ عالم خراب ہو

(۲۰۱)

آتش داغ نے اس دل کے جلایا کس کو — آہ افسوس دم سرد بجھایا کس کو
آستانے پہ تھا یار ہی کا نقش قدم — جبہہ سائی نے[1] تیری حیف مٹایا کس کو
غیر کو بوسہ دیا اور مجھے زہر نگاہ — آہ مارا کسے اور تو نے جلایا کس کو
ایک تو ہم تیرے مقتل میں تھے گردن زدنی — تو نے ابرو کے اشارے سے بتایا کس کو
قابل گردش ایام نہ تھے ہم ہرگز — دن جدائی کا فلک تو نے دکھایا کس کو
اشک سے تر ہو رہا ہے یہ تیرا فرش تمام[2] — رات کو شمع نے رو رو کے رلایا کس کو
دل صد چاک میرا زلف سے تیری الجھا — آہ قسمت نے کہاں لا کے پھنسایا کس کو

---

[1] یہ غزل بہت کرم خوردہ ہے چند اشعار کی خانہ پری رسالہ مہر نیمروز کراچی اپریل ۱۹۵۲ء (ص ۲۹) سے کی ہے
[2] اشک سے تر ہو رہا ہے (نا موزوں) ' اشک تر ہو رہا ہے

Marfat.com

ہوتا نہیں ہجر یار کس کو (۲۰۲) لیکن صبر و قرار کس کو
وعدہ تو مانئے (پہ تیرے) (کہنے) کا اعتبار کس کو
کیا کہئے اجل (نہیں دگر نہ) (ہوتا) ہے انتظار کس کو
گر ہیں نہ گدائے عشق (ہوتا) (ہوتا) غم روزگار کس کو
حاسد ہمراہ ہے چمن میں کہتے ہیں اور خار کس کو
بے کینہ نہ سمجھے کون دشمن کہتے ہیں دوست دار کس کو

ناصح کہتے ہیں ہے میرا دل
کہتا ہے بار بار کس کو

بخش دے دست جنوں چاک گریباں مجکو (۲۰۳) یا کہ رسوا نہ کرے داغ نمایاں مجکو
کیسے تشبیہ[1] تجھے دیجئے اے مایۂ حسن شرم سی آتی ہے کہتے مہ کنعاں مجکو
دیکھ کر اشک کو ڈرتے ہیں میرے مردم چشم کر بہا دیوے نہ یہ موجۂ طوفاں مجکو
تنگ ہے خانۂ زنجیر سے مجھ پر ہستی اس سے بہتر ہے عدم کا ہی بیابان مجکو
وصل بھی ہووے تو آنکھوں کا جھپکنا ظالم دیکھنے دے نہ تیرا روئے درخشان مجکو
بات تو میرے لگے تب ہو نہ یہ نعمت وصل جب پریشاں نہ رکھے زلف پریشان مجکو

کیا صبا قید ہوئی زلف میں اور کی اے دل
رہ گیا بھیجنے سے مژدۂ جانان مجکو

---

[1] "کے تشبیہ" یعنی کس سے تشبیہ۔

Marfat.com

دل درد سے ( ) اگر ٹک ( ) (۲۰۴) ( ) آہ و فغان کا یار ہو[1]

وہ خاک بے نصیب ہوں جن کی صبا کے ( ) ( ) گلستان کے پار ہو

منت کوئی اٹھاتے ہیں وہ باغبان کے ( ) ( ) رشک سے جن کے بہار ہو

کینہ سب ہے منہ پہ میرے کہہ دے بے وفا میری طرف سے تجکو اگر کچھ غبار ہو

بد خلق بزم میں تیری میں آکے کیا کروں جب ہنس کے بولنا ہی تجھے مجھ سے عار ہو

ایسا ہے تیری زلف پریشان میں دل میرا لٹکا شکار بند میں جیسے شکار ہو

جائیں کب اُس کو دل تیرے نالوں کے زمزمے
بلبل ہی باغبان کی جب آنکھوں میں خار ہو

رشک ہے اس کا کل پیچان کا تیرے مار کو (۲۰۵) جعد شکیں کا حسد ہے نافۂ تاتار کو

ایک نظر دیکھے اگر محراب ابرو یار کے برہمن اسلام ہو توڑ کر زنار کو

پیر سالی میں ہوا تو عشق کا داغ کہن اس جنوں نے پھر دکھایا کوچہ و بازار کو

سامنے ہوتے جو ہوئے زاہد کے محراب دعا آنکھ ماری تو نے شاید ابروئے خمدار کو

غیر کے ہوتے ہوئے جاکر گلی میں یار کی بارہا اقبال سے دیکھا ہے روئے یار کو

قاتل اب وعدہ کا تیرے کون کھینچے انتظار امتحان کرنا ہے تو کر لے ابھی تردار کو

مست اپنے تئیں جتا کر دل نہ کر ترک ادب
خوب سمجھے ہے صنم بیہوش اور ہشیار کو

---

[1] یہ غزل بہت کرم خوردہ ہے۔

Marfat.com

کامیاب اُس کے ( ) (۲۰۶) ( ) جسے ہے بے ادب سے ہو
دشمنی تو ہو ( ) ( ) بھی کسی سبب سے ہو
جیوں چراغ سحر ( ) ( ) جو تیرا منتظر کہ شب سے ہو
بوالہوس عشق میں نہ ہو جاتا ( ) مجھ سے ہوا تو سب سے ہو
جی خوش ہوتا ہے جتنا غم سے تیرے نہ کسی عیش نہ طرب سے ہو
رشک آئینہ نہ ہو کس طرح لاگ جس دل کو اب حلب سے ہو

نقد مقصود ہات آئے دل
دست بردار اگر طلب سے ہو[1]

دشمن کی بھی نظر متوجہ ادھر نہ ہو (۲۰۷) جب تک تو مہربان میرے حال پر نہ ہو
مشاطہ میں منہ اپنا دیکھاؤں نہ پھر کبھی حیران آئینہ جو ادھر دیکھ کر نہ ہو
دیکھے نہ آنکھ اُٹھا کے بھی مہتاب کی طرف تیرا گدائے حسن کبھی در بدر نہ ہو
قاتل ہم اپنی داد کو پہنچیں نہ زینہار جب تک کہ آستیں تیری لہو تر نہ ہو
چھانے گلی میں خاک تیری بوالہوس ہزار ہم سے خرابے یوں[2] میں کبھی سر بسر نہ ہو
مارسیہ نہ ہو تیری زلفوں کے دد بدو عارض کے سامنے تیرے شمس و قمر نہ ہو

کیجئے اگر گلا دل خود رفتہ کا عبث
کس کی خبر ہے وہ جسے اپنی خبر نہ ہو[3]

---

[1] غزل بہت کرم خوردہ ہے۔ [3] نہ ہو گا مبتدا سہواً نہیں لکھ گیا ہے
[2] "خرابے یوں" = خرابیوں

Marfat.com

مری خاک تک (آپ آ دیکھئے تو) (۲۰۸) (ذرا دامن اپنا) لٹا دیکھئے تو
ہماری وفا اور اوس کی جفا (ہے) (اب آپس میں ہوتا ہے) کیا دیکھئے تو
وہ نکلے نہ نکلے پہ بہر تسلّی (ٹک ایک حلقۂ در ہلا) دیکھئے تو
جو مانگے گیں بوسہ تو مت دیجئے گا ایدھر از برائے خدا دیکھئے تو
دل اس آستانے پہ ٹکرا کے سر کو
نصیب اپنے ٹک آزما دیکھئے تو ۵

ان دونوں کا جوہر تو نمودار تبھی ہو (۲۰۹) جب دل بھی ہو اور سامنے شیشہ جلی ہو
میں تو نہیں آنے کا مگر تو ہی گھر آئے سوگند تیری جان کی اب صلح بھی ہو
نہ وصل کی شادی ہے ہمیں نہ غم دوری کی جب دل سے ملے ہیں تو ملاقات کبھی ہو
گذری ہے جو کچھ مجھ پہ تیرے عشق میں اب تک لے مجھ سے قسم تو جو کسی سے بھی کہی ہو
تب جانے بہ یہہ[۲] قدر وفا اور مروت ان سنگ دلوں نے جو کسی سے کبھی کی ہو
حاضر ہوں میں سننے کو تیری گالیاں پیارے ابھی[۱] مجھے دیجئے اگر آگے کبھی دی ہو
سمجھ تو وہی سمجھے تیرے داغ کا جلنا
دل شمع صفت جس کے یہاں سر سے لگی ہو ۷

★

۱؎ اب بھی ۲؎ تب جانے ۔ تب جانیں

Marfat.com

(۲۱۰)

قاتل جو سر قتل ہے تو مار کسی کو — نہیں ہات سے دے ڈال یہ تلوار کسی کو
ہے خشک میرا ہات ( ) کرتا ہے عبث کیوں تو گنہگار کسی کو
ان روزوں کھینچے رہتے ہیں ہر ایک سے ظالم — ماریں گے تیرے ابروئے خمدار کسی کو
خلوت ہے اور آئینہ ہے ( ) بنا دے نہ طرحدار کسی کو
کہہ تو ہی بھلا عشق کہ زلفوں میں بتوں کے — دیکھا کوئی ہم سا بھی گرفتار کسی کو
بیتابیٔ دل سے میرے ہوتا ہے یہ معلوم — مارے گا تیرا وعدہ و اقرار کسی کو
دشمن کی بھی خاطر ہی رکھی ہوئے گی میں نے — پہنچا نہ میرے ہات سے آزار کسی کو
دے خاک ثمر نخل جو شعلہ کا ہو سرکش — پھلتے کبھی دیکھا نہیں پندار کسی کو

وحشت زدہ دل نے جو گریبان کو پھاڑا
ایک تار کسی کو دیا ایک تار کسی کو

(۲۱۱)

گو چشم انتظار میں تیرے سفید ہو — پر یہ نہ ہو کہ وصل سے دل نا امید ہو
گر ٹک ہلال ابروئے دلدار دیکھئے — شام سیاہ ہجر ابھی صبح عید ہو
گر سامنے سے اپنے سرک جائے ٹک دوئی — ہر سنگ و خشت میں تیرے جلوے کی دید ہو
آتا تو ہے خوش و خرم خدا کرے — قاصد کے ہات میں میرے خط کی رسید ہو

نالے سے دل کے مجکو اذیت ہے رات دن
قاتل تیری گلی میں کہیں یہ شہید ہو

★

Marfat.com

دیکھتے ہی جل گئے اہل گلستاں غنچہ کو (۲۱۲) ( ) جب کیا کوئے گریباں غنچہ کو
غیر آہ سرد میرا دل گرفتہ وا نہ ہو ( ) سرد کرتے ہیں پریشاں غنچہ کو
وا کیا بند قبا کو جب سے نرگس چشم نے تب سے پھر دیکھا نہ خنداں غنچہ کو
آج صبح اس مسکرانے نے تیرے اے غنچہ لب کر دیا گلشن میں جیوں آئینہ حیراں غنچہ کو
سیر کی یک عمر باغ دہر پر آشوب کی
پر کبھی ہوتے نہ دیکھا دل نے خنداں غنچہ کو

(۲۱۳)

دیوانا ہون مین کیا نسبت ہے عقل و ہوش سے مجکو
نہ سمجھے کوئی دنیادار چشم و گوش سے مجکو
نہ بھوے گی کبھی دل سے میرے روز قیامت تک
تِت اوٹھ کر گالیان کھانی لب نیوش سے مجکو
نہان رکھتا ہون نت سینے مین اپنے عشق کی آتش
یہ بات اب ہاتھ آگے ہے[1] چلم سرپوش سے مجکو
دل بیمار کو طاقت کہان بار تعلق کی
سبک دوشی گرانامت تو اپنے دوش سے مجکو

---

[1] "اب ہاتھ آگے ہے"
اب ہاتھ آئی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ردیف (ہ)

شادی سے لب زخم دل افگار ہمیشہ (۲۱۴) خنداں ہی رہا جیون لب سوفار ہمیشہ
اس دل کو رہ عشق مین مانند جرس کے نالون ہی سے رہتا ہے سروکار ہمیشہ
تقصیر طبیبون کی نہین زخم پہ میرے چھڑکے ہے نمک مرہم زنگار ہمیشہ
دو گرمئی بازار نہیں عشق کی تسپر پھر جاتے ہین اس دل کے خریدار ہمیشہ
ہر جام مین مستون کے ترقی ہے ( ) ( ) خانۂ خمار ہمیشہ
ہے منعقل اس عشق مین[1] ( ) بکتا پھرتا ہے کوچہ و بازار ہمیشہ
دن رات ( ) جانسوز ہے صبر میری وضع سے بیزار ہمیشہ
دل۔ میر سے جا پوچھ یہ دو ستور زمین ہے
پیدا ہو جہاں گل کی جگہ خار ہمیشہ

ہوا ہے اشک سے میرے یہ نامہ آب زدہ (۲۱۵) ذرا تو صبر کر اے قاصد شتاب زدہ
مغان بلندئ ہمت سے تیری دور نہین رہون مین صبح قیامت تلک شراب زدہ
یہ طرفہ ہے کہ زیادہ ہوئی گرفتاری کھلی ہے جب سے تیری زلف پیچ تاب زدہ
مگر ہوا ہے میرے آفتاب رُو سے دوچار کہ رنگ آئینہ ہے رنگ آفتاب زدہ
کہے پیام دل اوسے[2] صبائے نامحرم ۵ تو دے جواب اوسے زیر لب حجاب زدہ

---

[1] "ہے منزل اس عشق مین" (ناموزون) ہے منفعل ؟
[2] "پیام دل اوسے" : پیام دل اس سے - عدہ کا چھوٹا ہے -

Marfat.com

(۲۱۶)

فکرِ دنیا ہے سرِ دکار دلِ بیہودہ
دل وہی ہے کہ تعلق سے نہ ہو آلودہ
پہنچے منزلِ مقصود کو امکان نہیں
تا رہِ عشق میں ہوئے نہ قدم فرسودہ
ہے تمنا کہ لب زخم میرا یار دگر
"قاتلِ آب دمِ شمشیر سے ہو آلودہ
ہات دھو بیٹھے ہم اے عمرِ گذشتہ تجھ سے
کب مسافر کو ہے درپیش رہِ پیمودہ
ہم ہو کے جہاں میں آفریدہ (۲۱۷) دیکھا وہاں جو کچھ تھا ناشنیدہ[1]
آئے ہیں جہاں میں جیسے تنہا جائیں گے یہاں سے بھی جریدہ
مضطر ہے برنگ شعلہ ہر دم پہلو میں دلِ الم رسیدہ
دنیا کا اسیر ہے ایک عالم وارستہ رہیں ہیں چیدہ چیدہ
جیتا ہی نہ چھوڑے گی شبِ ہجر تا صبح وصال ہو..... دمیدہ
اس قافیہ میں غزل تو کیا دل
"چاہوں تو کہوں کوئی قصیدہ

---

[1] "دیکھا وہاں جو کچھ تھا ناشیدہ" = سنتے رہے جو تھا ناشنیدہ (؟)

Marfat.com

دل بھرے ہے اشک سے تو آستیں کیا فائدہ (۲۱۸) کچھ اثر رونے میں ہو تو رو نہیں کیا فائدہ
وصل میں ہم یار سے کر لیں گے شکوہ ہجر کا اب جو کہئے ہم کہیں ہیں[1] دو کہیں کیا فائدہ
تم نے پی ہو یا نہ پی ہو مے کبھی پر آج ہم بن پلائے چھوڑنے کے ہیں نہیں کیا فائدہ

قاتل ایک تیری نگاہ لطف ہی بس ہے اوسے
باندھنا دل پر تجھے شمشیر کین کیا فائدہ

ردیف (ی)

مرنے تلک اسی کی رہی آرزو مجھے (۲۱۹) اہل دغا ملا نہ کوئی خوبرو مجھے
غیروں کی تہمتوں سے ہیں ڈرتا ہوں تیرے پاس بیٹھوں کبھی نہ ہیں جو بٹھائے بھی تو مجھے
رستے میں دار عشق کے دیکھا تو جوں جرس تھوڑے دنوں میں ہو گئی نالوں سے خو مجھے
کوئی روز رستخیز نہ کہتا شہید عشق دیتی نہ تیری تیغ اگر آبرو مجھے
بسمل نمط جو تڑپتا ہوں زیر تیغ دیکھے ہے چشم گرم سے وہ تند خو مجھے
حاضر ہوں بیٹھنے کو تیرے پاس اے مغاں لیکن ذرا دیکھا تو لے جام و سبو مجھے

رکھتا ہے اوس کے لب سے تمنائے بوسہ دل
مارے گی ایک دن یہ میری آرزو مجھے

---

[1] "ہم کہیں ہیں وہ کہیں" = یعنی جدائی ہے۔

Marfat.com

عشق ہیں اوس غنچہ لب کے جب سے دیوانے ہوئے (۲۲۰) دل سخن تو یک طرف مضمون بیگانے ہوئے
یار سچ کہہ صید کس کے دل کا ہے منظور صبح اس تکلف سے جو شب کو زلف میں شانے ہوئے
غیر کو تو در پہ تیرے پوچھتا کوئی نہیں رو کے جاتے ہیں ہمیں بس جانے پہچانے ہوئے
کاش دل پھنستا نہ پھر تا ہوئے کیا مشکل ہوئی تار تار اس زلف کے اب تجکو سلجھانے ہوئے
کچھ ٹھکانا کافر کا ہے مملکت میں عشق کے مسجدیں دھا دھا کے یہاں (تعمیر) بتخانے ہوئے
توبہ مئے جب سے کی اوس ساقی بدمست نے گھر بنے شیخوں کے اور ویران میخانے ہوئے

دل قضا کے ہاتھ سے بچتا نظر آتا نہیں
ہر مژہ اوس ترک کے ہیں برچھیاں تانے ہوئے

یکتا ہیں میرے دیدۂ گریان کے موتی (۲۲۱) لیتی ہے اٹھا خلق جسے جان کے موتی
مشہور تیرا حسن انھیں اور بھی کرتا گر شمس و قمر ہوتے تیرے کان کے موتی
آغوش میں ( ) بکھرے ہیں تر زلف پریشان کے موتی
ہم سے کسی بیکس کی اگر خاک پہ لوٹیں ( ) تیری پستان کے موتی

یہ فکر کے درّہ[1] ہی کا اعجاز ہے اے دل
پہنچے نہ سخن کو میرے عمان کے موتی

---

[1] درّہ : مروارید کلاں در لغت عرب - غیاث اللغات (ص ۲۰۷)

Marfat.com

مجکو خیال زلف گرہ گیر شرط ہے (۲۲۲) سودائیوں کے واسطے زنجیر شرط ہے
ہوتا ہے انتقام طلب خون بے گناہ قاتل ہمارے قتل کو تقصیر شرط ہے
ہے مقتضائے عقل کہ تدبیر کیجئے گو یہاں ہر ایک کام میں تقدیر شرط ہے
ظالم .... نہ تا کوئی مقتول نیم جاں قاتل کو آب داری شمشیر شرط ہے
(دگر نہ داں)
۵ غم دیدگان کی آہ کو تاثیر شرط ہے

(۲۲۳)

قاتل نگاہ گرم بس ایک بار چاہیئے
میرے لئے نہ تیر نہ تردار چاہیئے
تم میں تو ایک بوسہ کی ہمت نہیں میان
لینے کو میرے دل کے خریدار چاہیئے
عاشق کو اپنی خانہ خرابی کے واسطے
ایک برق آہ دیدۂ خون بار چاہیئے
ہرگز نہ پیش جائے رقیبوں کی دشمنی
ہم سے مزاج یار کا ہموار چاہیئے
دل تو ہنوز منتظر تیغ یار ہے
۵ عاشق تو اپنی جان پہ مختار چاہیئے

Marfat.com

ہمارے عشق کی غیرت ان آنکھوں کو اگر ہوئے (۲۲۴) نہ ہوں شرمندۂ گریہ بلا سے (خون جگر

کبوتر نامہ بر ہو یا صبا پیغام بر ہو جائے ہمارا کام آخر ہے اوسے جب تک خبر

یہ قطرا اشک کا ایسا ہے خوں آلودہ مژگاں پر کہ جیسے شاخ ہو مرجان کی اور موتی ثمر اسکے

اگر برباد ہو نامہ بدی قسمت کی ہے ورنہ کہان قاصد کہ اس باد صبا سے معتبر ہو

ہماری خواریون سے ہو شکوہ حسن روز افزوں تجھے ہے فایدہ جس مین کہ عاشق کا ضرر ہو

یہ نقد جان تو حاضر ہے وفا تو دیکھ لین پہلے بغیر از جنس کے دیکھے نہ سودا پختہ تر ہو

تعجب کیا تیرے کوچے میں اپنی ہاضطرابی سے قدم سے دو قدم نقش قدم گر پیشتر ہو

نشان کیا پوچھتی پھرتی ہے تو اور دن سے ویرانی گھر اپنا ہے وہی جو بے نشان بام و در ہو

جو سر گرانیان میری پسند خاطر اوس کی ہو تو ہوں منت کش گردون کہ اپنا راہبر ہو

دل پر درد کی خاطر تو کیجئے ساز نالون سے ۱۰ پہ مطعون خلایق کون یہان اپھر عمر بھر ہو

گلی مین تیری کچھ تو کر جائینگے (۲۲۵) نہ کچھ چل سکے گا تو مر جائینگے

قیامت ہے ظالم تیرا بار بار یہ گھبرا کے کہنا کہ گھر جائینگے

نہ کر اے دم سرد افشائے راز کہ ہم جی سے اوس کے اتر جائینگے

بٹھایا ضعیفی نے جوں نقش پا تیرے در کو چھوڑ اب کدھر جائینگے

گلی سے تیری یون تو جاتے نہین تجھے دیکھ کر ایک نظر جائینگے

ہمین بھی تو ہے گرد اڑنے کا ڈر ۶ گلی مین تیری چشم تر جائینگے

Marfat.com

مسکن و ماوا سبک دوشوں کو کیا درکار ہے (۲۲۶) جس جگہ لگ جائے جی اپنا وہی گھر بار ہے

سانس بھی لینے نہیں دیتی مجھے دل کی طپش
تس پہ دمبدم یہ آہ آتش بار ہے

آہ تیغ اس کی ہم اپنے خون سے افشاں کریں
اور خوشا مرے کہیں اغیار جوہر دار ہے

آہ کی آواز آتی ہے ہمارے کان میں
عشق کا مارا پڑوس اپنے کوئی بیمار ہے

پوچھتے کیا ہو ہمارے شیخ شملہ دار کو
اور تو تعریف کیا کیجے خرد دار ہے

باڑھ رکھوائی ہے تردار دں پہ معشوقوں نے
عاشقوں کا آبکے ہی کھیوے میں بیڑا پار ہے

مطلوب دنیا نہ مقصود دین ہے (۲۲۷) تیری بے نیازی پہ دل آفرین ہے

اتنے دنوں سے رکھ کر امیدوار تو نے (۲۲۸) آخر دیا جواب ہے اے انتظار تو نے

خنچہ کو میرے دل کی پژمردگی وہی ہے
کچھ فایدہ نہ بخشا باد بہار تو نے

یچ کہیو تیشۂ غم کن کاکلوں کی خاطر
دل کو میرے تراشا ہے شانہ وار تو نے

باقی ہے ایک مرنا فرقت میں ورنہ ہم کو
کیا کیا نہیں دکھایا اے (میرے یار) تو نے

ون تیغ کیا نہ کرتی سیراب تشنگان کو
جو سان پر چڑھا کر کی آبدار تو نے

) نے دیکھا کا ہے کو ماہ نو سے
جو کچھ کجی کہ ہم سے کی روزگار تو نے

جیسی ہی کی تھی دنیا میں دل شراب نوشی
ویسا ہی عاقبت میر کھینچا خمار تو نے

شہ فرد

Marfat.com

اے دود آہ کہیو اس ابر بہار سے (۲۲۹) تو ہو سیاہ مست مردن میں خمار سے
آوارگی عشق نے مانند طفل اشک مجکو گرا دیا نظر اعتبار سے
بس ناوک نگاہ کو اپنے تو منع کر فتراک ٹوٹ جائے گی بار شکار سے
جیتے رہے تو اپنی سینہ بختیوں کا ہم لیوین گے انتقام کبھی روزگار سے
جو ( ) ہیں رہتے ہیں آتش میں رات دن کیا ( ) ہو گیا میرے ( ) کو خار سے
اتنے نہیں گناہ جو آویں شمار میں خطرا نہیں ہے کچھ مجھے روز شمار سے
کہتے نہ تھے وفا نہیں نبھنے کی تجھ سے یار آخر کو پھر گیا نہ تو اپنے قرار سے
دل دو بدو ہو تیغ جفا کار یار سے ۸ مہلت طلب نہ کیجیو تو روزگار سے

(۲۳۰)

یار تیرا خیال کیسا دھر سے یہ دل اور آئینہ برابر ہے
اپنی آنکھوں میں فقر کی دولت مسند و بوریا برابر ہے
سود کیا شکوۂ توانائی ہم ضعیفوں سے غم کہیں ور ہے
چین بہ ابرو جو ہم سے رہتے ہو وجہ بھی کچھ غریب پرور ہے
نامہ بر جا تو کیوں ہچکتا ہے جو کچھ آفت ہے سو تو ہم پر ہے
مہربان یار جا ہیئے سو ہے اور بگڑا کوئی تو کیا ڈر ہے
صورت آب ہے سر شک دلے بوند ہر ایک اس کی اخگر ہے
گو کہ ظاہر میں آدمی ہے شیخ فی الحقیقت جو دیکھیے خر ہے
دل جو ملتے نہیں کسی سے ہم ۹ لوگ کہتے ہیں کیمیا گر ہے

Marfat.com

پانو کھینچے جس نے فرش عالم اسباب سے (۲۳۱) بوریا بہتر ہے اوس کو مسند و سنجاب سے
تیرے عارض کے کمیں میں خال خط میں ہے چھپا (دلو[1]) کو نت خوف رہتا ہے شب مہتاب سے
کب تجرد پیشہ ہو محتاج بیداریٔ بخت خانۂ خالی کو ڈر کیا پاسباں کے خواب سے
گرد آنسو بیچ میں خالی (سفیدی) کی جگہ کم نہیں چشم تر اپنی دیدۂ گرداب سے
میکشی کے واسطے فال مبارک ہے تجھے محتسب کہتا ہے منھ دھو رکھو شراب ناب سے
بے قراری جب نہ تب ہوتی ہے دامن گیر صبر دور رہے یہ پوچ حرکت عشق کے آداب سے
اب تلک غفلت نے دھوکے میں رکھا تھا ہمکو یہاں خواب سا آیا نظر سب کچھ جو جاگے خواب سے

(۲۳۲)

جب تلک ہستی ہے تب تک یہاں دوئی کو راہ ہے نیستی جب آگئی پھر اللہ ہی اللہ ہے
بستر راحت ہے طفل اشک کا دامن مرا نالۂ شب گیر کا کوچا ترا خوش گاہ ہے
وہ زمانا مجنوں اور فرہاد کا جاتا رہا عشق میں اب درد در بندۂ درگاہ ہے
کب تلک اس سے بکا کیجے دیوانے کی طرح زلف کا، دس کے فسانا طول شب کوتاہ ہے
جس سے جلتا ہو ایک عالم درد ہوں اٹھتا نہ ہو یہ صفت جس آگ میں ہو وہ ہماری آہ ہے
خار گلشن کا بھی کھٹکے بلبلوں کی آنکھ میں ایک نگر ہم سے برہنہ پا کے خاطر خواہ ہے
دل ذرا بزم سخن سنجان میں تو واقع تو ہو پھر ترے ہر مصرع موزوں پہ واہ ہی واہ ہے

---

[1] بیت (۲)، دلو (کرم خوردہ و مشکوک)
——— غیاث اللغات ص (۲۱۴)
دلو بمعنی ظرفے کہ بداں آب از چاہ کشند
و نام برج نہم کہ وبال آفتاب در آن ست "

Marfat.com

داغ آشفتہ مت کر شیخ لاف پارسائی سے (۲۳۳) نہ چھیڑ اس وقت میں بیزار ہوں ساری خدائی سے

تیرے جو چاہنے والے ہوں پامال جفا ہی ہوں
جو یہ سچ ہے تو باز آئے ہم ایسی آشنائی سے

کیا وارستگی نے بے نیاز اب ہرزہ گردی سے
لگی یہ سلطنت ہاتھ اپنے اوس در کی گدائی سے

(پڑھے ہے زاہد) ہر دم بتوں کے آستانہ پر
... یہ سر کا ٹکرانا تمھاری جبہہ سائی سے

عبث جاتا ہے تو اوس کی گلی میں دوڑ دوڑے دل
تجھے بھی شوق ہے کچھ اپنے طالع آزمائی سے

عاشق ہو تم پہ سنگ دلاں کیا کرے کوئی (۲۳۴) خواہی نخواہی آپ کو رسوا کرے کوئی

ہر چند بد معاملہ اتنا نہیں ولے
دل لے کے پھر نہ دے تو ترا کیا کرے کوئی

یہاں ایک بے خودی ہے سو کرتی ہے کام تلخ
کس طرح زہر مرگ گوارا کرے کوئی

ایک آستانہ بوس سو وہ بھی نہیں نصیب
روز اٹھ کے کس امید پہ آیا کرے کوئی

دل دے کے پھیر اوس لبِ میگوں سے بوسہ کا
کس کی مجال ہے کہ تقاضا کرے کوئی

اکتا کے صبر نے بھی کہا مجھ سے کب تلک
بیتاب دل کو تیرے سنبھالا کرے کوئی

★

Marfat.com

پہرا لباس ہستی کا صبح ہوش سے (۲۳۵) ہستی کا دلق دور کیا اپنے دوش سے

زاہد ہمارے سامنے کیا پیش رفت ہو — یہ باتیں کر ریا کی کسی خود فروش سے
محفل میں اہل دل کی جو دیکھا لو[1] شمع کو — ہے فخر دود مان زبان خموش سے
ہے جی میں چھوڑ دوں میں شراب و کباب کو — کھٹے ہوئے ہیں دانت مرے نائی و نوش سے
جی میں ہے عارفانہ نہ بولوں میں زینہار — پر بس نہیں چلے ہے میرا دل کے جوش سے

ناطق کو ہے ضرور کہ ہووے غزل سرا
دل ورنہ فرق کیا ہے زبان اور گوش سے

۶

(۲۳۶)

تیغ نگاہ یار جو عشاق پر چلے — بہر شگون پہلے مجھے مار کر چلے
صیاد از برائے خدا جلد لے خبر — یہ صید بے گناہ کوئی دم میں مر چلے
ہرگز طریق عشق میں خطرا نہ کیجئے — کوئی راہزن کی چال کوئی راہبر چلے
کس دوست آشنا کو نہیں جانتے ہیں ہم — پیارے فریب دے کے ہمیں تم کدھر چلے

خانہ خراب تو نے کیا دل غریب کا
نادان ہو جو گھر میں ترے چشم تر چلے

۵

★

---

[1] دیکھا لو، دیکھا ہے — خسہ دہرا ۔ پہنا

Marfat.com

(۲۳۷)

ترے در تک جو پہنچا یا تو اپنے زور بازو نے
نہیں غیروں کو کردی تھی اشارت تیرے ابرو نے

جنوں ہر کوچہ و بازار میں تو نے پھرا مجکو
تیری تقصیر کیا کی تھی کہ یوں رسوا کیا تو نے

شتابی اس قدر کی تیغ ابرو نے تیری قاتل
دعا دینے کی بھی فرصت نہ پائی اس دعاگو نے

شب فرقت میں تیری شعلہ رو ہر تار دامن کو
کیا ہے شمع کا رشتہ ہمارے گرم آنسو نے

لگا دیوانہ وار اب دل پریشان گویاں کرنے
دماغ آشفتہ اوس کا کر دیا ہے زلف کی کو نے

تیری گالی سنے اور چپ یہ دل زار رہے (۲۳۸) یار اس طرح سے کب تک کوئی من مار رہے

کیا تیری آنکھ میں جادو ہی بھرا تھا کہ جسے
ایک دن دیکھ کر اتنے دنوں بیمار رہے

یہاں تو کھینچی نہ کبھی ہم نے کسی کی منت
(بلکہ یکسر) زمانہ ہی کو درکار رہے

اسی دنیا کی نظر کھا گئی یک عالم کو
صاحب ہوش کو لازم ہے کہ ہشیار رہے

میرے مقتل[1] پہ کوئی غیر نہ آئے قاتل
یا تیری تیغ رہے یا یہ گنہگار رہے

---

[1] تیرے مقتل ۔ میرے مقتل

Marfat.com

تھے تو مشتاق یہاں کے آنے کے (۲۳۹) آ کے چومے قدم زمانے کے
بار خاطر ترے تو کیا اب ہم سنگ سینہ ہیں آستانے کے
دل صد چاک کی بدولت ہم ہو گئے ہیں حریف شانے کے
پہنچی نوبت پیام کی سمجھا ہم تلک تم نہیں اب آنے کے
کی ہے توباہ[1] بے وفا اب ہم
جی کسی سے نہیں لگانے کے

(۲۴۰)

عالم نے کیا خوش دل ناکام کو اپنے
ہم جھیکتے ہی رہ گئے ایام کو اپنے
شب واعظ شہر آ جو گیا بزم میں۔ ڈر سے
دامن میں چھپایا مئے گلفام کو اپنے
کچھ دور نہیں کاکل مشکین سے تیرے
گر ربط ہو اس بخت سیہ فام کو اپنے
خار مژہ سرسبز ہوئے اشک سے میرے
افسوس کہ دیکھا نہ گل اندام کو اپنے
رسوائے خلائق تو کیا عشق نے تیرے
کس کس سے چھپایا کرے دل نام کو اپنے

---

[1] توباہ ، (توبہ کہ)

Marfat.com

گالی بھی کھائیاں تیرے کوچہ میں یار بھی (۲۴۱) پر تو نے میری داد[1] نہ دی ایک بار بھی
آخر تمھاری زلف کو شانہ کے ہاتھ میں میری طرح نہ دیکھ سکا روزگار بھی
ساقی نہ ہووے یار اگر اپنی بزم میں دے چاشنی زہر مئے خوشگوار بھی
کرتا تو ہے اسیر دل بے قرار کو ٹوٹیں گے یار زلف پریشاں کے تار بھی
گر چشم تر سے سمجھیں گے عاشق نہ اہل حشر موجود ہے بغل میں دل داغ دار بھی

یہ عشق وہ ہے جس میں خرد کی طرف سے دلؔ
ناداں بھی آنکھ موند لے اور ہوشیار بھی

جہاں میں گردش دوراں سے ایمن کوئی کم ہے (۲۴۲) پریشانی میری اور اس کی زلفوں کی برابر ہے
دل پُر داغ میرا دیکھ کر یک خلق کہتی ہے کسی بیدرد کے جور و تعدی کا یہ مظہر ہے
شراب بے خودی اس عشق میں لے[2] گئی دل کو پکارا ہی کئے ہر چند ہم اے عقل کیدھر ہے
ہمارے قتل میں کچھ فایدہ اٹکل لیا ہوگا کہ یہ تیغ آزمائی یار کی موقوف ہم پر ہے

گلی میں یار کی لازم ہے تسلیم و رضا اے دلؔ
کوئی فریاد سے ٹلتی ہے وہ جو کچھ مقدر ہے

---

[1] واہ : (داد) [2] لے گئی۔ (کیا لے گئی)

Marfat.com

پھر وفا کو ان بتوں کے آزمایا چاہیئے (۲۴۳) کعبۂ دل ڈھا کے بُت خانا بنایا چاہیئے

کچھ تو اے زلفِ سیہ تسخیر کا دل کی فسوں — گوشۂ ابرو کو بھی اوس کے سکھایا چاہیئے

تا سراغ اپنا نہ پائیں غیر کوئے یار میں — جبہ سائی کر کے نقشِ پا مٹایا چاہیئے

دستگیری کر میری آکر شتابی سے اجل — اس عذابِ ہجر سے مجکو چھڑایا چاہیئے

قبلۂ امید ہے اور کعبۂ مقصود ہے — آستانے پر بتوں کے سر جھکایا چاہیئے

ساغر و مینا سے تو سیری نظر آتی نہیں — مے پرستو خم ہی میں اب منھ لگایا چاہیئے

شعر تیرے دل اگر سنتا نہیں وہ کیا ہوا
داستانِ درد ہے پھر پھر سنایا چاہیئے

در تک تو بے وفا کے دل ایک بار جایئے (۲۴۴) اپنے نصیب کو بھی ذرا آزمایئے

رخصت دے ٹک بھی[1] (مجھکو) یہ غیرت تو جی میں ہے — بوسہ پھر اُس سے مانگیئے اور گالی کھایئے

ہستی کی یہاں ثبات کا عرصہ ہی تنگ ہے ۳ اہلِ زمانہ کس لئے منت اُٹھایئے

وہ اپنی جفاکاری اور ناز و ادا جانے (۲۴۵) جو ہم پہ گذرتی ہے سو اوس کی بلا جانے

سوگند کھلانے کو تو ہم نے کھلا لی ہے — آئے گا نہ آئے گا یہ بات خدا جانے

اس حد سے زمانہ کا شکوا نہیں ہم کرتے ۳ تا (وہ نہ کہیں) سن کر اپنا ہی گلا جانے

---

[1] ٹک بھی یہ = ٹک بھی (مجکو) یہ

Marfat.com

غیر ہم سے بگڑ کے کیا لیں گے (۲۴۶) بیش ازیں نیست مار ڈالیں گے

کبھی بوسہ بھی دیں گے شیریں لب — یا مجھے باتوں ہی میں ٹالیں گے
خوب غیروں کی بھی خوش آمد کر — بخت تجکو بھی آزمالیں گے
مر گئے کوچۂ بتاں میں تو کیا — ٹھوکروں سے مجھے جلالیں گے
پوچھئے کیا بتانِ عہد شکن — بحث[1] کر بات کو ہٹالیں گے[2]

کیا ہوا میرے اوس کے بگڑی دل
زندگی ہے تو پھر بنالیں گے[3]

جز درد دل جبہہ سائی خوش نہیں آتی مجھے (۲۴۷) اور کسے در کے گدائی خوش نہیں آتی مجھے

جسم سے گر جان جدا ہوئے تو کب ہے ناگوار — یک نگر تیری جدائی خوش نہیں آتی مجھے
راستی یہ ہے ترے زنگار خط کے روبرو — آئینہ کی خود نمائی خوش نہیں آتی مجھے
کعبۂ دل تا نہ ہو مسجود اپنا لطف کیا — بندگی کرنی ریائی خوش نہیں آتی مجھے
تیرے عمامہ سے کیا کم ہے مرے مے کا سبو — شیخ اتنی خود ستائی خوش نہیں آتی مجھے
جان شیریں کو مری ٹھوکر لگا بولا وہ شوخ — ایسی پھیکی رونمائی خوش نہیں آتی مجھے

عیب جو اپنا جو کوئی ہو دل سراپا دوست ہے
دوست سے اپنی برائی خوش نہیں آتی مجھے

---

[1] بخت کر : (بحث کر)
[2] ہٹالیں گے : بنالیں گے ؟
[3] بنالیں گے : منالیں گے ؟

Marfat.com

(۲۴۸)

اس دل کو فسردہ کوئی بیدرد نہ سمجھے — عاشق کا دم سرد دم سرد نہ سمجھے
منھ پھیر لے ہم سے کوئی منعم تو عجب کیا — جوہر کو جوان مرد کے نامرد نہ سمجھے
خوبان جہاں مرتے ہیں رنگت پہ طلا کی — افسوس کہ وہ قدر رخ زرد نہ سمجھے
گو خاک ہوئے ہم تیرے کوچے میں تو کیا سود — تب جانے کہ دامان تیرا گرد نہ سمجھے

جو مدرسۂ عشق میں بیٹھا ہی نہ ہو دل
کیا درد اگر وہ سخن درد نہ سمجھے

(۲۴۹)

غلط ہے یہ کہ مجھے تیغ یار فرصت دے — ہزار زندگیٔ مستعار فرصت دے
میرے نصیب کو ہووے نصیب شادیٔ مرگ — جو تک مجھے یہ غم روزگار فرصت دے
بس ایک بار ہی قاتل نے دید کی فرصت — پھیل نہیں کہ تجھے بار بار فرصت دے
نکالیں حسرت وصل اپنی دیدۂ نگراں — کوئی دم اور اگر تیغ یار فرصت دے
مدد طلب کروں نالہ سے رفع غم کیلئے — اگر مجھے یہ دل بے قرار فرصت دے

وصال کا متوقع تو تب رہے یہ دل
کہ جب اسے یہ تیرا انتظار فرصت دے

لہ "پھیل نہیں" ۔ خارج از بحر (ناشر)

Marfat.com

رو برو نائی[1] تیرے نوبت کبھو آئینہ کی (۲۵۰) جی کی جی ہی میں رہی سب آرزو آئینہ کی
گردِ غم ہی صاف کر لیوے گی داغ دل مرا[2] منع ہے پانی سے کرنی شست و شو آئینہ کی
حُسن کا اوس کے بیاں تھا ساتھ اپنا بھی شکوہ ہم تو حیراں ہو گئے سن گفتگو آئینہ کی
سامنے ہوتے ہوئے آنسو ٹپکنے لگ گیا کھو ہی دی کمبخت[3] نے تیرے آبرو آئینہ کی
شیشۂ دل کو مرے سنگین دلوں نے توڑ توڑ باغ میں اپنے بنائی آب جو آئینہ کی
عشق نے تیرے مگر اوس کے بھی دل میں گھر کیا ہو گیا ہے زرد[4] صورت دیکھ تو آئینہ کی
عیب اپنی عیب جوئی کا نہ اوس کو سوجھتا تیری صورت گر نہ ہوتی عیب جو آئینہ کی
دل میں جس دن سے سمایا سادہ رویوں کا خیال آنکھ پر چڑھتی نہیں صورت کسو آئینہ کی

تیرے بن دیکھے ہوئے اس کو بھی چیں یک دم نہیں
میرے ہی دل کی طرح بگڑی ہے خو آئینہ کی ۹

تمھارے در پہ جو درباں نے آستین پکڑی (۲۵۱) برنگ نقشِ قدم ہم نے بھی زمین پکڑی
پھری نہ تیری گلی سے جواب خط لے کر اجل گرفتہ صبا بھی گئی کہیں پکڑی
نہ پیشتر یہ جفا تھی نہ یہ دل آزاری یہ تازہ خوئے بداب تو نے نازنیں پکڑی

ہزار بار توبا لیں سے ہو گیا دل کے
پہ خفتہ بخت نے چوری تیری نہیں پکڑی ۴

---

[1] رو برو نائی ؛ رو برو نہ آئی ۔
[2] داغ دل مزد ؛ داغ دل مرا
[3] بیت (۴) کا مصرع ثانی حاشیہ دیوان پر لکھا گیا ۔ یعنی کھو ہی دی کمبخت نے ۔ ۔ ۔ ۔
[4] بیت (۴) کا مصرع ثانی بیت (۶) کو دیا گیا ۔ یعنی ہو گیا ہے زرد ۔ ۔ ۔ ۔

Marfat.com

نالہ کے ہاتھ میں شفا تو ہے (۲۵۲) دردِ دل بارے رہ گیا تو ہے
اتنا دھمکا رہا ہے کیا اے چرخ تو نہ دے گا میرا خدا تو ہے
دیکھئے کیا جواب آتا ہے خط اوسے ہم نے بھی لکھا تو ہے
کب ملاتا تھا آنکھ ہم سے حسود[۲] تیری نظروں سے کچھ گرا تو ہے
آمد آمد چمن میں اوس کی ہزار اڑتی سی ہم نے بھی سنا تو ہے
دل میں صبر گریز پا میرا دیکھئے اب تلک رہا تو ہے

ڈھونڈھتی کیا ہے گھر میں دل کے حرص
فقر کی ایک بوریا تو ہے

جگر سے آہ آتش بار کیا طوفان نے نکلی (۲۵۳) دکھانے[۱] کو جسے یک خلق یہاں قرآن لے نکلی
نہ بخشا فائدا تیری تسلی اور دلاسے نے یہ کافر بے قراری دل کی آخر جان سے نکلی
نکل کر آنکھ سے صدقے ہوئی قاتل کے ہاتھوں کے نگاہ واپسیں جی کا میرے ارمان نے نکلی
نہ دیکھی گئی جگر کاوی میری جب آہ مشفق سے بغل میں یار تیرے تیر کا پیکان نے نکلی

عدم کے ملک میں بھی دل نہ تھا گر عشق کا چرچا
تو کیوں نرگس زمین سے دیدۂ حیران نے نکلی

---

[۱] دکھانے کو ..... قرآن "
بجھانے کو (آتش) ..... قرآن !
[۲] حسود : (عدو)

Marfat.com

آہ کے مصرعوں[1] کو ربط ایسا دل بیتاب دے (۲۵۴) چشم تر جس کے صلہ میں گوہر نایاب دے

اور تو کچھ چاہتے نہیں ہم خدائی سے تیری آفتاب جام دے تو اور شب مہتاب دے

داغ دل اس طرح پنہاں سینۂ سوزان میں ہے جس طرح اخگر کو خاکستر میں کوئی داب دے

تلخ کر ڈالے جو منہ میں ذائقہ کو عقل کے بے خودی ایسی کوئی مجکو شراب ناب دے

اور تو کیا ہے صبا یہ نقد جان کیجئے نیاز تو مجھے جس روز آکر مژدۂ احباب دے

تشنگی سے سوکھتے ہیں ہونٹھ میرے زخم کے خنجر قاتل خدا کے واسطے سیراب[2] دے

بحر دنیا سے کنارا کیجئے ہر چند دل
گردش افلاک تو بھی گردش گرداب ہے

اغیار نے تیرے سگ در باں سے راہ کی (۲۵۵) اب اپنی تو نہیں کوئی صورت نباہ کی

نرگس کی آنکھ میں بھی کرے کار توتیا دامن سے اس کے جھاڑیئے گر گرد راہ کی

ابرو کماں ہے تیر نگہ اور مژہ سناں کیا ترک سج بنی ہے میرے کج کلاہ کی

کیا جانے کوئے یار میں دل مر گیا کہ ہے
آتی تھی صبح صبح تک آواز آہ کی

---

[1] مصرعوں ۔ مصرعے [2] نہیں (نیچ)

[2] سیراب دے : تو آب دے

Marfat.com

اگر تیغ جفائے یار سے یہاں جی چھپائینگے (۲۵۶) قیامت میں وفا کو ہم منھ اپنا کیا دکھائینگے
دُعا میں دل شکستوں کی اثر کچھ ہے تو یہ حاسد ہمیں جیسا ستاتے ہیں خدا سے اپنے پائینگے
خس و خاشاک سمجھا آستین کو دیدۂ تر نے یہی رونا ہے ان کا تو یک عالم کو دبائینگے[1]
جو ٹک فرصت ملے اس آہ و نالہ سے تو اے گردوں تجھے یہ آہ و نالہ کا تماشہ ہم دکھائینگے
غنیمت ہے سمجھ اے دل ترا یہ زعم باطل ہے ۵ کہ پھر وہ روٹھ بیٹھے گا تو پھر اس کو منائینگے

جوں شمع جب کہ بزم جہاں میں نبڑ گئے (۲۵۷) کاہیدگیٔ عشق کی آنکھوں میں گڑ گئے
مرنے پہ بھی نہ دیکھ سکے بول اٹھے رقیب سرکار کی گلی میں یہ مقتول مڑ گئے
ان بے مروتوں سے کوئی لگ چلے ہے دل ۳ دیکھا نہ تو نے ہنستے ہی ہنستے بگڑ گئے

طوطی کی طرح سے جو زباں اپنی کھولئے (۲۵۸) غیر از فغان و آہ کسی سے نہ بولئے
بیتابیوں کو دل کی میرے دیکھ دیکھ کر کہتا ہے صبر میرے لیے زہر گھولئے
گندے تیرے گلی میں تو بدنامیوں کے ڈھب دل کی نمود داغ سب آنسو سے دھولئے

وہ بے وفا جو ہم سے نہ بولا تو آج دل
۴ اپنے بھی جی میں ہے کہ کبھی پھر نہ بولئے

---

[1] سیراب دے ، نوآب دے ۔
ڈبائیں گے ، ڈبائیں گے ۔

Marfat.com

آخر نہ بات آئی ملاقات یار کی (۲۵۹) تدبیر اپنے جانتے ہم نے ہزار کی
ہے سد راہ ہم سے ضعیفوں کو اپنا ضعف کیا احتیاج در پہ تیرے چوبدار کی
گلشن میں اس جہاں کے جب سے کھلی ہے آنکھ دیکھی نہ جز خزاں کبھی صورت بہار کی
مجنوں کی طرح سے دل شوریدہ حال کو
خوش آگئی ہے آب و ہوا کوہسار کی

(۲۶۰)

اٹھایا ہاتھ ہم نے دل سے دہائے[1] جسکا جی چاہے اب اس کعبہ کو بت خانہ بنائے جس کا جی چاہے
ہماری خاک تو آگے ہی بہہ گئی سیل گریہ سے خوش آمد سے تیرا دامن اٹھائے جس کا جی چاہے
مجھے اس در پہ تیری مہربانی کھینچ لائی ہے حسد سے دیکھ دیکھ اب منہ بنائے جس کا جی چاہے
میرا بیداد گر آیا ہے کہہ دو غنچہ و گل سے چمن میں گیرے کپڑے رنگائے جس کا جی چاہے
فلک سے کہکشاں کو مانگ لیں گے اے سیہ بختی خط تقدیر کو میرے مٹائے جس کا جی چاہے
برابر ہے گدا اور شاہ مجھ درویش کے آگے کروں تعظیم یکساں سب کی آئے جسکا جی چاہے
ہوا جب دلنشیں تیرے تو پھر اس دل کو محفل میں
لبان قافیہ پائیں بٹھائے جس کا جی چاہے

---

[1] دہائے = ڈھائے۔

Marfat.com

جب کہ گھبرا گئے خاموشی و تنہائی سے (۲۶۱) اپنے سایہ سے لگے بکنے کو سودائی سے
اور کی بات میرے کان کو بھلائے کیونکر جی تو محظوظ ہے اوس کی سخن آرائی سے
اپنی قسمت میں بھی ہو گی نگہِ دزدیدہ کب توقع تھی تیری چشم تماشائی سے

دل یہ دیوان پن[1] اپنا تو کسے نہیں بھاتا[2]
ایک وہ خوش نہیں اس وضع کے سودائی سے

(۲۶۲) نہ یہ پیری حساب عمر میں نہ وہ جوانی تھی کئی احباب تھے جن سے عبارت زندگانی تھی
نصیحت کو ادا کرتے ہیں ناصح کس کنایہ سے کہ چندے ہم نے بھی اوس کی گلی کی خاک چھانی تھی
نہ تھا یہ عشق جب تک معرضِ اسکی آنکھوں میں ادھر اس دل کا لگنا تھا ادھر دیدہ گمانی تھی
بگولا ہو کے اڑ گئی خاک میری اسکے کوچے سے مبارک ہو نہیں جن جن کی خاطر پر گرانی تھی
جو کچھ نازل ہوئی اہل چمن پر سر دبالا سے بیان کیا کیجئے بلبل یہ آفت آسمانی تھی

زہے طالع دل احوال پریشان اپنے مدت میں
سنا بھی اُن نے تو ایسا سنا گویا کہانی تھی

---

[1] دیوان پن .. دیوانہ پن [2] نہیں .. نہیں

Marfat.com

جانتے کیا تھے جوانی گئی اور پیر ہوئے (۲۶۳) آج ہم دیکھ منہ آئینے میں دلگیر ہوئے

چاہتی ہے کہ مجھے قید کرے زلف اوس کی
رخصت اے عقل کہ شایستۂ زنجیر ہوئے

دن پھرے سے نظر آتے ہیں سیہ دنوں کے
نالۂ صبح میرے صاحب تاثیر ہوئے

تیری فرقت میں نہیں تیغ اجل کے محتاج
آہ و نالہ ہی میرے میرے لیے تیر ہوئے

سہو سے ہاتھ لگا بیٹھے تیری زلفوں کو
للہ الحمد کہ پھر مورد تقصیر ہوئے

کس کے لوہو کے پیاسے ہیں ترے تیر خدنگ
کہ ضیافت سے مرے دل کے یہ سیر ہوئے

کوچۂ عشق میں بیداد گروں کے اے دل
ایسے ہم کیا تھے گنہ گار کہ تشہیر ہوئے

ہر چند بادشاہ نہیں دل گدا تو ہے (۲۶۴) گو بیٹھنے کو تخت نہیں بوریا تو ہے

ہونے کے ہم نہیں ترے منت کش اے فلک
تو نے نہیں دیا تو ہمارا خدا تو ہے

لاشے ہے اوس کو دیکھئے اللہ کتب تلک ۳
لوگوں سے اوس کے آنے کا مژدہ سنا تو ہے

(۲۶۵)

نہ کعبہ آشنا نہ بت خانہ آشنا ہے
یہ دل گر آشنا ہے پیمانہ آشنا ہے[1]

---

[1] فرد

Marfat.com

خدا جانے اس دل میں کیا درد ہے (۲۶۶) ہر ایک بات میں ایک دم سرد ہے
دوا کیا کریں گے یہ بیمار کی بیچارے طبیبوں کا منھ زرد ہے
رقیبوں سے تو بول سکتا نہیں غریب عاشقوں ہی پہ تو مرد ہے

سخن تیرا دل کیوں نہ سرسبز ہو
جو آمد ہے تیری سو آورد ہے

ہمارے فرق پر مارا ہے اُونے[1] تیغ فرقت کی (۲۶۷) نہ مانا رند گانی نے اجل سے بہت منت کی
کوئی ہم سے خرابات کی باتیں شیخ مانے ہے بھری ہے اوس کے دل میں تو ہوا و حرص جنت کی
دل و جان دین و ایمان سب دیا تجھ بے مروت کو یہ اپنی ہی وفا تھی جس نے تجھ سے اتنی ہمت کی
میرے اوس بیوفا سا بھی کوئی دنیا میں کم ہوگا بدل جاتی ہیں آنکھیں ایک دم میں بے مروت کی
خدا جانے کہ شب کیسی تھی کیدھی[2] چاند نکلا تھا کہ محفل ہیں برابر سب کے اوٹھے میری خلت کی
غم و درد و الم اندوہ نقد حیرت و حسرت یہ پونجی تندگی کی میں نے حاصل تیری دولت[3] کی

وفا اپنی کئے جاتا ہوں اس امید پر اے دل
کہ آخر حال پر مجنوں کے لیلیٰ نے بھی شفقت کی

---

[1] اُونے = اُس نے
[2] کیدھی = کیدھر
[3] تیری دولت :- تیری بد دولت

Marfat.com

شکوا سری دفا ہی کا تجکو ہر آن ہے (۲۶۸) بس چپ ہو یار میرے بھی منھ مین زبان ہے

یہ درد دل کسی سے کہوں مین کہان تلک ہوتی نہین تمام عجب داستان ہے
اس گلشن جہان میں رہتا ہون مین خموش سوسن کی طرح گو کہ ہزاردں زبان ہے

اے دل شب وصال (دکا) تو منتظر نہ رہ
۴ وعدے پر آئے یار غلط یہ گمان ہے

اوس کی کچھ سنگ دلی کی بھی خبر رکھتا ہے (۲۶۹) یا ذبانی ہی ترا نالہ اثر رکھتا ہے

تیرے کوچے کی ہوا جب سے لگی ہے مجکو عشق اوس دن سے مجھے خاک بسر رکھتا ہے
راہ تجرید کی درپیش جسے ہو دن رات دوش پر اپنے سب اسباب سفر رکھتا ہے
گو کہ صیاد نے چھوڑا تو خوشی کا ہے کی یہ گرفتار تو نہ بال و نہ پر رکھتا ہے
تہمت بند تعلق تو تیری تہمت ہے دل دیوانہ نہ دیوار و نہ در رکھتا ہے
آگئے اس ناوک مژگان کے کوئی آجائے مین بھی دیکھون تو بھلا کیسا جگر رکھتا ہے

وہ تو نزدیک ہے تو دور سمجھتا ہے اوسے
دل خیال غلط اپنا تو کدھر رکھتا ہے

۱؎ "وصال" (کرم خوردہ)

۲؎ "نہ بال و نپر" نے بال نہ پر

۳؎ نہ دیوار و نہ در :- نہ دیوار نہ در

Marfat.com

(۲۷۰)

اے قاتل اور کس کی گردن کی جستجو ہے — تقصیر وار تیرا ایک دل سو دو بر دو ہے
زلفوں کو منھ پر چھوڑے بند قبا کو کھولے — بدمست تجکر دیکھوں مدت سے آرزو ہے
جاتی ہے کوئی دل سے دیدار کی تمنا — آئینہ وار ظالم گو تیرے رو بر و ہے
ناخوش ہو خواہ خوش ہو کوئی تجھ سے اے غم عشق — پر راستی تو ہے یہ دنیا ہے اور تو ہے
اون زندہ شہریوں کے سر صدقے کیجے کعبہ — ہاتھوں میں جن کے بت ہیں اور دل میں اون کے تو ہے
نازاں نہ رہ تو زاہد مسجد سے تک نکل کر — جا دیکھ میکدے میں بھی کیتی باو ہو ہے

(۲۷۱)

ہوئی ہے جب سے خوان نعمت غم کی فراوانی
کریں ہیں مردمان چشم سخت دل کی مہمانی
فسانا درد کا میرے سنے ہے تو یہ صورت ہے
ادھر کہنے لگا اور ادھر شروع[1] ہوئی اوس کو نیند آنی
بجا حیران ہیں شیخ و برہمن دیکھ عشق کی رغبت
نہ قدر کفر ہے یہاں کچھ نہ توقیر مسلمانی
بیان شانہ جو اپنے جگر کو چاک کرتا ہے
مگر منظور ہے دل کو کسی کی زلف سلجھانی

---

[1] "شروع ہوئی" شروع ہوئی۔ ہوئی شرط

Marfat.com

وہ کافر ہماری شب تار ہے (۲۷۲) جسے صبح کا دیکھنا عار ہے

نہیں بے سبب اپنی غم خواریاں کہیں تو بھی شاید گرفتار ہے

ہمارے ہی در پے تو رہتا ہے نت تیرا کون سا مصلحت کار ہے

نہ رکھ بوالہوس سے تو چشم وفا وہ اپنے سُبہتے ہی کا یار ہے

شتاب آؤں گا[۲] جب کہا یار نے میں سمجھا کہ جھوٹا یہ اقرار ہے

جو کوئی سر دے بازار میں عشق کے وہی شخص تیرا خریدار ہے

سر زلف یار اب سلامت رہے مجھے اور سے کیا سروکار ہے

دو عالم سے کیونکر نہ منھ پھیر بیٹھے
دل اب زندگانی سے بیزار ہے

نہ کرنا صبح خفا اس گفتگو سے (۲۷۳) کہیں جا بھی ہمارے روبرو سے

قیامت تک میرا چاک گریبان نہ ہوگا آشنا ہرگز رفو سے

جو دل کا نام سنتے گالیاں دے
توقع کیا ہے ایسے تند خو سے

---

[۲] شتاب میں آئیوں گا ۔ شتاب آؤں گا۔ [۱] سُبہتا ، فائدہ ۔ نفع
"میں" کرم خوردہ

Marfat.com

نالے سبک تو اُٹھ کے برنگ صبا چلے (۲۷۴) زنجیر (بھی[1]) جنوں کی ہمارے ہلا چلے

وہ سروِ قد ہے یار کے ہر سرد[2] دیکھ کر — سایہ کی طرح اوس کے قدم سے لگا چلے

منظور اور کچھ نہیں فریاد سے ہمیں — آئے تھے تیرے کوچے میں اتنا جتا چلے

اس گلشن جہاں میں وہ ناتواں ہوں ۴ — ڈولوں میں بید ساں جو ذرا بھی ہوا چلے

کیا اسیروں میں میرا یہ دل حیران ہے (۲۷۵) دیدۂ زنجیر جس کا خانۂ زندان ہے

بار منت کی مجھے اب تاب طاقت ہی نہیں — کچھ نہ دے مجکو زمانہ کا یہی احسان ہے

کیا مجال اپنی کہ تیرے عشق کا دم مارئیے — جو کوئی کہتا ہے میاں سب جھوٹ ہے بہتان ہے

خال و خط کے عیب سے آگاہ تجکو کیا کرے — آئینہ تو آپ ہی آگے ترے حیران ہے

شعر میں حاصل نہیں دل گفتگو تقطیع کی
بس سخن کے تولنے کو فہم کی میزان ہے ۵

---

[1] کرم خوردہ (بھی)

[2] یار کے ہر سرد
یار کہہ ہر سرد

Marfat.com

(۲۷۶)

سیل سرشک کو تو ان آنکھوں سے راہ ہے
پر مردمانِ چشم کا عالم تباہ ہے

کعبہ کرو بنا کو چہ زلفِ بتاں کو چھوڑ
مذہب میں عاشقوں کے سراپا گناہ ہے

کھینچے ہے زلف آپ کو اور شانہ آپ کو
اس کشمکش میں اب کوئی دل[1] کا نباہ ہے

ہونٹھ اس کے کاٹ کر لبِ حسرت نچاب[2] دل
بدتر گناہ سے بھی یہ عذرِ گناہ ہے

(۲۷۷)

کیا بات ہے میاں ترے قول و قرار کی
روتے ہی روتے کٹ گئی شب انتظار کی

کہنے سے تو رقیب کے الفت نہ چھوڑیو
کیجے وہ ہی جو دل میں ہو سنئے ہزار کی

سیماب جس کو دیکھ کے حیران ہو گیا
کیا اضطرابیاں ہیں دلِ بے قرار کی

خلوت میں دل کے عشق کو اے دل نہ دے جگہ
جاتی رہے گی ہات سے باگ اختیار کی

---

[1] کوئی دل کا = کوئی دن کا
[2] نچاب = نہ چاب (مت چبا)

Marfat.com

(۲۷۸)

ان دنوں سودا[1] کا میرے بے طرح کچھ رنگ ہے
اپنی خاطر خواہ سوچن ہون تو صحرا تنگ ہے

یوں کوئی نانون سے اپنے دِل مین خوش ہو جیون جرس
آہ بے تاثیر سے اپنے تئین تو ننگ ہے

جی جلا کر تھام لیتا ہون جو دامن کو کبھی
۳ ہات کو میرے جھٹک کہتا ہے یہ کیا ڈھنگ ہے

(۲۷۹)

بسمل کا میرے شوخ[2] سے پیغام یہی ہے
۱ افسوس نہ کرنا تو میرا کام یہی ہے

(۲۸۰)

میسر اہل دل کو زیر خاک آسودہ حالی ہے
رگ سنگ مزار اپنا انھیں تار نہالی ہے

جما کر تو مسی بیٹھا سجا بن دار یک پیچا
ہمارے قتل کو تا تل یہ کافر سج نکالی ہے

ہوا ہے۔ ابر ہے۔ اور یار ہے۔ میں ہون گلستان ہے
۳ پھر اے ساقی سبب کیا ہے ہوا تب جام خالی ہے

---

[1] سودا : (کرم خوردہ)
[2] شوخ : (کرم خوردہ) فرہ

ف

Marfat.com

(۲۸۱)

آہ ظالم نہ دیا شربت دیدار مجھے
رحم آیا نہ تجھے دیکھ کے بیمار مجھے

تیرے ہی گوشۂ دامان کی خاطر پیارے
دی ہے اللہ نے یہ چشم گہربار مجھے

اور کبھی بار ہوئے خاطر نازک تیرے
نہ ہوا نالۂ و فریاد سزاوار مجھے

کیا گنہگار تھے ایسے کہ تیرے کوچے میں
بیٹھنے کو نہ ملا سایۂ دیوار مجھے

خود بخود زرد ہوا جاتا ہوں ان دنوں
ہو گیا ہے کچھ عجب طرح کا آزار مجھے

اہل دنیا سے کروں کیوں میں زمانہ سازی
دل رہا کیا ہے زمانے سے سروکار مجھے

(۲۸۲)

نہ ہوتا شوخ گر اس کا تماشائی
نہ کرتا آئینہ ہرگز خود آرائی

نہ بچتا گر نہ روتا تیری فرقت میں
مجھے آنکھوں نے سونپی ہے شکیبائی

نصیحت سے نہ گھبرانا اے ناصح
مبادا یہیں نکل جاوے یہ سودائی

میں آنسو پی گیا محفل میں اس ڈھب سے
ہوا گر عشق ظاہر ہو گی رسوائی

Marfat.com

(۲۸۳)

اے غم عشق تو کیون در پے کین رہتا ہے
دمبدم دل میں میرے گوشہ نشین رہتا ہے
نشہ ہے نہ ہو تجکو[1] (تو) بجا ہے ظالم
لب سے تیرے لب ساغر نمکین رہتا ہے
خاکساری سے میرے دل کو یہی ہے حاصل
۳ آستانے پہ تیرے خاک نشین رہتا ہے

(۲۸۴)

اُنکا دلبر نے عاشق یا کہ دیوانا مجھے ڈبڈبی آنکھوں سے میرے کچھ تو پہچانا مجھے
کیا ہوئے دے دن کہ خاک آستان یار تھے اب تو مشکل ہوگیا کوچے تلک جانا مجھے
گو نہ ہو دیدار تیرا پر فقیرون کی طرح صبح و شام آکر ترے در پہ سے ہو جانا مجھے
سامنے اوس کے کبھی مجھ سے بگڑ دیکھیں جو وہ معتبر کیا ہے گلی کوچے مین دبکانا مجھے
دل یکایک ہوگیا جو رد بر داوس یار کے
۵ کچھ تو پہچانا مجھے اور کچھ نہ پہچانا مجھے

---

[1] تجکو کہا ہے ، ، تجکو (تو) بجا ہے ۔

Marfat.com

(۲۸۵)

دل میں ہمارے عشق کا جو درد ہے سو ہے
چہرے کا میرے رنگ وُہی زرد ہے سو ہے
قاتل ٹٹولتا ہے عبث لاش کو میری
حسرت کا مجھ میں[1] وہ جو دم سرد ہے سو ہے
سرگرمیٔ وفا میں یہ دل جل گیا ولے
اب تک وُہی جفا تیری بیدرد ہے سو ہے

(۲۸۶)

بے وفا آخر نہ کی تو نے دلداری میری
میں نہ کہتا تھا نہ ہوگی تجھ سے غمخواری میری
درپئے ایذا میرے رہتا ہے تو ہر صبح و شام
کیا تجھے بھاتی ہے اے ظالم دل آزاری میری
ایک دل صیاد کا میرے کبھی پگھلا نہیں
ورنہ روتا ہے ایک عالم سن گرفتاری میری
فایدہ گو اور کچھ پہلو میں رہنے سے نہ ہو
کام رونے کے تو آتی ہے جگرداری میری
فایدہ کیا اُٹھ میرے بالیں سے اے نادان طبیب
بہ نہیں ہونے کی ہرگز تجھ سے بیماری میری

---

[1] تجمیں، مجھ میں

Marfat.com

بیزار اس قدر جو ہو تم میرے نام سے (۲۸۷) فرمایئے قصور ہوا کیا غلام سے
شب بزم میں شراب کے ساقی جو میں ہوا اوس بے وفا نے کھینچ لیا ہاتھ جام سے
کافی ہے بس یہ عارض و زلف بتان مجھے کیا کام اے زمانہ تیری صبح و شام سے
دربان خدا کے واسطے اتنی تو کر خبر بیٹھا ہے ایک غریب کوئی در پہ شام سے
اس ناتواں کو پاس ادب نے رکھا ہے دور سمجھا ہے تو غلط کہ ڈرا احتشام سے[1]
جس دن سے انتظار نے تیرے کیا تنگ چڑسی کچھ ہو گئی مجھے نام پیام سے

اس دل سیاہ بخت کو نسبت ہے یہ آرزو
چھوٹوں نہ میں کبھی تری زلفوں کے دام سے

اگر ہجر میں یوں ہی روتے رہیں گے (۲۸۸) تو ایک دن دل اپنے کو ہم کھو ہیں گے
جو رونا یہی ہے تو ہم داغ دل کا اگر زندگی ہے کبھی دھو رہیں گے
صنم دے نہ تکلیف مے جانتا ہے (تلمیحہ) کہ پھر چین[2] کب ہم سے بدخو رہیں گے
ہوا گر نشہ شرط کرتے ہیں تجھ سے لپٹ کر ترے ساتھ ہم سو رہیں گے

میرے طفل اشکوں کو دل جس نے دیکھا
کہا ہونے ہار[3] ہے یہ ہو رہیں گے

---

[1] احتشام - (کرم خوردہ)
[2] پھر چین ، پھر چین سے
[3] ہونے ہارے ، ہوتے ہار ہونہار

Marfat.com

آزادنت ہوئے کر قفس میں رہا کئے (۲۸۹) اس ڈول سے کہ بال و پر اپنے نہ وا کئے
گو یار بے وفا نے نہ لکھا جواب خط پر ہم تو اپنی طرف سے اوس کو لکھا کئے
اغیار رات بزم میں اوس مست ناز کے (قطعہ) ہر چند گالیاں میرے منہ پر دیا کئے
محظوظ اپنے حال میں دیوانہ وار ہم ۴ رویا کئے کھڑے ہوئے چپکے سنا کئے

(۲۹۰)

اگر شب کی طرح پھر خواب میں وہ ماہتاب آوے
نہ جاگوں میں کبھی گور پہ میرے آفتاب آوے
جدائی میں اگر اوس گلبدن کی چشم تر ہوں میں
عجب کیا ہے بجائے اشک آنکھوں سے گلاب آوے
سمجھ لینا تو پھر اے شیخ مے کی حلت و حرمت
کوئی پیالہ تو پی لے جب تلک تیری کتاب آوے
کوئی دشنام ہی دستخط کرے گا وہ میرے خط پر
غلط ہے یہ خیال اپنا جواب باصواب آوے
لکھی تو ہے اوسے خط میں دل اپنی خستگی لیکن
۵ خدا جانے جئیں گے یا نہیں جب تک جواب آوے

Marfat.com

جی میں ہے اَب کسی کی سنئے نہ اپنی کہئے (۲۹۱) یک گنج عافیت میں چپکے ہو بیٹھ رہئے

حد سے گزر چکا ہے ضعف اور ناتوانی
کب تک جفا کے صدمے اس دل پر اپنے سہئے

اے آستیں تو ہی ایک سد راہ ہے ورنہ
آنسو تو چاہتے ہیں دریا کی طرح بہئے

فریاد کیا سنیں گے تردار مارتے ہیں
ایسے ستم گروں کی بستی ہی میں نہ رہئے

سنتے تھے بندگی اور بیچارگی سو یہاں ہے
۵ جس طرح سے رکھے وہ دل اس طرح سے رہئے

جب گردن مینا سے مے تک بھی نہ کھسکی (۲۹۲) تب محفل رنداں میں پھر کون سنے کس کی

چل چھوڑ کلالی کو[1] بیہودش نہیں ہوں میں ۲ میری دفع[2] پھر پیالا اور اپنی دفع چسکی

(۲۹۳)

مت دیکھ چین ابرو خم دار ہی سہی
تیر نگہ نہ ہووے تو تردار ہی سہی

میں اپنے جانتے تو ہوں سرگرم بندگی
گر تو نہ سمجھے یار تو اغیار ہی سہی

لازم نہیں خزاں میں گریباں پھاڑیے
پیکار رہئے[3] اس سے سروکار ہی سہی

گر در پہ باغ کے تجھے مانع ہے باغباں
۴ دل سیر کرنا رخنۂ دیوار ہی سہی

---

[1] کلالی = گلالی ؟
[2] دفع = دفعہ
[3] پیکار رہئے اس سے = بیکار رہئے اس سے

Marfat.com

اوس کو بھی شوق ہے مجھے بھی اشتیاق ہے (۲۹۴) پر اب تلک ملے نہیں کیا اتفاق ہے
آزردہ کس طرح نہ ہو جوہر سے آئینہ اہل صفا کو محبت تاجنس شاق ہے

دل ایک طور پر نہیں کہتا ہے شعر تو
تیرے سخن کے بیچ ہر ایک کا مذاق ہے

(۲۹۵)

جس گھڑی رخصت ہم اپنے یار سے ہونے لگے
وہ ادھر رونے لگا اور ہم ادھر رونے لگے
جب ہجوم غم سے دریا ہو گئیں آنکھیں میری
یک کنارے بیٹھ کر ہم داغ دل دھونے لگے
گوش دل سے رات تم سنتے رہے اوروں کی بات
آئی جب نوبت میرے افسانے کی سونے لگے

Marfat.com

بے مروّت صبح کو کچھ اور ہے شام اور ہے (۲۹۶) غیر سے وعدا کرے کچھ ہم سے پیغام اور ہے
سادگی سے بوالہوس آساں تو سمجھے ہے لیک عشق کا آغاز ہے کچھ اور انجام اور ہے
مے پرستوں کو ترے ساقی ستاتا ہے خمار دیکھ تو شیشہ میں باقی اب کوئی جام اور ہے
شاعروں نے دیدۂ انصاف سے دیکھا نہیں اوس کی آنکھیں اور ہیں اوس کے اندام اور ہے

شیخ و زاہد ہی نظر آتے ہیں جیدھر دیکھئے
نے کشی موقوف کر اے دل کہ ایام اور ہے

بازار عشق سرد ہے دل ہاتھ پر لئے (۲۹۷) کس کو دماغ ہے کہ پھرے دربدر لئے
قاتل کو اپنی چشم مروت کا خوف ہے آتا ہے کھینچے تیغ کو منھ پر سپر لئے
اس وادیٔ خراب میں وہ دل جلا ہوں میں نکلے ہے جس کی آہ ہزاروں شرر لئے
ضایع نہ کر تو گوہر اشک اپنا ہاتھ کھینچ بس چشم آستین نے دامان بھر لئے
ہاتھوں نے میرے لوٹ مچائی ہے جیب پر جاتا ہے کوئی ادھر لئے کوئی ادھر لئے
انعام نقد جاں اسے کرنا پڑا مجھے آیا ہے نامہ یار کا دو نامہ بر لئے
قاتل اگر خفا ہے تو کیا ہوگا رد برد جاتا ہوں اپنے ہاتھ پہ میں اپنا سر لئے

دل یہ غزل کہی ہے فغاں کی غزل کو سن
پڑتا ہے کہ قافیے ہم اور کر لئے

Marfat.com

کچھ اس دل بیمار کی امید نہیں ہے (۲۹۸) یہاں دم کا پلٹنا نفس باز پسیں ہے

تشبیہ تجھے کب مہ کنعاں سے دی میں نے اے ماہ جبین مجھ سے تو کیوں چین جبیں ہے

جب ہاتھ لگا اپنے قناعت کا خزانہ پھر کون سی دولت ہے کہ موجود نہیں ہے

کرتا ہے بتوں کی بھی پرستش کی ہدایت یہ خانہ خراب عشق ہے کیا دشمن دیں ہے

ایک آن میں شادی ہے اور ایک آن میں غم ہے
دل حال مرا گاہ چنان گاہ چنین ہے

(۲۹۹)

اس دل کے پارکس کی نگہ کا خدنگ ہے آنسو کو دیکھتا ہوں تو لوہو کے رنگ ہے

سمجھا تھا میں کہ ہووے گا آرام گور میں یہاں بھی نصیب کا وہی چھاتی پہ سنگ ہے

جب سے ہوا ہے عکس خط یار جلوہ گر جوہر ہمارے آئینۂ دل پہ زنگ ہے

داغ غنچہ دہن کو نہ کرنا وہ ہوش میں اس وقت بوتا ہے نسے[1] کی ترنگ ہے

مخلوق ہیں جہان میں جو ہم سے گرفتہ دل آنکھوں میں اون کے دست دنیا بھی تنگ ہے

خطرا یہی رہے ہے مبادا اگر نہ جلئے میں حد تنک مزاج ہوں دودخانہ جنگ ہے

دل اپنی زندگی سے خفا ہو رہا ہے غم
تو روز چھیڑتا ہے اسے کون ڈھنگ ہے

---

[1] نسے کی: نشہ کی۔

Marfat.com

تیرِ نگہِ یار اگر تیرِ قضا ہے (۳۰۰) اپنا دلِ مشتاق بھی راضی برضا ہے
پابندیِ کعبہ نہ رہ شیخ کے مانند ہے دیدۂ تحقیق تو دل مین ہی خدا ہے
کیونکر متجلّی ہو میرے یار کی صورت آئینہ دل گرد تعلق سے بھرا ہے
ہر چند کہ ہم خاک ہوئے تیری گلی مین پر دسترسِ رسائی تیرے دامن سے جدا ہے
تجھ لب کا خیال اس طرح ہے دل مین نہاں گویا مئے گل رنگ کو سینہ مین بھرا ہے
کس طرح تیری بات سے ہو دل کو تسلّی
لے یار تجھے وعدہ غلط اونے سنا ہے[۱]

شکرِ بری کام سے یہہ پانون چلنے کے گئے (۳۰۱) اب تیرے کوچے سے دن باہر نکلنے کے گئے
منھ تیرا حسرت سے کچھ دیکھا کریں اے شہ پرد دے پر و بال اپنے جو تجھے اوڑ کے چلنے کے گئے
وائے یہہ افسردگی نہ نالہ نہ آہ و فغاں تجھ جو کچھ اسباب اپنے دل بہلنے کے گئے
دل دیا تھا مجکو لڑکا پن پہ تیرے بھول کر مفت بر جاں اب کہاں دے دن مچلنے کے گئے
ہم سے مستوں کو سدا ہی موسم برسات ہے ۵ مت بک اے تو بہ کہ دن بینا کے ڈھلنے کے گئے

---

[۱] وعدہ غلط اونے سنا ہے۔

وعدہ غلط اُن نے کیا ہے۔

Marfat.com

خاک اپنی دیکھ کر تیرے دامن کو دور سے (۳۰۲) بولی خدا کرے کہ چلے باؤ زور سے

مومن ہے جن کی آنکھ کو غفلت کے خواب نے ممکن نہیں کھلے دو قیامت کے شور سے

پہلو میں گھر کیا ہے تجلّی عشق نے چاہے جو کوئی لڑائے میرے دل کو طور سے

ان حاسدوں سے کس کے بھڑسے سے پکارئے ایک بخت ہے رفیق سو کم زور مور سے

اپنے بھی عجز کا نہ ملے گا دماغ دل
عہدہ برآ ہوا اگر اس کے غرور سے

(۳۰۳)

گوارا تھی نہ جو بات اے بتِ مغرور کر دیکھی
خوش آمد بھی تیری ہم نے نامقدور کر دیکھی

نہ ہے طالع نہ پہنچی در تلک اپنے سلیمان کے
یہ مشت خاک پامال رہِ ہر مور کر دیکھی

تیری فرقت میں ہاتھ آئی نہ اپنے صبر کی دولت
گہر سے اشک کے یہ آستیں معمور کر دیکھی

ملے ہے صاف طینت ہو کے جوں آئینہ عالم سے
صفائے سینہ اس دل نے کدورت دور کر دیکھی

۱؎ خاک اپنی: تیرے دامن کو دور سے دیکھ کر اپنی (میری) خاک بولی کہ خدا کرے باؤ (ہوا) زور سے چلے۔

Marfat.com

(۳۰۴)

ہم اس دنیا میں فکرِ مسکن و ماوا نہیں رکھتے
غرور بے نیازی سے زمین پر پا نہیں رکھتے

عبارت[1] ترک ہے جسّے دو دل کا ہی تعلق ہے
گدا بھی ورنہ اسباب جہان سے کیا نہیں رکھتے

سوا ان تا کسکی چھاؤن کے ہم جیسے خرابانی[2]
اگر بالِ ہما بھی ہو تو کچھ پروا نہیں رکھتے

نہ کچھ اسلام سے ہیں مطلع نہ کفر سے واقف
ہم اس فرقہ میں ہیں جو دین اور دنیا نہیں رکھتے

جگر کاوی میں ہم اور کوہ کن ہر چند یکساں ہیں
مگر اپنے ہے[3] سرسائے کہ ہم تیشا نہیں رکھتے

(۳۰۵) جیتے جی پیدا کر اے دل آشنائی گور سے
یکھے دنیا میں وضع خاکساری موسے

جب اثر ہی کچھ نہ ہو کیا فایدہ لحا موش ہو
نالہ ہوتا ہے دملغ اپنا پریشاں شور سے

نالے کیوں اتنی جگر کاوی کرے ہے رات دن
گھر کرے گا ان بتوں کے دل مین کیا تو زور سے

ہاتھ دھو بیٹھیں نہ کیونکر بخت سعد اپنے سے ہم
کیا اٹھاوے فایدا کوئی زمین شور سے

تجکو ہم چوری سے دیکھین اور تو اغیار کو
پیش جاتی ہے کہیں چوری کسی کی چور سے

---

[1] ترک ۔ ترکِ دنیا دل سے (نہ کہ زبان سے) غنہ اس تاک کی
[2] گرا اپنے ۔ گرا اپنی ہے سرسائی
[3] گرا اپنے ۔ گرا اپنی ہے سرسائی

Marfat.com

مجھے تو حکم ضبطِ نالۂ فریاد ہوتا ہے (۳۰۶) پر اس بے صبر کے حق میں کیا ارشاد ہوتا ہے
بتوں کے عشق نے چھڑا دل[1] افسردہ کو میرے یہ بت خانہ ڈھا مدت کا پھر آباد ہوتا ہے
یہ مشک خاک اپنی تا کہ خشت خم نہیں ہوتی مغاں اس ساغر دینا سے کب دل شاد ہوتا ہے
بسان شمع پہنچا دے گا ایک دن بزم میں اوس کی یہ ساری رات کا رد نا کوئی برباد ہوتا ہے
جب اپنی فارغ البالی قفس میں یاد آتی ہے تڑپنا سیکڑوں ہی طرح کا ایجاد ہوتا ہے
کوئی سالک نہیں رکھتا قدم راہ حقیقت میں خودی کے دام سے جب تک نہیں آزاد ہوتا ہے

کوئی سمجھے نہ سمجھے پر دلِ اپنی فکر کا آپ ہی[2]
کبھی شاگرد ہوتا ہے کبھی استاد ہوتا ہے

کیا منحرف تو نے ہے یار ہم سے (۳۰۷) ٹکرائے ہے نت اٹھ کر یہ روزگار ہم سے
الفت میں اب پھنسا کر دل مانگتے ہو مجھ سے میاں واہ وا ہی کہتے قول و قرار ہم سے
پابوسیاں کریں ہیں نت مجھ برہنہ پا کی کس ڈھب سے مل چلے ہیں جنگل کے خار ہم سے
یہ برق آہ اپنی کرتی ہے یہ تلی روشن رہے گی تیری شمع مزار ہم سے

صحبت سخن کی اپنے ہے کیمیائے سامع
کہ الکثیر[3] ہیں جہاں میں دل خاکسار ہم سے

جانتے کیا تھے کہ راہ فقر بھی پُر شور ہے (۳۰۸) رہزنوں نے آ لیا منزل سواب تک دور ہے

---

[1] چھڑا : چھیڑا [2] آپ ہی : آپ ہی
[3] اکثیر : اکسیر [4] فرد

Marfat.com

ابھی ہنستے تھے بے وفا بیٹھے (۳۰۹) دیکھتے مجکو منہ چھپا بیٹھے
تخت کو سلطنت کے روٗ کہیں ہیں[ع] بوریا پر تیرے گدا بیٹھے
ہو گئے سنگ آستانے کے جس گھڑی تیرے در پر آ بیٹھے
چھین لیتے ہیں دل یہ مفت بڑں کوئی ایسوں کے پاس کیا بیٹھے
ہم سے کب بے حجاب ہوتا ہے چاند سے جو کے[ا] منھ چھپا بیٹھے
کیا کیا تم نے دیدۂ نم ناک ایک عالم کا گھر ڈبا بیٹھے
تیرے عاشق ہوں بدگماں گلرو پاس تیرے اگر صبا بیٹھے

دل جو کوئی بیٹھے عشق کے زیر
دین و دنیا سے ہاتھ اٹھا بیٹھے

اشک کو قطرۂ سیماب سے ہم چشمی ہے (۳۱۰) چشم کو دیدۂ گرداب سے ہم چشمی ہے
باج خورشید سے لیتی ہے بنا گوش تیری کان کے بالوں کو مہتاب سے ہم چشمی ہے
ادھر آنسو کا بھر آتا ہے ادھر دھل[ب] جانا چشم تر کو میری دولاب سے ہم چشمی ہے
گو کہ ظاہر میں تو میں خاک نشیں ہوں لیکن پوستیں کو میری سنجاب سے ہم چشمی ہے
رات دن مست ہی رکھتی ہے ہم آزردوں کو بے خودی کو بھی نے ناب سے ہم چشمی ہے
جب سے آرام طلب پستیٔ ہمت نے کیا دل غافل کو میرے خواب سے ہم چشمی ہے
بات کی تو تجھے طاقت ہی نہیں ضعف سے دآں ، اب سخن میں عبث احباب سے ہم چشمی ہے

[ا] جو کے ، جوکہ [ب] دل جانا ، ڈھل جانا عہ دیکھیں

Marfat.com

(۳۱۱)

خدنگ ناز تیرا یار گر پہلو میں آ بیٹھے — دل غمگین ابھی زانو سے اپنا سر اٹھا بیٹھے
محبت کا اثر دنیا سے شاید اٹھ گیا ورنہ — ہماری خاک پر تو آئے اور دامن اٹھا بیٹھے
دکھا گردوں نے جادہ کی طرح پامال یکساں — تیرے کوچے میں جس دن سے برنگ نقش پا بیٹھے
میرا آنا بھی کتنا کچھ گراں ہے تیری خاطر پر — کہ صورت دیکھتے ہی دور سے تم منہ بنا بیٹھے
گوارا کس طرح ہو بے مروت سوچ تو دل میں — میرے جیتے ہوئے پہلو میں تیرے غیر آ بیٹھے!
رہا کیا کام مجکو نیک و بد سے اس زمانہ کے — جب اپنے ہاتھوں ہی سے سر نوشت اپنی مٹا بیٹھے

(۳۱۲)

یوں تمہاری بات کیا سہنے کو ہم سہتے نہ تھے — پر کبھی تیور چڑھا کر اس طرح کہتے نہ تھے!
ایک دن یہ ہیں کہ برسوں خط کتابت ہی نہیں — ایک دن وہ تھے کہ مجھ بن ایک دم رہتے نہ تھے
کیا ہوا ان روزوں چیرت دل میں[1] درد ہوتا نہ تھا — یا کہ آنسو میری آنکھوں سے کبھی بہتے نہ تھے
سیل آنسو کی. جبانی تھی جدائی میں وہ — ہو گئے تھے ہم سراپا کوہ غم دبتے نہ تھے
لے کے دل آخر کو بدعہدی کریں گے بے وفا
اے دل دیوانہ دیکھا تجھ سے ہم کہتے نہ تھے

---

[1] کیا ہوا ان روزوں دل میں درد کیا ہوتا نہ تھا — ؟

Marfat.com

دل غم راحت دنیا نہ تجھے ہے نہ مجھے (۳۱۳) فکر ہنگامۂ فردا نہ تجھے ہے نہ مجھے

وصل جو مہ ہے غنیمت ہے سمجھ دیوانے زندگانی کا بھروسا نہ تجھے ہے نہ مجھے

گردش دہر سے ایمن ہو سدا رہتے ہم اس قدر دولت دنیا نہ تجھے ہے نہ مجھے

توبہ مے تو بڑی بات نہیں پر زاہد فائدا زہد ریا کا نہ تجھے ہے نہ مجھے

حدت[1] درد جدائی کا سبب کیا ہے ہم غم واندوہ نے پالا نہ تجھے ہے نہ مجھے

تہ بہ جنس دل ارزانی نے کھویا یہاں تک کہ خوش آئند یہ سودا نہ تجھے ہے نہ مجھے

فکر صایب مجھے کہتی ہے تکلف بہ طرف شعر کہنے کا سلیقا نہ تجھے ہے نہ مجھے

فخر کیا شال ہوئی دوش پہ دل یا کہ گلیم
۸ ہوس اطلس و دیبا نہ تجھے ہے نہ مجھے

زلفوں کو دیکھ سنبل یک بن لگی تھی کھانے (۳۱۴) گردن میں ہاتھ دے کر دوڑا دیا ہے تو نے

نادانی ہے جو کہئے حسن و جمال تیرا یوسف سے ملتا جلتا پیدا کیا ہے تو نے

تاثیر نے سوا یک دن بھی کان ادھر نہ رکھا ناحق زبان بہکائی اس صبح کی دعا نے

غیروں سے روز ملنا اور ہم سے عذر خواہی نظروں میں ہیں ہمارے یہ حیلے یہ بہانے

صبر و قرار نے تو چھوڑی میری حمایت اب درد دل کا میرے مجھکو لگا ستانے

محروم تیرے در سے کوچے تک آتے آتے
۷ کانسا[2] ہے اپنے سر سے مارا تیرے گدا نے

---

[1] حدت، (کرم خوردہ) مشکوک [2] کانسا، کاسہ ہی

Marfat.com

نہ ساقی نہ ساغر نہ کوئی آشنا ہے (۳۱۵) اگر زندگانی یہی ہے تو کیا ہے
نہ ہو گو کہ اکثیر[1] خاک اوس کے در کی پر اپنے تو حق میں وہ ہی کیمیا ہے
اگر دیر کو زاہد و پوچھتے ہو ہمارے خیالوں تو خانہ خدا ہے
دوا کرنے کو کیجیے بہر تسلی ولیکن مرض عشق کا لادوا ہے

فراغت سے سو سر تلے ہاتھ رکھ دل
تیرا فرش مخمل یہی بوریا ہے

(۳۱۶)

جلایا اے مسیحائے زمان زور آوری اکر
دگر نہ ہم سے کاہل سے نہ ہو سکتی دوا اپنی[2]
گئی بھی ہر دو[3] پوزہ گری تاثیر کے در پر
پہ محرومی ہی پھری وہاں سے یہ آہ بے نوا اپنی
خنک ہر چند ہے بزم جہاں پر جی میں یوں آئی
حباب آسا بھلا ایک گرم تو کروں میں جا اپنی
اٹھا سکتا ہے کب یاروں کا بار منت احسان
دل دار ستہ کو بھاری پڑی ہے یہ ادا اپنی

---

[1] اکثیر : اکسیر [2] مصرع اول مشکوک ۔ مفہوم ؟
[3] ہر دو دیوزہ گری :۔ بہر دیوزہ گری

Marfat.com

(۳۱۷)

گالیاں زیرِ زباں تھیں یا گلا فرمایئے
آپ ابھی کہتے تھے کیا پھر تو ذرا فرمائے
شربتِ دیدار تو اپنے نصیبوں میں نہیں
غیر مرگ اب جاے[1] تو میری دوا فرمائے
گالیاں غیروں نے دی تم نے حمایت بھی نہ کی
میری رسوائی میں باقی کیا رہا فرمائے
آستانے کو تیرے اب چھوڑ کر اس ضعف میں
کس کے دروازے پہ جاوے یہ گدا فرمائے

(۳۱۸)

غم و غدر سے تیری یہ گیا ہو کر جگر پانی
ہوا ہے باعثِ شورِ جنوں خونِ ملیح اوس کا
لبِ شیریں کو جس کے دیکھ کر ہو نیشکر پانی
ہمارے ہاتھ میں جامِ لبالب دیکھ کر زاہد
لگا ہے بھرنے جوں سگ گزیدہ دیکھ کر پانی

---

[1] جارتو : چارہ جو

Marfat.com

(۳۱۹)

دل میں اپنے کیا بت مغرور سمجھا ہے مجھے
منھ میں اوس کے جو کچھ آتا ہے سو کہتا ہے مجھے

کیجئے پہلو تہی اب کس سے[1] اے شادیٔ وصل
دردِ و غم دونو نے لڑکائی سے پالا ہے مجھے

اوس کے دروازے پہ جا کئی بار رسوا ہو چکا
تو کبھی باز آتا نہیں کیا جانے[2] کیا ہے مجھے

خوف نے ایمان کے ہے کچھ نہ خطرہ جان کا
ڈر تیری ٹک رنجش بے جا کا رہتا ہے مجھے

ہو گئی کیا جانئے کیوں مجھکو نفرت خلق سے
ہے غلط یہ بھی اگر کہئے کہ سودا ہے مجھے

قابل ترک ادب اپنی سیہ مستی نہیں
بارہا اوسنے[3] نشے میں چھیڑ دیکھا ہے مجھے

جب نہ تب ایک تو پٹا[4] ہی باندھے رہتے ہو میاں
کب گلا کرتے کسی سے تم نے دیکھا ہے مجھے

تو اگر مانگے تو دینے کو ابھی تیار ہوں
آہ پیارے جان کیا تجھ سے بھی پیارا ہے مجھے

ہاتھ اپنے آگیا جب نقد استغنائے دل
پھر کمی کس چیز کی سب کچھ مہیا[5] ہے مجھے

---

[1] کسے : کس سے
[2] کیا جانے : کیا جانئے
[3] اوسنے : اُن نے
[4] ایک تو پٹا : ایک توپٹا
[5] مہیا : مہیّا۔

Marfat.com

چمن میں جاتے مئے خوش گوار ہاتھ لگی (۳۲۰) عجب طرح کی ہمارے بہار ہاتھ لگی
میں اپنے سینے میں اس نوکِ خارِ غم کو تیرے ٹٹولنے[1] جو لگے دل کے پار ہاتھ لگی
دوامتیازِ سیاہ و سفید سے گذرا جسے زمانہ کی لیل و نہار ہاتھ لگی
یہی ہے لاکھ مجھے نیستی ۔ تیری دولت فنائے ہستیٔ بے اعتبار ہاتھ لگی
عجب طرح کا سیہ بخت ہوں کہ دولتِ وصل تمام عمر میں بس ایک بار ہاتھ لگی

کہاں تمک میں کہوں اپنی بے نصیبی دل
نشے میں بھی نہ مجھے زلفِ یار ہاتھ لگی

دل نہ توزادِ سفر درد و[2] غم رکھتا ہے (۳۲۱) عشق کی راہ میں کاہے کو قدم رکھتا ہے
کچھ حسودوں[3] نے دغا کی نہ طرح ڈالی ہو آج کیا ہے مجھے دے دے کے قسم رکھتا ہے
اثر نالۂ بلبل نے یہاں تک تو کیا گل بھی شبنم کی طرح چشم کو نم رکھتا ہے
شکر و احساں میں شب و روز بزنگ بلبل ۴ تر زبان مجکو تیرا جور و ستم رکھتا ہے

---

[1] ٹٹولنے جو لگا ۔ ٹٹولنے جو لگے ۔

[2] درد و غم ۔ درد نہ غم

[3] حسودوں ۔ رقیبوں

Marfat.com

کیا کیجئے ضیافت تا آفتاب کھاوے (۳۲۲) شاید کباب دل کا پی کر شراب کھاوے
موئے میاں کو اپنے مت پیچ تاب دے تو بچتا ہے کم وہ رشتہ جو بہت تاب کھاوے
مے خواردوں میں یک طرف ہوئے ہیں بہ ہے توبے ہے دل ہمارا اگر موج تاب کھاوے
خورشید رو کو دیکھا تو آفسو کب خشک ہووے دریا گر آفتاب کھاوے
ہستی بے بقا بھی یہاں کی ہے کیا تماشا یک بار دیکھ جس کو دھوکھا شراب کھاوے
تدبیر عقل سارا گھر کھا گئی ہمارا دیوان بد دیانت جیوں بے حساب کھاوے
رہ گئی ہوائے عنبا اس کو بھی دل اٹھاوے
کیڑا اگر ایک بھی ہو ساری کتاب کھاوے

سینہ کیوں نہ کھیں ہم صبح اٹھ کر کیا نہیں کھاتے (۳۲۳) توکل جن کو ہوتا ہے غم فردا نہیں کھاتے
گوارا کب ہے ان کو اپنی قسمت کا دیا کھانا خدا جب تک نہ دیوے اہل استغنا نہیں کھاتے
جنھوں نے حرص کی چھاتی پر رکھا پانوں بہر سا وہی سالک فریب دنیا نہیں کھاتے
یہاں آکر گرے ایسا کہ اٹھنا ہو گئے تیرے در پر بھوں کی ٹھوکریں بیجا نہیں کھاتے
طلسمات جہاں گو ہوش کھو دیوے زمانہ کا پہ یہاں جو لوگ دانش مند ہیں دھوکا نہیں کھاتے
تمھیں تو شیخ صاحب نت یہ کہتے روزہ داروں میں کہ جب تم روز صبح اٹھ کر غم دنیا نہیں کھاتے
ہمارے داغ دل کو دیکھ لالہ داغ ہوتا ہے یہاں داغ عشق کا تیرے ہمیں تنہا نہیں کھاتے
دل اپنی زندگانی بھر غم و غصہ زمانہ کا
قناعت نے کیا ہے جی کو بے پروا نہیں کھاتے

---

۱ سینہ : سفینہ ۲ آسیاں : آستاں
۳ مے خواروں = مدعا منظور ہے ۴ عقبیٰ

Marfat.com

قطعات

اے چراغِ رہِ الطاف و طریقِ الفت — کعبۂ اہلِ صفا قبلۂ اربابِ وفا
تیری ہی دوستی ہے مجکو یہاں باعثِ زیست — تو ہی ہے موجبِ آرام و قرارِ دلہا
مزرعِ دل تو مرا ابرِ کرم سے تیرے — سبز رہتا ہے برنگِ خطِ معشوق سدا
مرہمِ خستہ دلاں ہے نہ ترا لطف و کرم — جزتے کسے ہو بیگانۂ تسکین دوا
گرہِ دل تو نہ وا ہو ترے کوچہ کی نسیم — تا نہ ہو غنچۂ خاطر کی مرے عقدہ کشا
ہو دے وہ مذہبِ اربابِ وفا میں کافر — بت ترے جس کو خوش آتی ہو یہ دولت دنیا
تھا خیالِ غلط اپنا ہی کہ جب تک ہے نسیم — گل و بلبل کی طرح ہوں گے یہ آپس میں جدا
تجھ سے امید نہ تھی اس قدر آزردہ دلی — بدگماں تجکو مگر دشمنِ نے کیا
دور تھا یہ سخن آئینِ وفا سے تیرے — کہ جو بدگو نے کہا تو نے اسے سچ سمجھا
مقتضائے خرد و ہوش نہ تھا عذر گناہ — لیک بے حد کیے تھے تو نہ رہا نہ گیا
کیا عجب ہے اگر ملے تجھ سے مجھے داد سخن — کہ سمجھتے ہیں مرے معنیِ سخن کو شعرا

ہے یہ امید ترے دستِ کرم سے نالاں
قطعہ کی میرے ملے نقدِ ملاقات صلا

نسبہ (۱۰) بیرداشت علی نالاں - ولادت ۱۲۱۰ھ - سکونت عظیم آباد

نسبہ بیت ۴ "مرہم خستہ دلاں ہے نہ ترا لطف و کرم"
ترہم خستہ دلاں ہے یہ
نسبہ "جز ترے کسے"
جز ترے کسے
نسبہ "بیگانۂ تسکین دوا ہوں گے"
ہوں گے نہ آپس میں جدا
نسبہ "بے عذر کیے تھے"
بے عذر کیے ہی

Marfat.com

نقشِ نگینِ مُہرکن

از رہِ مہر و تشفقت و الطاف
اتنی مدت میں بعد تیاری

کل مزین ہو میرے فتوے پر
پہنچی آکر جو مہر سرکاری[1]

مشفقا دیکھتے ہی دل نے کہا
قلم صنع کی سیہ کاری

مُہرکن تھا کہ گورکن بے...[2]
جس نے کی اس نگیں کی یہ خواری

بدخطی خوش خطی کے قطع نظر
نام بھی پڑھئے تو بد شواری

جس جگہ چاہئے تھا نقشِ سفید
وہاں ہے کارِ سیہ قلم جاری

غرض او نے حرام کے پیسے
کھائے سرکار کے بہ عیاری

دل کے پالے پڑا تو سنئے گا
منہ ہی سنہ جوتی بھڑوے کے ماری

لطیفہ: یہ قلمی نسخۂ دیوان دل عظیم آبادی اسی قطعۂ دوم پر ختم ہے۔

[1] بیت (۳) قلمی "مکاری" بجائے سرکاری

[2] بیت (۴) پنج حرفی گالی جو نقل نہیں کی گئی۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

رباعیات

کہئے تو کسے کہئے درد و غم دل — چپ رہئے تو ہوئے بے قراری بیدل
نے کہتے بنے ہے کچھ نہ چپ ہی رہتے — گوئی مشکل وگر نگوئی مشکل

تا کے خجلت سے آب ہو کر بہئے — جیوں غنچہ منہ اپنا باندھے کب تک رہئے
اے میرے کریم اپنی بخشش کے لئے — گر تجھ سے نہ کہئے اور کسے کہئے

برسے دیوار اور در سے باراں — لے باج ہماری چشم تر سے باراں
مرتی ہے خلق یا مجیب الدعوات — برسے باراں شتاب برسے باراں

آکر عدم سے جو ہم نے ہستی دیکھی — دیکھی تو عجب بلند و پستی دیکھی
مانند حباب ہے ہوا پر سب کچھ — دنیا بھی عجب طرح کی بستی دیکھی

چاہے ہے فلک کہ مجھکو سونپے جنجال — دنیا کی ہوس ترے ہے عقبا پامال
لاحول ولا قوت الا باللہ — من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

لہ "کسے کہئے": کس سے کہئے۔

غالباً در مدح میر صاحب — میر وارث علی نالاں عظیم آبادی

قطعہ (۱)، ص (۱۵۶)

Marfat.com

جس دل سے گیا ہو دل لگانے کا غم — دا نہیں اوسے زمانے کا غم
یکساں ہے اون کو دل یہ بود و نابود — آنے کی خوشی جنہیں جانے کا غم

شادی میں رنج ہو تو غم ہے بہتر — محنت سے شکر ملے تو غم ہے بہتر
دل مرد نہ ہوا سے گرم جوشی متاثر — دنیا ایک درد سرد ہے غم ہے بہتر

شوکت کو ترا ہے آستانا ما من — رفعت کا۔ زیر سایہ تیرے مسکن
یہ حشمت و جاہ اور دولت اقبال — پکڑے ہیں دوڑ دوڑ تیرا دامن

جب تک ہیں مہر و ماہ گردوں اختر — اقبال ترا معین و طالع یاور
اس فتنہ سرا میں دل نہ پاتا آرام — سایہ تیرا اگر نہ ہوتا سر پر

ہمت کی طرف جو تیرے دوڑے ہے خیال — جب پہنچے ایسے ہے تو دنیا
دل مانگے ہے یہ دعا خدا سے اپنے — جو دوست ہوں تیرے شاد دشمن پامال

زیادہ سے زیادہ دن ہو جاہ و حشمت میر صاحب کی — رکھے شرمندۂ منت حاتم کو ہمت میر صاحب کی
دل غم زدہ کو آتی ہے اس آباد بستی میں — ملا سب طرح کا آرام دولت میر صاحب کی

احسان و کرم ہے گھر کا پالا تیرا
حاتم جو تجھے اٹھانے والا تیرا
ہم کم سخنوں کی بات کیا قدر تو نہ
اللہ رکھے بول بالا تیرا

* * *

لہ کاتب نے اس قطعے کو کلی رباعی کی فہرست میں درج کیا ہے۔

Marfat.com

ضمیمہ

ارمغانِ دل مطبوعہ مہر نیمروز۔ کراچی۔ اپریل ۱۹۷۱ء تحریر محمد ظفیر الحسن (ص ۳۵/۹)

ابیاتِ مندرجۂ ارمغانِ دل جو قلمی دیوان شیخ محمد عابد دلِ عظیم آبادی میں نہیں ہیں

ابیات

۱۔ دیکھا نہ داغ عشق دلِ غمگسار کا — آخر ہوا چراغ ہمارے مزار کا

۲۔ میرے نامہ کی صنم کے پاس سے آئی رسید — اناہی دخط کیا تھا "خط سوائی رسید"

۳۔ مرتا ہے ابر اس مژہ اشک بار پر — کھاتی ہے شمع گل جگر داغدار پر

۴۔ کس دلیری سے کہا ہے تری مژگاں نے حضور — دیکھنا دیکھنا اے یار جگر دار مرا دل

۵۔ نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کے پھرتے ہیں — ہیں نزع میں ہم تجھ بن جیتے ہیں مرتے ہیں[1]

اک عمر سے اے پیارے ہم نالے ہی بھرتے ہیں — ہم تمام کے جب دل کو سر زانو پہ دھرتے ہیں

غمخوار ہر ایک اپنا پیٹے ہے سر و سینہ — اللہ خدا سے کبھی یہ بت نہیں ڈرتے ہیں

فرقت سے ڈراتے جو ہر دم جو ہیں یار و — اک دم نہ کیا اس نے بھوے سے گذر اپنا

اب ذکر کے کرنے کی کھاتے ہیں قسم بیدرد — ناکردہ گناہ آگے ہر کرتے ہیں

یاد سینے میں ملک اپنا گھبرایا ہی جائے — وہاں جو تک ہاں فغاں کرتے ہیں

---

[1] جب ہوئے تجھ سے جدا جیتے ہیں کیا مرتے ہیں + زندگاں ہے کہاں موت کے دن بھرتے ہیں (ناشر)

بقیہ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

۶۔ دستِ جنوں سے کاہے کو منت کشیدہ ہوں — جب سے ہوا ہوں خلق گریباں دریدہ ہوں
۷۔ پڑھ سنا دیں گے ہمیں نامۂ اعمال اپنا — ورق چند ہے کچھ دفتر طومار نہیں
۸۔ آپ آجائے یہ توفیق کہاں ہے اس کو — گاہ گاہے مرا جانا بھی گراں ہے اس کو
۹۔ جنوں ہر کوچہ و بازار میں تو نے پھرا مجھ کو — تیری تقصیر کیا کی تھی کہ یوں رسوا کیا مجھ کو
۱۰۔ نظر پڑی کسی مخمور کی گلابی آنکھ — کہ مارتی ہے بلائے کو یہ گلابی آنکھ
۱۱۔ ہر غنچہ خموش باغ میں ہے — مشہور ہے پر دہن دریدہ
۱۲۔ جب نکلتے بکھیڑے دل سے شرر ہم راہ ہے — شعلۂ آتش جسے کہتے ہیں میری آہ ہے
۱۳۔ ٹھکرا کے تو جگا دے خوابیدۂ عدم کو — یہ دعویٰ خدائی اے خوش خرام کیا ہے

(الف) برائے ابیات (۱)۔(۳)۔(۴)۔(۶)۔(۷)۔(۱۰) و (۱۲)۔(۱۳) رجوع ہوں تذکرہ شورش (صفحات ۲۸۷۔ ۲۹۳۔ ۲۹۶۔ ۳۰۰۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳ و ۳۰۵)

(ب) برائے ابیات (۳) رجوع ہوں مسرت افزا (ص ۔ ۱۰۵)

(ج) " " (۵) " " دیوان جہاں (ص ۔ ۱۱۳)

(د) " " (۱۱) " " عمدہ منتخبہ (ص ۸۱ ۔ ۱۸۰)

بقیہ از صفحہ ۱۶۵

فصیح۔ شاہ فصیح (متوفی ۱۱۹۲ھ) شاگرد میرزا بیدل عظیم آبادی۔ لمبی عمر پائی تھی۔ تقریباً سو سال زندہ رہے صاحب سفینۂ ہندی نے ان سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے (رجوع ہوں۔ سفینۂ ہندی ص ۱۵۶۔ تذکرہ میر حسن ص ۱۵۲۔ تذکرہ علی ابراہیم

Marfat.com

اختلافات : نسخۂ قلمی دیوان دلؔ عظیم آبادی و مطبوعہ ادبیات

مندرجہ مہر نیمروز - اپریل ۱۹۵۸ء

شمار	نسخۂ قلمی	مطبوعہ "ارمغان دلؔ" مہر نیمروز
۱	دفینہ اک گلا تھا دل میں اپنے ناخن غم نے	دفینہ اک گلا تھا جی میں اپنے ناخن غم نے
۲	ہوس مٹنے لگی عالم کے دل سے ماہ وش کی	چلی مٹنی ہوس عالم کی دل سے ماہ وش کی
۳	مبارک باد استقبال کی دی خاک کو اپنی	مبارک باد استقبال دی ہم خاک کو اپنی
۴	جرس کی طرح میرے دل سے ہوتی ہے صدا پیدا	جرس کی طرح ہوتی ہے مرے دل سے صدا پیدا
۵	ہنسے ہے زاہدان شہر کو کس بات پر لیکن	ہنسی ہے زاہدان شہر کو کس بات پر آتی
۶	عشق جاں کہا ہے کہ سودا ہے جان کا	عشق جاں کیا ہے کہ سودا ہے جان کا
۷	آچکا تھا میرے اس کے درمیاں پیغام شب	ہو چکا تھا میرے اسکے درمیان پیغام صلح
۸	کھول کر پڑھئے اگر نامۂ اعمال اپنا	دیکھتے ہی یہ سیہ نامۂ اعمال اپنا
	راہ چلتوں کو کرے منفعل احوال اپنا	کھس گیا دل - جو کچھ ہونے کا احوال اپنا
۹	شب اس کی بزم میں تھے غیر و عاشقوں کا شکوہ اتھا	
	شب اسکی بزم میں بھی غیر عشاقوں[1] کا شکوہ تھا	
۱۰	بے وفائی سی چیز بد صورت	بے وفائی ہے غیر بد صورت
۱۱	گوہر مقصود تو کیا خاک ہات آویگا دلؔ	گوہر مقصود کیا خاک اپنے ہاتھ آوے گا دلؔ

[1] مصرعہ اول میں عشاقوں صحیح نہیں۔ صحیح مشتاقوں ہوگا۔ (عاشق کی جمع عشاق اور نہ کہ عشاقوں)
[2] غیر = خیر ؛

Marfat.com

۱۲۔ جس نے اس کی زلف کو آکر پریشان کر دیا — جس نے اس کی زلف کو لے کر پریشان کر

۱۳۔ گو زبانِ عاشقاں ہو سود معشوقاں دلے — توڑ ڈالا شیشۂ دل نے کہ اس قابل نہ تھا
توڑ ڈالا شیشۂ دل تو نے اس قابل نہ تھا — کیوں دیا تھا تو نے گر لینے کو تیرا دل نہ تھا

۱۴۔ لے چلے ہمراہ اے واماندگان یہ درد و غم — لے چلے ہمراہ اے واماندگان ہم درد و غم

۱۵۔ چھیڑتی ایوں اک بار سحر زلفوں کو — راست یارے لا مژدہ جاں بخش دب
ہے جو منظور مرا غنچۂ دل وا کرنا — ہو جو منظور اگر غنچہ دل وا کرنا

۱۶۔ بات اٹھایا جو دوا سے میری سمجھے ہے طبیب — کیا کرے میری دوا خوب سمجھتا ہے طبیب

۱۷۔ گر چکے ہیں پاؤں پر خار مغیلان بارہا — گر چکے ہیں پاؤں سر خار مغیلان بارہا

۱۸۔ ہر زشت و خوب دہر سے ملتا ہوں سینہ صاف — ہر ایک زشت و خوب سے ہوں صاف دہر میں

۱۹۔ ہمارے سامنے سے دل ربا منہ کو چھپا نکلا — ہمارے سامنے وہ دل ربا منہ کو چھپا نکلا
بس ایک اہل وفا یہ تھا سو یہ بھی بے وفا نکلا — بس ایک اہل وفا تھا یہ سو یہ بھی بے وفا نکلا

۲۰۔ خط اگر مجھ کو مرا یار نہ لکھتا ہوتا — خط اگر مجھ کو مرا یار نہ لکھتا ہوتا

۲۱۔ آبرو رکھ لی ترے سامنے حیرانی نے — آبرو رکھ لی ترے رو برو حیرانی نے

۲۲۔ پھر نظر دیکھنے پائے نہ کبھی رخ بتاں — پھر نظر دیکھنے پائے کبھی نہیں رخ بتاں

۲۳۔ اگرچہ اس نمکیں لب سے ہوں میں بوسہ طلب — اگرچہ اس نمکیں لب سے تو ہے بوسہ طلب
پر مجھ سے حق نمک تو ادا نہ ہوئے گا — پہ تجھ سے حق نمک دل ادا نہ ہوئے گا

۲۴۔ اس بے وفا سے لگ چلے باتوں میں کیا مجال — اس بے وفا سے لگ چلے پانویں کیا مجال

Marfat.com

۲۵۔ دنیا میں ہے وہ مردہ دلوں کے شمار میں
بے دردِ عشق دہر میں کوئی جیا تو کیا

۲۶۔ خود نفی ہو دیکھے گر شوق ہے اثبات کا
بے درد کوئی خلق جہاں میں جیا تو کیا

۲۷۔ پر یاد کرے گا جو کہیں کام پڑے گا
دل مردہ جلتے ہیں اسے وہ جیا تو کیا

۲۸۔ کہ شب کو کون میرے در پہ سر اپنا پٹکتا تھا
خود نفی ہو دیکھے گر شوق ہو اس بات کا

۲۹۔ رہیں گی یاد سا ری عمر یہ بدمستیاں تب کی
پر یاد پڑے گا جو کبھو کام پڑے گا

۳۰۔ اٹھ کھڑے ہیں دیوانہ ہو صحرا کی طرف
کہ شب کو کون میرے در پہ سر اپنا پٹکتا تھا

۳۱۔ تو ہی انصاف کر تو نا انصاف
رہیں گی یاد سا ری عمر یہ بدمستیاں تب کی

۳۲۔ دھبے کے پھر کر اسے بنائیے گا
اٹھ کھڑے ہیں دیوانہ ہو صحرا کی طرف

۳۳۔ زندگی میں تو ننگ ہے ملنا
تو ہی انصاف کر اے نا انصاف

۳۴۔ چھوڑے جاتے تو ہو۔ پہ اگر
ڈھا کے پھر کر اسے بنائیے گا

۳۵۔ میں کا تا ہا اب حسرت ہی بزم میں
جیتے جی کو کہیں نہیں ملنا

اور جام تیرے لب سرفراز ہو گیا
چھوڑے جاتے تو ہو۔ پہ لیکن

۳۶۔ گو بآمد میری سن سن کے ہوا تھا منفعل
کا تا ہی میں کیا اب حسرت ہی بزم میں

۳۷۔ داغ حسرت ہی سے جلے دم جھوٹی بھر
جام ان بولے دم میں سرفراز ہو گیا

۳۸۔ شیشہ و تیرے ہات میں اور جام میرے ہات

---

۱ شیشہ

Marfat.com

۳۹۔ گل بھرے ہیں تیری دولت مرنے داماں کے بیچ
گل بھرے ہیں تری دولت میں گریباں کے بیچ

۴۰۔ رہتا ہے پر ہمیشہ مری چشم تر کی طرح — رہتا ہے پر ہمیشہ مری چشم تر کی طرح

۴۱۔ مت پھیریو بے جواب میرے نامہ بر کی طرح — مت پھیریو بے جواب میرے نامہ بر کی طرح

۴۲۔ جائیگا اغیار کو دل میں ہمارے پھوٹ کر — جائیگا اغیار کو دل سے ہمارے پھوٹ کر

۴۳۔ سیلِ سرشکِ گرم کا دل کیا گلا کرے — سیلِ سرشکِ گرم کا دل کیا کرے گلہ
برسے گر آگ بھی تو نہیں چشم تر سے دور — برسی جو آگ بھی تو نہیں چشم تر سے دور

۴۴۔ گلی میں یار کی آیا ہوں چھپ کر اے نالہ — گلی میں یار کی آیا ہوں چھپ کر اے نالہ

۴۵۔ ڈر تری اک نخشِ بیجا کا رہتا ہے مجھے — ڈر تری اک نخشِ بیجا کا رہتا ہے مجھے

۴۶۔ اپنے ہاتھوں کو جسے چاہے دکھائے قاتل — اپنے ہاتھوں کو جسے چاہے دکھائے قاتل

۴۷۔ کیا جانتے تھے جائے گی ریگِ رواں کی طرح — برباد رفتہ عمر کا غم اور بھی ہوا

۴۸۔ میاں ہم باوفا بندے ہیں کرتے ہو خطا بہتر
میاں ہم بلوفا بندے ہیں کرتے ہو جفا بہتر

۴۹۔ دیکھتا ہوں غضب آلودہ بدستور ہنوز — دیکھتا ہے غضب آلودہ بدستور ہنوز

۵۰۔ تو جو کہتا ہے عشق سے آ باز — جو تو کہتا ہے عشق سے آ باز

۵۱۔ دل سے تو چاہتا ہو مجکو مرے یار غلط — جی سے تو چاہتا ہو مجکو مرے یار غلط

۵۲۔ جتنے وعدے ہیں ترے جھوٹے لو اقرار غلط — جتنے وعدہ ہیں ترے جھوٹے و اقرار غلط

Marfat.com

۵۴۔ کہاں میں کہاں وہ کہاں اختلاط
کہاں ہیں کہاں وے کہاں اختلاط

۵۵۔ تاوقت نزع بھی نہ ہوا دید یار حیف
یارب تک اس مریض کی یا نہ یار حیف

نے گور میں چلے دلِ امیدوار حیف
لے گور میں چلا دلِ امیدوار حیف

۵۶۔ ہے ہے مرے ہونٹوں کو لبِ جام تک
ہے ہے مرے ہونٹوں کو لبِ جام تک

۵۷۔ وعدۂ وصل جو ہو جائے وفا سے نزدیک
وعدۂ وصل جو ہو جائے خدا کے نزدیک

کچھ اچنبھا نہیں سب کچھ ہے خدا سے نزدیک
کچھ اچنبھا نہیں یہ سب کچھ ہے خدا سے نزدیک

۵۸۔ قاصد نکھٹو سن سے تو یک عرض ہے یہ تیری
قاصد نکھٹو سن سے تو یک عرض ہے میری

۵۹۔ بدعہدیات دل کی ترے انتظار میں
آیا نہ رات یار مرا میرے گھر تلک

۵۹۔ سمجھتے کہ پائے گا آزار دل
نہ ہوتا اگر تجھ کو دلدار دل

۶۰۔ کیا کروں میں دو نہیں سکتا بھوکے روز
کیوں کہوں میں رہ نہیں سکتا بھوکے روز

۶۱۔ ظالم اب رحم سے مشورت کیا
ہے رحم ترا وگرنہ سو بار

۶۲۔ سنتے ہیں کہ تھا یوسف ہی کوئی کنعان میں
سنتے ہیں کہ تھا یوسف نام کوئی کنعان میں

۶۳۔ بستے تیرے غم کو بھی ۔۔۔ لے دل
دیکھ جو میرے دل کو یہ بات کہی غم نے

کس طرح رہے کوئی اس خانہ ویراں میں
کس طرح سے رہے کوئی اس خانہ ویراں میں

۶۴۔ سرمے مائے مرے بہ دیدہ میں تجھ نے کون
ناز سے توڑے گا سب شیشہ و پیمانے کون

---

[1] کرم خوردہ۔

[2] تذکرہ گلشن سخن میں یہ مصرع یوں درج ہے "ناز سے توڑے گا اب شیشہ و پیمانے کون"

Marfat.com

۶۵۔ کہے بھی کچھ تو جیسے کہ بھولے بھولے خواب کی باتیں
کہے ہے کچھ تو جیسے بھولے بھولے خواب کی باتیں

۶۶۔ اور تو کیا تیری آنکھوں میں مروت ہوگی
بس خدائی میں ہمارے سے بھی انکار نہیں

۶۷۔ اٹھے نہ دل سے کبھی نالہ و فغاں تجھ بن
رہی نہ میرے تئیں طاقت فغاں تجھ بن

ہے نہ منہ میں ہمارے کبھی زباں تجھ بن
ہلی نہ منہ میں ہمارے کبھی زباں تجھ بن

۶۸۔ موافق ہو زمانہ ہم سے تو وہ یار ہو ناخوش
موافق ہو زمانہ ہم سے تو وہ یار ناخوش ہو

۶۹۔ یہی انصاف ہے شاید خدا تیری خدائی میں + یہی انصاف ہے یا رب خدا تیری خدائی میں

۷۰۔ مگر پایا ہے آئینے نے اس کو منہ دکھائی میں + مگر پایا ہے آئینے اس کی رونمائی میں

۷۱۔ توقع اور کیا ہے تنگ چشمانِ زمانے سے
توقع اور کیا تھی سنگ جفائے دل

سو پتھر بھی نہ پائے آیا تاں کی آشنائی میں
تو پتھر بھی نہ ہاتھ آیا بتوں کی آشنائی میں

۷۲۔ سودا زدہ ہوں خلق سے ہے نوحہ اس قدر
سودا زدہ ہوں خلق سے ہے نوحہ اس قدر

۷۳۔ سبزۂ آہ سے ہے سبز مری خاک مزار
سبزۂ آہ سے ہے سبز مری خاک ہنوز

۷۴۔ ترک ادب کو کیا کریں قاتل کے سامنے
افسوس اے ادب ہیں قاتل کے سامنے

۷۵۔ متحمل نہیں ہم یار جفا کے تیری
گو ہوئی زندگی خضر میسر تو کیا

۷۶۔ مفت ہر مول سخن کے ہنستے ہیں
سخن خریدار مول ہنستے ہیں

دل بھی کیا ان دنوں میں سستے ہیں
دل ہی کیا ان دنوں میں سستے ہیں[1]

[1] تذکرہ گلشن سخن میں یہ مصرع درج ہے۔

Marfat.com

۷۷۔ کعبۂ دل میں وے ہی بستے ہیں — کعبۂ دل میں وہ بھی بستے ہیں
۷۸۔ ہم بھی چپکے پس دیوار سنا کرتے ہیں — چپکے ہم بھی پس دیوار سنا کرتے ہیں
۷۹۔ قناعت کا خزانہ جس کے ہات آوے تو نگر ہو
قناعت کا خزانہ جس کے ہاتھ آوے تو کیونکر ہو
۸۰۔ اگر تن پر سراپا ہر سر مو نوک نشتر ہو — اگر تن پر سراپا ہر سرِ مو نوکِ نشتر ہو
۸۱۔ غرض قسمت ہی سے کچھ دیکھنا اس کا میسر ہو — غرض قسمت میں ہے جو کچھ دیکھنا اسکا میسر ہو
۸۲۔ نئے ناوک کا تیرے کشتۂ احسان نہ ہو — نئے ناوک کا تیرے کشتۂ احسان ہو
جب تلک سینۂ عشاق نیستان نہ ہو — جب تلک سینۂ عشاق نیستان ہو
۸۳۔ مرے بھائیں قیامت آچکی دیکھا بھی اسکو — مری بھاویں قیامت آچکی دیکھا جبھی اسکو
۸۴۔ دل ہمسے نافلوں کو نہ غیرت ہو گو ریں — ہم جیسے نافلوں کو نہ غیرت ہو گو سے
نیند آوے اور دیکھ کر اس خواب گاہ کو — نیند آوے اور دیکھ کے اس خواب گاہ کو
۸۵۔ غیر کو بوسہ دیا اور مجھے زہر نگاہ — غیر کو شربت لطف اور مجھے زہر نگاہ
۸۶۔ آستانے پہ تمہارے ہی کا نقش قدم — آستانہ پہ تو تھا یار ہی کا نقش قدم
جبہہ سائی تیری حیف مٹایا کس کو — جبہہ سائی نے مری حیف مٹایا کس کو
۸۷۔ یا کہ رسوا نہ کرے داغ نمایاں مجھ کو — تا کہ رسوا نہ کرے داغ نمایاں مجھ کو
۸۸۔ ان دونوں کا جوہر تو نمودار تبھی ہو — دل کا مرے جوہر تو نمودار تبھی ہو
جب دل بھی ہزار سنتے شیشہ بلبی ہو — جب سامنے اس کے کوئی شیشہ جبی آوے

Marfat.com

۸۹۔ آئے ہیں جہاں میں جیسے تنہا
آئے ہیں عدم سے جیسے تنہا

۹۰۔ وصل میں ہم یار سے کریں گے شکوہ ہجر کا
وصل میں ہم یار سے کریں گے شکوہ یار کا

۹۱۔ تم نے پی ہو یا نہ پی ہو مے کبھی پر آج ہم
تم نے پی ہو یا نہ پی ہو مے ولیکن آج ہم

بن پلائے چھوڑنے کے نہیں نہیں کیا فائدہ
بن پلائیں چھوڑنے کے نہیں نہیں کیا فائدہ

۹۲۔ عاشق ہو تم پہ سنگ دلان کیا کرے کوئی
عاشق ہیں تو سنگ دلان کیا کرے کوئی

۹۳۔ سوگند کھلانے کو تو ہم نے کھلائی ہے
سوگند کھلانے کو تو ہم نے کھلائی تھی

آئے گا نہ آئے گا یہ بات خدا جانے
آوے گا نہ آوے گا یہ بات خدا جانے

۹۴۔ اس ڈر سے زمانہ کا شکوا نہیں ہم کرتے
اس ڈر سے زمانہ کا شکوا نہیں کرتے ہم

۹۵۔ بخت تجکو بھی آزمالیں گے
بخت بد تجکو آزمالیں گے

۹۶۔ ڈھونڈھتی کیا ہے گھر میں دل کے حرص
ڈھونڈھتی کیا ہے دل کے گھر میں حرص

فقیر کی ایک بوریا تو ہے
ایک ٹوٹا سا بوریا تو ہے

۹۷۔ قیامت میں وفا کو ہم منھ اپنا کیا دکھائیں گے
قیامت میں وفا کو منھ ہم اپنا کیا دکھائیں گے

۹۸۔ جو تک ذوست ملی اس آہ و نالہ سے تو اے گردوں
" " " " " ناتوانی سے تو اے "

تجھے ہے آہ و نالہ کا تماشا ہم دکھائیں گے
تجھے بھی آہ و نالہ کا تماشا ہم دکھائیں گے

۹۹۔ غنیمت ہے سمجھ اے دل ترا زعم باطل ہے
دل اس کی مہربانی پر نہ جا۔ یہ زعم باطل ہے

Marfat.com

کہ پھر وہ روٹھ بیٹھے گا تو پھر اس کو منائیں گے

اگر وہ روٹھ بیٹھے گا تو ہم اس کو منائیں گے

۱۰۰۔ ان بے مروتوں سے کوئی لگ چلے ہے دل — ان بے مروتوں سے نہ کہتے تھے لگ چل

۱۰۱۔ اٹھایا ہاتھ ہم نے دل سے ڈھائے جس کا جی چاہے

اُٹھایا ہم نے ہاتھ اب دل سے ڈھائے جس کا جی چاہے

۱۰۲۔ نہ یہ پیری حساب عمر میں نہ وہ جوانی تھی — نہ یہ میرے حساب عمر میں نے وہ جوانی تھی

۱۰۳۔ آج ہم دیکھ منہ آئینہ میں دلگیر ہوئے — آج منہ دیکھ ہم آئینہ میں دلگیر ہوئے

۱۰۴۔ دن پھرے سے نظر آتے ہیں یہ روزوں کے

دن پھرے سے نظر آتے ہیں یہ مجنوں کے

۱۰۵۔ غریب عاشقوں ہی پہ تو مرد ہے — غریب عاشقوں پہ یہ تو مرد ہے

۱۰۶۔ بیزار اس قدر ہو تم میرے نام سے — بیزار اس قدر ہوئے میرے نام سے

۱۰۷۔ اپنے بھی مجرا نہ ملے گا دماغ دل — اپنی بھی مجرا نہ ملے گا سراغ دل

۱۰۸۔ عبارت ترک ہے جس سے وہ دل کا ہی تعلق ہے

عبادت ترک ہے جس سے وہ دل کا ہی تعلق ہے

گدا بھی ورنہ اسباب جہاں سے کیا نہیں رکھتے

گدا بھی ورنہ اسباب جہاں سے کم نہیں رکھتے[1]

---

[1] مصرعہ اول میں عبادت (بجائے عبارت) سہو کاتب
مصرعہ دوم میں کم (بجائے قافیہ کیا) سہو کاتب

Marfat.com

۱۰۹۔ کوئی سمجھے نہ سمجھے پر دلِ اپنی فکر کا آپ ہی
کوئی سمجھے نہ سمجھے پر دلِ اپنی فکر کا اب ہے

۱۱۰۔ فکرِ ہنگامۂ فردا نہ تجھے ہے نہ مجھے ذکرِ ہنگامۂ فردا نہ تجھے ہے نہ مجھے

۱۱۱۔ وصلِ جو دم ہے غنیمت ہے۔ سمجھ دیوانے
وصلِ جو دم ہے غنیمت ہی سمجھ دیوانے
زندگانی کا بھروسا نہ تجھے ہے نہ مجھے
زندگانی کا بھروسا نہ تجھے ہے نہ مجھے

۱۱۲۔ اگر زندگانی بھی ہے تو کیا ہے اگر زندگانی کچھ یہی ہے تو کیا ہے

۱۱۳۔ دل میں اپنے کیا بُت مغرور سمجھا ہے مجھے دل میں اپنے کیا بُت مغرور سمجھتا ہے مجھے

۱۱۴۔ ہاتھ اپنے آگیا جب نقدِ استغنا ہے دل
ہاتھ اپنے آگیا یہ نقدِ استغنا تو دل

* * *

Marfat.com

اشاریہ

۱۔ اشخاص

الف

ابوالحسن امیرالدین احمد عرف امراللہ نہ آبادی ۵۰-۶۰-۶۲
ابدال۔ عبدالحق ۷۷
احمدشاہ بادشاہ ۱۴-۲۱-۹۰
احمدشاہ نوراللہ مرقدہٗ ۸۲-۸۳
ادیب۔ سید مسعود الحسن رضوی ۵۱-۶۵
آرزو۔ سراج الدین علی خاں ۱۳۸
آرزو۔ ابوالحسن خاں ۷-۲۱
اثیر لکھنوی ۸
اسیرنگر ۵۴-۵۶-۲۱-۶۲-۶۶
آشنا۔ مولانا شاہ ابوتراب ۷۰
آصف الدولہ ۱۴-۱۵
افصح۔ شاہ فصیح ۱۶۶ (صفحہ دیوان)
الفت۔ اجاگر چند ۱۴۳ (ح)
امید۔ قزلباش خان ۸۲-۸۵
امین الدولہ ۲۴
آہ۔ میر مظفر علی ۶۷-۷۶-۷۰

ب

باقر۔ قطب الدین ۵۵-۱۰۲
باقر علی خاں ۲۱
بالاجی باجی راؤ ۶۳
بسمل۔ سید جبار علی ۱۳-۲۷-۲۸-۶۰-۷۰-۷۹
بسنت رام ۴۵
بھلوت رائے ناگر ۴۷-۴۸-۶۲-۶۳-۶۵
بے جگر۔ نجراتی لال ۳ ح
بیدل عظیم آبادی۔ میرزا عبدالقادر ۵-۳۴-۷۱-۱۴۹
بی بی لطف النساء ۲۱

پ

پھول بی بی ۲۳

ت

تقی۔ سید محمد تقی الدین ۳۹
تقی علی خاں ۲۰
تحسین۔ سید حبیب اللہ عظیم آبادی ۱۲

ث

ثاقب عظیم آبادی ۷۲

ج

جامی مولانا ۵۰-۱۰۰
جانکی رام ۴۴-۴۵
جرأت۔ قلندر بخش ۲۵
جسونت رائے ناگر ۱۳-۲۵-۳۹ [illegible]
۴۴-۴۹-۴۸-۴۹-۱۰۰ (ح) ۵۱ [illegible]
۵۹-۶۰ تا ۶۳ (ح) ۶۸
جمالی دہلوی ۲۰
جنون۔ مولانا شاہ محمد امام ۷۷
جنرل ماڈر میڈنگ ۲۵
جوشش عظیم آبادی۔ محمد روشن ۶-۱۲-۱۴-۳۶

Marfat.com

۴۷-۷۰-۵۱-۵۳ تا ۶۴-۶۷-۷۰-۷۵-۸۸
۹۷-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۶-۱۰۷ تا ۱۰۹-۱۱۱-۱۱۳-
۱۱۴-۱۱۷-۱۳۸-۱۴۲
جہاں۔ بیبی زائن ۵۳-۵۴
جہاندار شاہ ۴۰

چ

چھبیلا رام ۳۹-۴۰-۴۲

ح

حزیں۔ شیخ علی ۲۴-۶۴-۶۵-۱۰۲
حسین قلی خاں ۸۴
حضرت مولانا احمدی قدس سرہ ۴۷
حضرت شیخ العالمین شاہ محمد نعمت اللہ قدس سرہٗ ۷۷
حضرت میر سید راستی قدس سرہٗ ۸۸
حقیر محمد شعیب کھلواروی ۷۷
حکیم سید احمد اللہ ندوی ۶۰
حیدری۔ حیدر بخش ۵۱

خ

خادم۔ خادم حسین خاں ۵-۷-۲۱ تا ۲۶
خان بہادر سید علی خاں ۷-۷-۲۱-۲۳ تا ۲۷-
۳۲-۵۱-۵۴-۵۶-۵۸-۶۰
خواجہ حافظ ۹
خواجہ عبدالحکیم ۲۳-۲۴

د

داؤد علی خاں عرف زاہد حسین خاں ۲۷
درد۔ خواجہ میر ۱۴-۶۷-۱۲۷-۱۳۸-۱۴۱
دردائی۔ معین الدین ۵۹
دیا رام ۴۰

ڈ

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ۵۴
ڈاکٹر افتخار حسین ۵۳
ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی ۵۲
ڈاکٹر سید اختر احمد اختر اورینوی ۶۰
ڈاکٹر سید مطیع الامام ۳۴
ڈاکٹر سید محمد حسنین ۵۹-۶۲-۶۳-۷۱
ڈاکٹر مجیب قریشی ۵۰
ڈاکٹر خیام پوری۔ ۷۶

ذ

ذوق ۱۳۴
ذکا۔ خوب چند

ر

راجہ شتاب رائے بہادر ۴۸-۸۴-۸۵-۸۷-
راجہ دیا بہادر ۴۱
راجہ گردھر بہادر ۳۹-۴۰
راز عظیم آبادی۔ سید عزیز الدین بلخی ۷-۲۳-۲۹-
۵۸-
راسخ عظیم آبادی ۲۸-۹۴-۹۶-۱۳۸
رام موہن رائے ۵۵-۸۷ (ح)
رائے رام سہائے ۴۶
رائے شیام بہادر ۸۵ (ح)-۸۷ (ح)
رشکی۔ محمد حسین خاں ۲۹
رضا۔ نواب رضا علی خاں ۷-۳۲
رگھو بھونسلہ ۴۳

ز

زیب النساء ۱۳۷

Marfat.com

س

سکھ لال ۴۶ - ۴۸
سعدی شیرازی ۶۸ - ۱۲۷
سودا۔ میرزا رفیع ۱۴-۶۷-۸۷-۹۴-۹۵-۱۳۸-۱۴۱
سوز۔ محمد میر ۱۳۸
سعادت خاں ناصر ۵۶
سراج الدولہ ۴۴ - ۴۵
سید احمد حسین خاں عرف سید اختر نواب ۵
سید انشاء ۸۷
سید حسن عسکری ۴۰ (ج ، ۴۳ (ج)
سید حسن مثنیٰ ندوی ۳۶
سید صباح الدین عبدالرحمٰن ۱۴۲
سید وصی احمد بلگرامی ۳۲ - ۳۳
سیدی حمید ۷۷

ش

شاہ عالم بادشاہ ۔
شاہ کمال ۵۲
شفیق۔ لچھمی نرائن ۹۰
شورش عظیم آبادی ۱۳-۵۲-۶۶-۹۱-۹۲-۹۳-۱۱۳-۱۱۴
شوق نیموی۔ ظہیر الحسن ۵۷
شوق۔ قدرت اللہ ۴۹
شیخ امراللہ ۴۷
شیخ حمید الدین ۴۷
شیخ جنید ۲۳
شیخ زین الدین محمد ۲۳
شیخ محمد رضا ۲۳-۲۴-۳۲
شیخ مصطفیٰ ۲۳
شیخ منجھن ۲۳
شیخ محمد اسداللہ ۲۱-۲۳-۲۴-۲۷ -
شیخ نظام ۲۰
شیفتہ۔ نواب مصطفیٰ خاں ۶۱

ص

صابر مرزا ۱۸ - ۱۲۹ - ۱۳۷
صفیر بلگرامی سید ذکی احمد ۳۱
صغریٰ بیگم ۲۱

ط

طفیل احمد ۵ - ۵۹ (ج)
طلعت۔ مولانا شمس الدین ابوالفرج ۷۷

ع

عبدالکریم خان ۴۲
عروج۔ عبدالرؤف ۸۵
عظیم الشان ۴۰
علی قاسم خاں ۴۲

غ

غالب۔ مرزا اسداللہ خاں ۲۹ - ۱۱۱ - ۱۲۰ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۴ -

ف

فدوی۔ مرزا محمد علی ۹۳ - ۱۳۴ - ۱۳۸
فرخ سیر ۴۰
فضیلت النساء بیگم ۲۱ - ۲۲
فغان۔ اشرف علی خاں (کوکہ) ۸۰ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۴ - ۹۵ - ۱۲۱
فیض۔ جعفر حسن خاں ۲۲

ق

قاضی عبدالودود ۳۵ - ۴۸ - ۵۹ - ۶۱ - ۶۳ - ۶۵ - ۸۷ -
قتیل۔ ۸۷ - ۸۸

Marfat.com

قتال - شیخ فرید الدین ۲۰

ک

کامگار خاں ۴۵
کاظم حسین خاں ۲۱ - ۲۲
کریم الدین فلن ۶۱ -
کلیم الدین احمد ۴۹ - ۵۳ - ۶۲
کلیم اکبرآبادی ۵۰
کنیز فاطمہ ۲۱
کوثر چاندپوری ۱۴۶

گ

گارساں دتاسی ۵۴ - ۷۴

ل

لالہ جیونت رائے ۴۶
لالہ سری رام دہلوی ۵۸
لیدیان سکستن ۵۴

م

مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری ۳۴
مبتلا - مردان علی خاں ۴۷-۴۸-۵۱-۶۲-۶۵ ۶۶-۷۰
محسن علی محسن ۵۶ - ۸۰ - ۹۰
محمد بخش اردو ۲۰
محمد یحییٰ خاں ۲۷ - ۲۸
محمد حسن خاں ۲۹
محمد شاہ نورالله ۸۰
محمد شاہ سلطان ۸۵ - ۹۰
محمد طاہر غنی ۱۳۲
محمد علی شاہ ۲۳
محمد سعید اشرف ۱۳۷
محمد صالح مازندرانی ۱۳۷

مخدوم شیخ شمس الدین عرف شیخ سمن فریادرس ۲۰
مخلص برائے رائیاں آنند رام ۷۱
مرزا محمد شفیع ۱۴
مرزا علی خاں ۱۴ - ۸۵
مرزا علی لطف ۵۲ - ۸۰
مریم ۲۱
مست - ذوالفقار علی ۷۶
مشتاق محمد قلی خاں ۱۴ - ۶۷ - ۷۴ - ۱۱۴
مشفق خواجہ ۵۶
مصحفی - شیخ غلام ہمدانی ۲۸ - ۵۱ - ۵۲ - ۶۱ - ۷۴
مصطفیٰ علی خاں ۲۲ - ۴۲
مصطفیٰ علی خاں ۴۴ - ۴۵
مظہر - میرزا مظہر جان جاناں ۱۳۸ - ۱۴۱
معظم شاہ بادشاہ ۴۰
معزالدین محمد شاہ ۴۰
ملا وحید الحق ۷۷
منشا رام ۴۵ (ح)
منشی عبدالکریم ۶۳
مولانا رومی ۹۹
مولانا ابوالفضل ۷۷
مولانا اشرف علی
موزوں - رام نرائن لال (۳۴ح) ۵۷ تا ۴۸ - ۷۰ (ح) ۷۱ - ۷۲
مومن خاں مومن ۱۰۱ - ۱۰۲
مہاراجہ چیت سنگھ ۲۷ - ۸۰
مہدی نثار خاں ۴۴
میر - غلام رسول ۱۶۵
میر تقی میر ۱۴ - ۱۵ - ۱۷ - ۸۷ - ۹۴ - ۹۹ - ۱۰۷ - ۱۳۱

Marfat.com

۱۲۲ - ۱۲۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۱ - ۱۴۲
میر حسن دہلوی ۴۹ - ۶۶ - ۹۳ - ۱۴۱ (صفحہ دیباچہ)
میر عبداللہ ۱۵
میر ارزانی ۱۲
میر غلام اشرف ۴۲ - ۴۴
میر محمد نعیم خاں ۸۳ - ۸۵
میر ارزانی بہاری ۸۹ - ۹۰

ن

ناسخ ۳۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲
نالاں - میر وارث علی ۱۴ - ۱۶ - ۶۷ تا ۷۰ - ۸۴ - ۸۵
نذیر - مرزا علی قلی ۸۳ - ۸۵ ۹۰ - ۱۱۳ - ۱۱۴
نظیری - ۹۴
نواب احمد علی خاں بہادر ۴۲
نواب جاوید خاں بہادر ۷۱
نواب جعفر حسن خاں ۴۲
نواب حامد علی خاں ۴۲
نواب دلدار علی خاں ۳۱ - ۳۲
نواب زین الدین خاں ہیبت جنگ ۱۴
نواب سید محمد حسن خاں ۳۱
نواب شجاع الدولہ ۸۳ - ۸۵ - ۹۰
نواب عالم حسین خاں ۲۱ - ۲۲
نواب علی قاسم خاں ۲۱ - ۲۷ - ۳۲
نواب علی جواد خاں ۲۱
نواب فدا علی خاں ۲۱ - ۳۲
نواب محمد یحییٰ خاں ۲۱ - ۳۲
نواب محمد علی خاں ۲۱ - ۳۲
نواب مہدی علی خاں ۷ - ۸ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰
نواب علی وردی خاں مہابت جنگ ۱۳ - ۲۷

و

وحید ۱۳۷

۲- مقامات

الف: اردل - ۸
اسلام آباد ۷۹
الہ آباد ۴۰ - ۴۱ - ۷۷ - ۸۶
اودھ ۲۳ - ۴۱ - ۸۳ - ۸۶

ب: بانکی پور ۸۷
بنارس ۴۴ تا ۱ - ۷۹
بنگالہ و بہار ۱۳ - ۲۷ - ۲۹ - ۴۰ - ۴۶
بہار ۸ - ۱۲ - ۲۷ - ۱۰۴ - ۶۹
۸۴ - ۸۵ - ۸۹

پ: پاکستان ۹۳
پانی پت ۹۳
پٹنہ ۷ - ۲۱ - ۴۰ - ۵۵ - ۵
۵۹ - ۶۱ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۰
پٹنہ سٹی ۸۷
پیرس ۴۵

ت: ترہت ۴۵

چ: چنار گڑھ ۱۳ - ۰۰

ح: حسین آباد ۲۸
حسن پورہ ۳۱

Marfat.com

خ: خواجہ کلاں ۳۰
د: دلی گھاٹ ۲۳
دہلی ۱۴-۲۹-۴۰-۴۱-۷۱-۱۳۹-
دھونپورہ ۱۴-۸۲-۸۵
دیوان محلہ ۳۲-۸۷
س: راجگیر ۲۸
سارن ۳۱
سنگی دالان ۵-۲۳-۲۴-۳۰
ش: شاہجہاں آباد ۷۲-۸۱-۸۲-۹۰
شیراز ۷۲
شیخپورہ ۲۳
ع: عظیم آباد ۵-۱۳-۱۴-۱۶-۲۲-۲۴-
۲۹-۳۰-۳۹-۴۰-۴۲-۴۴-۴۵-۴۹
۵۱-۵۲-۵۳-۵۶-۵۷-۵۹-۶۰-۶۱-
۶۴-۶۹-۷۹-۸۰-۸۱-۸۴
۸۵-۸۸-۸۹-۹۰-۱۰۱-۱۳۹
غ- ۳۱-۳۲
ف: فرید پور ۵۷
فیض آباد ۲۳
ک: کابل ۱۴
کراچی ۵-۱۷-۲۴-۲۵
کشمیر ۲۴
کشمیری کوٹھی ۵
کوڑہ ۴۰
گ: گیا ۸
گلزار باغ ۲۳
ل: لکھنؤ ۱۴-۲۴-۲۵-۱۳۹
مالدہ ۳۳-۶۰-۱۳۹
مالوہ ۴۱-
محمد آباد ۷۹
مرشد آباد ۷-۲۷-۴۳-۵۷-۶۰-۱۳۹
مغل پورہ ۵
مونگیر ۲۸-۱۴۱
ن: نیشاپور ۹۰
ہ: ہندوستان ۶-۹۰-۹۳

۲۔ کتب و رسائل

الف: اردو تنقید پر اک نظر ۶۶
اعیان وطن ۷۷
اردو اخبار ۲۹
اودھ کیشلک ۶۱
ب۔ بیاض اور اردو شاعری ۵۹
بہار میں اردو زبان اور ادب کا ارتقاء ۶۰
ت: تاریخ ادب ہندوستانی ۴۵-۶۱-۷۹-۹۰
تاریخ شعراء بہار ۷-۲۳-۲۷ تا ۳۰-۵۸
تاریخ احمد ۶۳
تذکرہ الشعار ۱۳۶
تذکرہ بے جگر ۵۳-۸۲ قلمی
تذکرہ بلخی ۱۵-۱۶
تذکرہ شورش ۴۹-۷۷-۷۹-۸۸
تذکرہ عشقی ۲۴-۵۱-۷۴-۷۸-۸۶
۸۸-۱۶۶ (صفحہ دیوان)
تذکرہ فارسی گو شعراء اردو ۸۵
تذکرہ مخزن الغرائب۔
تذکرہ میر حسن ۱۳-۴۹-۸۶
تذکرہ مسلم شعراء بہار ۱۳-۶۰
تذکرہ السلاطین چغتائیہ ۴۰
تذکرہ نصیر آبادی ۱۳۵
تذکرہ نساخ ۱۳
تذکرہ ہندی ۵۱-۵۷-۸۴-۸۵
تذکرہ میر حسن ۱۶۶ (صفحہ دیوان)

Marfat.com

ج : جلوہ خضر ۳۱
جہان غالب ۱۴۶
چ : چمنستان شعرا ۸۵
خ : خمخانۂ جاوید ۵۸
خلاصۃ الکلام ۲۷
خوش معرکہ زیبا ۵۶
د - دستور الانشاء ۴۵ - ۴۶
دستور الفصاحت ۸۵
دیوان جوشش ۳۵، ۴۸، ۵۸، ۶۴، ۷۷
دیوان حیاں ۵۳
دیوان فغاں ۸۲ ح ۱۴۲
س - رشحات صفیر ۱۳۸
ریاض الفصحا ۵۲
ریاض الوفاق ۷۶
س : سخن شعرا ۱۵ - ۲۲ - ۲۴ - ۲۶ - ۲۹ - ۳۰
سراپا سخن ۵۶
سفینہ ہندی ۸۵ - و ۱۶۲ (صفحہ دیوان)
سیر المتاخرین ۳۹ - ۴۰ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۷ - ۱۴۲
ص : صحف ابراہیم ۲۷
ط : طبقات الشعراء ۴۹
طبقات الشعرائے ہند ۵۶
ع : عرفات الہندی ۱۷ - ۵۲ - ۵۵ - ۵۹ - ۶۳
عمدہ منتخبہ ۵۲
غ : غیاث اللغات ۱۲۹ تا ۱۳۱، ۱۳۳ - ۱۳۶ - ۱۳۷
ف : فدوی ان کا عصر حیات اور شاعری ۵۹ - ۶۷
ق : قومی زبان ۲۴ - ۲۵ - ۵۷

گ : گل رعنا - ۹۰
گلستان - ۶۷
گلستان بے خزاں ۵۵
گلزار ابراہیم ۷ - ۱۰ - ۱۳ - ۲۷ - ۳۳ - ۵۱ - ۶۰ - ۷۹ - ۸۸
گلشن سخن ۵۱ - ۶۵ - ۷۸ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۸ -
گلشن ہند ۵۱ - ۵۲ - ۷۹ -
گلشن بے خار ۵۳ - ۵۶
م : تاثر الامرا ۴۰
مجمع الانتخاب ۵۳ - ۸۳
مجمع النفائس ۱۲۷ قلمی
مخزن نکات ۸۵
مراۃ الاصطلاح ۷۱ - ۱۲۹ - ۱۳۲ تا ۱۳۴ قلمی
مسرت افزار ۱۳ - ۵۰ - ۷۸ - ۸۰ - ۸۸
مظفر نامہ ۴۲ - ۴۷ - ۴۸
معاصر ۵۹ - ۶۷ - ۸۲
معیار ۸۷
منتخب الالباب ۴۰
مہر نیمروز ۱۰ - ۳۴ - ۷۱ - ۸۶
ن : نسخہ دلکشا ۵۳ (قلمی)
نشتر عشق ۸۵ - ۸۶ (قلمی)
و : وقائع محمد وفا ۴۳
وقائع جنگ مرہٹہ ۲۷
ی : یادگار الشعراء ۵۶
یادگار وطن ۵۷
یادگار عشق ۷۶

Marfat.com

محمد وہاب مجددی
ذخیرہ لاہور

صحت نامہ

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
بلخی عظیم آباد	بلخی عظیم آبادی	۷	۷
جود	خود	۷۳	۸
گردیزی	گردیزی	۸۶	۱۳
چند	جنون	۱۳۱	۲
نپا	نیا	۱۳۱	۳
ناصح برائ	——	۱۳۴	۵
وے ستم گر	آوے ستمگر	۱۴۱ (دیوان)	۵
دیدۂ کریان	دیدۂ گریان	۵۰ 〃	۴
پوجے	پوجتے	۵۳ 〃	۳
غیرون	غیروں	۵۳ 〃	۸
فارع	فارغ	۵۹ 〃	۱
فزا	فزاے	۶۹ 〃	۶
ہمہ	ہم	۷۴ 〃	۱
بناگوشین	اور بناگوشین	۹۳ 〃	۵
مصمون	مضمون	۹۳ 〃	۶
دہتا	ڈہتا	۹۵ 〃	۳
ہی	جی	۹۶ 〃	۵

Marfat.com